علامہ محمد عبدالقدیر قادری حسرت کی علمی وروحانی خدمات

کا تحقیقی مطالعہ

(مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی)

مقالہ نگار

محمد قیوم

(شعبہ علومِ اسلامی، جامعہ کراچی)

سپروائزر

پروفیسر محمود حسین صدیقی

(شعبہ علومِ اسلامی، جامعہ کراچی)

(شعبہ علومِ اسلامی، جامعہ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SEERAT CHAIR
UNIVERSITY OF KARACHI
KARACHI-75270 (PAKISTAN)

Office: 479001/2476
Res: 6643624, 6646304

PROF. HAFIZ M. MAHMOOD HUSAIN SIDDIQI
DIRECTOR

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ طالبعلم **محمد قیوم** نے میری نگرانی میں اپنا تحقیقی مقالہ بعنوان ''علامہ محمد عبدالقدیر قادری حسرت کی علمی و روحانی خدمات کا تحقیقی مطالعہ'' مکمل کرلیا ہے۔ لہٰذا پی ایچ ڈی کی سند کے حصول کیلئے یہ مقالہ جمع کرانے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے۔

Husain
پروفیسر محمود حسین صدیقی

DIRECTOR
SEERAT CHAIR
UNIVERSITY OF KARACHI

اظہار تشکر

سب سے پہلے میں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کا شکر گذار ہوں جس کی توفیق وعطا سے یہ عاجز اس منزل تک پہنچا۔ میں اپنے استاذ مکرم اور ملک کی معروف علمی ودینی شخصیت محترم پروفیسر محمود حسین صدیقی صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے مقالے کی ابتداء سے انتہاء تک اپنی گوناگوں علمی، تحقیقی، سماجی ودیگر تمام مصروفیات کے باوجود اپنے قیمتی اوقات اور گراں قدر آراء وتجاویز سے مستفید فرمایا۔

اور میرے لئے یہ بات باعثِ افتخار ہے کہ میرے مقالے کی نگرانی ایسی شخصیت نے قبول کی جن کی بلاواسطہ ایک تعلقِ خاص حضرت علامہ عبدالقدیر قادری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ عبدالقدیر قادری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو زیرِ تحریر نہ آیا ہو۔ میں ساتھ ہی ساتھ رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ، صاحبِ تصانیف کثیرہ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری صاحب کا صمیمِ قلب سے ممنون ہوں کہ وقتاً فوقتاً آپ نے اپنے نادر تحقیقی مشوروں سے نوازا اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دو حضرات کا سایۂ علمی مجھ ایسے تشنگانِ علم پر تادیر قائم فرمائے اور اس موقعہ پر اپنے ان تمام رفقاء اور احباب کا بھی دل کی گہرائیوں سے سپاس گزار ہوں جنہوں نے مجھ سے ہر ممکن تعاون کیا۔

آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اپنے پیارے دین کی نشر واشاعت کے لئے کی جانے والی اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمالے اور اسے میری ابدی فلاح کا ذریعہ بنادے۔ (آمین)

محمد قیوم بن محمد یوسف

انتساب

والدہ محترمہ کے نام

میں اپنی اس عاجزانہ کاوش کو
اپنی والدہ محترمہ کے نام منسوب کرتا ہوں

روئے زمین پر عاجز کی محبت وعقیدت کا ایک عظیم مرکز
اور سچ تو یہ ہے کہ

ہوا ہے گو تیز و تند لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

حسن ترتیب

مُقدمہ

تمام تر حمد و ثناء اللہ رب العزت کے لیے جس نے کائنات کی تخلیق کی اور اس کے ارض و سماء کو مختلف تخلیقات سے مزین فرمایا اور پھر ''احسن تقویم'' کی تخلیق کی اور کائنات میں موجود تمام اشیاء احسن تقویم کے لیے تسخیر کر دی ہے اور اب حضرت انسان پر منحصر ہے کہ ان اشیاء کو خیر و شر کی اس ازلی و ابدی کشمکش میں اپنی فلاح و بہبود کے لیے کس طرح استعمال کرتا ہے۔ کچھ لوگ خیر کے راہی اور کچھ شر کے شکار، اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی ہر دو اقسام کی ہدایت کے لیے انبیاء کے مقدس نفوس مبعوث فرمائے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا.

ترجمہ: ''بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا''۔ (القرآن)

اور ان انبیاء کے بعد علماء اس عظیم فریضہ میں ان کی نیابت (خلافت) کرتے ہوئے جیسا کہ ارشاد رسالت ہے ''کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں''۔ فقیہہ جصاص رازی نے لکھا ہے۔

فَالْاَنْبِیَاءُ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام فِیْ اَعْلٰی مَرْتَبَةِ الْاِمَامَةِ ثُمَّ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ وَالْقُضَاةِ الْعَدُوْل وَ مَنْ لَزِمَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاقْتِدَائِهِمْ ثُمَّ الْاِمَامَةُ فِی الصَّلٰوةِ وَنَحْوِهَا.

(احکام القرآن للجصاص)

پس انبیاء امامت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ پھر خلفائے راشدین ہیں پھر نمبر علماء اور عادل ججوں کا آتا ہے اور ان کا جن کی پیروی اللہ تعالیٰ نے لازم کر دی ہے اور پھر نماز کی امامت کے حاملین آتے ہیں اور ان جیسے دوسرے۔

علماء کا یہ حسین اور خوبصورت قافلہ دین اسلام کی نشر و اشاعت و آبیاری کی جھود و مساعی میں مصروف عمل نظر آتا ہے، اسی قافلہ کا ایک راہی حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت قادری رحمہ اللہ بھی ہے جو

میرے مقالہ کا موضوع ہے۔

اگر حضرت صاحب کی حیات کو موضوع مقالہ بنایا جاتا تو یہ قلیل اور محدود صفحات ناکافی ثابت ہوتے لیکن زیر تحقیق مقالہ میں حضرت علامہ رحمہ اللہ کی گوناگوں علمی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز

اہمیت

مقالہ کی اہمیت کے لیے اس کے ممکنہ جوانب کافی ہیں جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

اس مقالے میں ایک جانب تفسیر قرآن مجید ہے۔

☆ دوسری جانب احادیث شریفہ ہیں۔

☆ تیسری جانب فقہ اسلام ہے۔

☆ چوتھی جانب دین اسلام کی نشر واشاعت ہے۔

☆ پانچویں جانب حضرت علامہ کی معروف ذات ہے۔

تو اس مخمس کے پنجگانہ پہلو اس موضوع کی اہمیت کو واضح کر رہے ہیں کہ ایک مسلمان کے لیے خیر کی راہیں پہلے تین جوانب میں مضمر ہیں اور راہ خیر کا متلاشی ان تین ستونوں پر ہی اپنا دین تعمیر کرتا ہے اور ان خوبصورت افراد میں سے ایک فرد حضرت علامہ رحمہ اللہ ہے جنھوں نے اپنی سیرت اور عمل و کردار کے ذریعے ایک ہی پیغام دیا کہ حق ہی سب کچھ ہے اور ایک مومن کا جینا اور مرنا حق کے لیے ہی ہونا چاہیے۔

اس مقالہ کا قاری یہ محسوس کرے گا کہ راہ حق کا راہی کس طرح مشکلات سے دوچار ہوتا ہے اور کس طرح وہ ان کا سامنا کرتا ہے اور ایک مسلمان کی زندگی کا اصل اور حقیقی مقصد یہی ہے۔ لہٰذا زیر نظر مقالہ اسی قسم کی جدوجہد کا بیان ہے۔

اغراض و مقاصد

اہل ایمان جب بھی کسی کام کا آغاز کرتے ہیں تو ان کے مدنظر مفید امور ہوتے ہیں اور وہ امور ہی ان

کے اعمال و افعال کے اغراض و مقاصد کا تعین کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ.

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں مدد کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو''۔ (سورۃ المائدہ، القرآن)

اسی طرح حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ

ترجمہ: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی اذیت سے) دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔
(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

دوسری حدیث شریف میں ہے:

مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَ اِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانَ.

ترجمہ: ''تم میں سے جو شخص کوئی برائی (بدعت، فسق) دیکھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ (کی قوت) سے تبدیل کرے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اس کو روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر دل میں اسے برے جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً

ترجمہ: ''پہنچاؤ میری جانب سے اگرچہ ایک آیت ہو۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح)

مذکورہ بالا نصوص کے مطالعے کے بعد جو امور سامنے آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ خیر و شر کی کشمکش میں حق کا راہی ہمیشہ خیر کا ساتھ دیتا ہے۔

۲۔ اپنے ہاتھ اور زبان سے ہر دوسرے مسلمان بھائی کیلئے سلامتی کا ضامن ہونا۔

۳۔ خیر و شر کی کشمکش میں خیر کے لیے کیئے جانے والے کسی بھی فعل کو حقیر نہ سمجھنا بلکہ اس کی تبلیغ کرنا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں خیر اور حق کا راہی بننے کی توفیق عطا کرے۔

تعارف فصل

رحمٰن کے بندوں اور طاغوت کے مابین جاری کشمکش میں اللہ رب العزت نے ہر دور میں ہر قوم میں کچھ بندوں کے خوبصورت وجود تخلیق کیے جنھوں نے اپنی زندگی اور سعی وجد وجہد کو حق کے لیے وقف کر دیا اور اس آیت قرآنی کے مصداق بن گئے۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا۔

ترجمہ: موت اور حیات کی تخلیق اس لیے ہوئی کہ یہ جانچا جائے کہ کون اچھے اور نیک اعمال کا مالک ہے۔

(سورۃ الملک، آیت ۲)

حیات و ممات کے سلسلہ روز و شب میں طاغوتی نظام سے مقابلہ کرنے کے لیے ان اولیاء میں سے ایک نمایاں نام حضرت علامہ رحمہ اللہ کا بھی نظر آتا ہے۔

اس فصل میں حضرت علامہ عبد القدیر صدیقی رحمہ اللہ کے نام نسب و خاندان کا مختصر تعارف تعلیم تربیت اور تدریسی خدمات کا ایک جائزہ شامل ہے کیونکہ کسی شخص کی خدمات کے بیان میں سب سے اہم اور ضروری ذاتی تعارف ہوتا ہے جو کہ اس کی نجابت ذاتی پر دلالت کرتا ہے یا پھر اس کی عظمت پر جیسا کہ اللہ رب العزت نے اپنی پہلی وحی میں ارشاد فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ o

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے سب کو پیدا کیا۔ (سورۃ العلق، آیت ۱)

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کروایا اور قرآن مجید کا افتتاحیہ بھی اللہ رب العزت کے تعارف پر مشتمل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مہذب اور ترقی یافتہ اقوام میں کسی مصنف کی علمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے حالات زندگی کا ترجمہ بھی مجملاً یا مفصلاً ضرور شامل کیا جاتا ہے اور اس طرح سے اس قوم کی طرف سے اس بلند مقام ہستی کو خراج عقیدت اور اس کی خدمات کا عملاً شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مرحوم و مغفور کی گراں بہا زندگی کے مفصل حالات جیسا کہ ان کو بیان کرنے کا حق تھا ہم بیان نہ کر سکے لیکن اس کے باوجود بقدر استطاعت کوشش یہی ہوگی کہ

ان کی سوانح حیات تفصیل سے بیان کریں ،لہٰذادرج ذیل فصل میں ہم تین موضوعات کے تحت مطالعہ کریں گے۔

نام ونسب وخاندان:

آپ کا نام نامی اسم گرامی حضرت علامہ بحر العلوم استاذ العلماء، قدوۃ العرفاء سراج الصوفیاء محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت بن شاہ عبدالقادر صدیقی المعروف حکیم الحکماء قادر یار خان محی الدولہ بہادر ہے۔(۳)

اجداد:

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے آباؤ واجداد علم وفضل کے حامل وداعی تھے اوران کے جد امجد شاہ عبدالغفور صاحب چینکی جنھوں نے اپنے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالقادر کوخلعت وخرقہ خلافت عطا کی اوران سے یہ مبارک سلسلہ حضرت علامہ کے خوبصورت وجود تک پہنچا۔ان کے جد امجد دکن تشریف لائے اوراس کی وجہ خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی جو کہ حکم فرمارہے تھے کہ ہدایت کے لیے دکن جاؤ۔(۴)

چنانچہ تعمیل حکم میں تنہا اورنگ آباد تشریف لائے اور وہاں تشریف آوری کے بعد نواب صلابت جنگ مرحوم ومغفور کی ملازمت اختیار فرمائی اور بعد میں نواب مرحوم ومغفور کے پاس دیوان عام کی خدمت پر فائز کیے گئے ۔حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ کے اجداد ہمیں علمی خدمات کے حوالے سے معروف نظر آتے ہیں۔

فطری وذہنی استعداد:

توراث اموال کی طرح توارث صفات بھی مسلم ہے اکثر کاملین میں یہ سلسلہ نسلا بعد نسل ایک عرصہ تک چلا آیا ہے اور چلا آتا ہے اور شرفاء کی نسل اکثر شریف ہی ہوا کرتی ہے نیک انسانوں کی اولاد عموما نیک ہوا کرتی ہے علماء کے گھرانوں میں علم مدتوں رہا ہے ''گندم از گندم بروید جوز جو'' دادا عالم باپ کامل پھر باپ کی خاص دعائیں ایسوں کا بچہ کامل ہو تو کیا تعجب کی بات ہے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ

بچپن ہی سے آثار کمال نمایاں تھے۔

الائے سرش زہوشمندی ۔۔۔ میتافت ستارہ بلندی

المختصر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

فان العلم نور من اللہ ۔۔۔ ونور اللہ لایعطی لعاص

اس کمال قوت استنباط کی حقیقت کو وہی لوگ جان سکتے ہیں جنھیں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے فیض صحبت سے کافی حصہ ملا ہے اور مرحوم ومغفور کے استدلالات اور استنباطات ہر علم وفن میں سنے اور دیکھے ہیں۔

نسب وخاندان

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی ذات دو بلند پایہ سلسلوں کی مظہر تھی۔یعنی خاندان صدیقیہ اور خاندان حسینیہ۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب اپنے والد مرحوم مغفور کی جانب سے ۲۸ واسطوں کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے جو کہ کچھ اس طرح سے ہے:

ابو العباس محمد عبدالقدیر بن محمد عبدالقادر بن محمد فضل اللہ بن محمد علی بن عبدالقادر بن عبدالغفور بن شیخ محمد چینکی بن تاج سلدین بن عبدالغفور بن شیخ محمد بن عبدالحلیم بن بدیع الدین بن شیخ احمد بن علی چینکی بن شیخ اسمٰعیل بن شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالرحیم بن شیخ ابونصر بن شیخ ابوالقاسم بن ابونصر بن ابومحمد عبداللہ بن ابوبکر احمد بن ابوالفضل عبدالرحمٰن بن شیخ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن شیخ ابوبکر بن قاسم بن حضرت محمد بن حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بن ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب رسعد بن تیم بن مرہ۔

اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا سلسلہ نسب اپنی والدہ محترمہ کی جانب سے ۳۲ واسطوں کے بعد حضرت سیدنا امام علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

ابوالعباس محمد عبدالقدیر بن انور بیگم بن سید پرورش علی المعروف سید بادشاہ بن سید حیدر علی بن سید اولیاء بن سید معین الدین بن سید محی الدین بن سید اولیاء بن سید حسین بن سید راج محمد بن سید محمد بن سید عبدالنبی بن سید مصطفیٰ بن سید شاہ علی بن سید عبدالجبار بن سید عبدالغفار بن سید ابوطالب بن سید نور بن

سید ابراہیم بن سید حسن بن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید احمد بن سید صالح بن سید سعد بن سید موسیٰ المتر فع بن امام محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امام حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب بن عبد المطلب بن ھاشم بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ (۵)

ولادت

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی ولادت باکرامت حیدرآباد دکن کے مشہور محلّہ قاضی پورہ شریف میں ۲۷ رجب المرجب ۱۲۸۸ھ بروز جمعہ المبارک ساعت ۱۱ بجے ہوئی۔ (۶)

حلیہ

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ انتہائی خوبصورت حلیہ کے مالک تھے۔ جیسا کہ درج ذیل بیان کیا جاتا ہے:

قد میانہ، مائل بہ قصر، رنگ گندمی سرخی لیا ہوا غصہ اور مسرت کے موقع پر بہت زیادہ سرخ گھٹیلا مضبوط بدن بہت زیادہ موٹے نہیں مگر وجیہہ، سر بڑا لیکن حلق کیا ہوا۔ جب حلق نہیں فرماتے تھے تو گھنی گھونگھر والی زلفیں تھیں، چہرہ بارعب روشن کتابی قدرے گولائی لیا ہوا، پیشانی نورانی و بلند و کشادہ وسط پیشانی میں ہلال واضح چوڑی کمانی دار قریب بہ متصل ابرو پر خمار غلافی بڑی بڑی اور خوبصورت آنکھیں اور آنکھوں میں لال ڈورے کوئے کھلے ہوئے پلکیں ڈاٹ لمبی لمبی ناک بلند اور نتھنے کشادہ رخسار ابھرے ابھرے دہانہ کشادہ داڑھی گھنی سفیدی مائل سینہ کشادہ جوڑ بند چوڑے اعضاء میں تناسب شکم ابھرا ہوا ہتھیلیاں نرم کشادہ انگلیاں پر گوشت چلتے وقت تیز تیز قدم اٹھاتے اور نزدیک قدم ڈال کر اٹھاتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اوپر سے اترے ہیں ہر عضو سے سنجیدگی و متانت نمایاں ہوتی تھی۔ (۷)

لباس

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ یوں تو ہر قسم کا لباس پہنتے تھے مگر عام طور پر بڑا اسفید

کرتا صدریہ یا نیم آستین اور پاجامہ زیب تن رہتا تھا۔ سر مبارک پر بالعموم سفید عربی وضع کی ٹوپی اور عمامہ بھی باندھتے تھے جو کبھی کالے رنگ کا اور کبھی سفید رنگ کا ہوتا تھا اور رومال بھی گلے میں حمائل رہتا تھا۔ پاؤں میں نعلین یا عام بند شوز اور ہاتھ میں عصاء اور عینک بھی لگاتے تھے۔ قریب کی نظر اچھی تھی اور مطالعہ بغیر عینک کے فرماتے تھے۔(۸)

تعلیم و تربیت

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے والدین چونکہ خود ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، لہٰذا انھوں نے اپنے صاجزادے کی تعلیم و تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی والدہ بہت ہی سمجھ دار خاتون تھیں اور جانتی تھیں کہ اولاد ان کے پاس اللہ تعالٰی کی طرف سے ایک امانت ہے اور وہ امانت کی ادائیگی اس صورت میں ہوسکتی ہے، جب وہ ان کی تربیت کا خصوصی اہتمام کریں اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنے مختلف تعلیمی ادوار/ مراحل اپنے آبائی شہر میں طے کیے تھے اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے فیضان علمی دار العلوم حیدر آباد دکن میں امام الفن اور مشہور اساتذہ سے حاصل کیا۔

اس کے علاوہ مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پنجاب یونی ورسٹی سے نمایاں نمبروں کے ساتھ پاس کیے اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کے بارے میں خود بیان فرماتے ہیں۔

کلکتہ میں مولوی محمد سعید صاحب سے میں نے تمام درسی کتب پڑھیں اور مدراس کے مولوی عون الدین صاحب سے ادب کی کتب پڑھیں اور مدرسہ کے علاوہ ان کے گھر بھی جایا کرتا تھا اور مولوی صاحب اپنے طلباء سے از حد محبت کیا کرتے تھے اور شفقت کیا کرتے تھے اور مغزیات اور چائے سے خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ عربی زبان کی انتہائی کتب میں نے استاذ محترم حبیب ابوبکر بن شہاب سے پڑھیں اور ان کی تدریس نے مجھ میں عربیت کا ذوق پیدا کیا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ میں عبارت لکھ کر لے آتا اور اس کے بعد حضرت صاحب اس کی اصلاح کرتے کہ یہ لفظ اس طرح لکھو اور اس کے بجائے اس طرح لکھو اور یہ طرز اسلوب زیادہ بہتر ہے اور ان کی اصلاح کے بعد میں دوبارہ لکھتا۔ اور استاذ محترم ''حضر موت'' کے مشہور شہر''

ترسیم'' کے رہنے والے تھے۔اوراس کے علاوہ منطق اور فلسفہ میں نے مولوی سید نادرالدین صاحب سے پڑھااورمولوی نادرالدین صاحب، مولوی عبدالحق خیرآبادی کے شاگرد خاص تھے۔مولوی نادرالدین کو منطقہ اور فلسفہ پڑھانے میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔منطق اور فلسفہ کے مسائل میں سے جو بھی مسئلہ سامنے آتا تو شاگرد کی ذہنی استعداد کو سامنے رکھ کر تقریر کرتے اور اس تقریر میں مبادیات اور اساسیات مسئلہ تفصیل سے مذکور ہوتا طلباء کو سمجھنے میں کوئی مسئلہ درپیش نہ ہوتا اور اس کے بعد کتاب مقرر کا متن لفظ بہ لفظ پڑھاتے اور حضرت صاحب درہ کا گاں سرحد کے رہنے والے تھے اور منطق حضرت صاحب نے مولوی عبدالصمد قندھاری صاحب سے پڑھی۔(۹)

اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنے تعلیمی مراحل اس خوبی سے طے کیے کہ ان کے اساتذہ ہروقت ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔جبکہ حضرت علامہ حکیم رحمہ اللہ کا اپنے اساتذہ کی اپنے بارے میں رائے کا بیان ہے کہ:

''ہرایک یہی سمجھتا تھا کہ ان کی بقا عبدالقدیر کی وجہ سے ہے''(۱۰)

بلاشک وشبہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ انہیں نفوس میں سے تھے جن کے متعلق حضرت صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا'' العلماء ورثۃ الانبیاء'' (یعنی علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں) اس لیے کہ انبیاء نے درہم ودینار نہیں چھوڑے بلکہ وہ اپنے علوم واحادیث چھوڑ گئے ہیں پس جس نے اس میں سے حاصل کیا اس نے بہت کچھ پالیا۔

شادی اور اولاد

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے نکاح کے حوالے سے سنت نبوی ﷺ پر عمل درآمد کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے چار نکاح کیے۔

پہلا نکاح آپ کا اپنی چچازاد بہن بادشاہ بیگم صاحبہ بنت غلام حسین صدیقی صاحب بن فضل القادر صدیقی سے پندرہ سال کی عمر میں ہوا اور ان سے درج ذیل اولاد ہوئی۔

۱۔ محمد بن عبدالعزیز	لاولد فوت ہوئے
۲۔ زینب بیگم	سید محمد باقر حسنی کے نکاح میں آئیں
۳۔ محمد عبدالرحیم	ابھی حیات ہیں

۴۔ عائشہ بیگم	سید محمد عثمان حسینی کے نکاح میں آئیں
۵۔ خدیجہ بیگم	ناکتخدا فوت ہوئیں
۶۔ فاطمہ بیگم	زوجہ محمد انوار الدین
۷۔ حاجی بیگم	ناکتخدا فوت ہوئیں
۸۔ حبیبہ بیگم	ناکتخدا فوت ہوئیں
۹۔ ابوتراب علی	بقید حیات ہیں
۱۰۔ خواجہ بیگم	زوجہ محمد عبدالصبور
۱۱۔ ابوالقاسم محمد	بقید حیات ہیں
۱۲۔ حسین شجاع الدین	بقید حیات ہیں
۱۳۔ حسن	کمسنی میں فوت ہوئے

دوسرا نکاح عائشہ بیگم صاحبہ بنت شاہ احسان الحق صاحب سے ہوا اور ان سے درج ذیل اولاد ہوئی

۱۴۔ حسن	کمسنی میں فوت ہوئے
۱۵۔ عبدالقادر معین الدین	بقید حیات ہیں
۱۶۔ حسن محی الدین	بقید حیات ہیں

تیسرا نکاح پہلی اہلیہ بادشاہ بیگم کے انتقال کے بعد فرخ بیگم صاحبہ بنت حکیم سید حبیب الرحمٰن صاحب سے ہوا اور یہ اہلیہ صرف نو ماہ زندہ رہیں۔

چوتھا نکاح سیدہ بی بی رابعہ مدنی مدظلھا بنت سید اکبر علی صاحب سے عمل میں آیا اور ان سے درج ذیل اولاد ہوئی۔

۱۷۔ فاطمہ بیگم	زوجہ علی حیدر حسین
۱۸۔ موسیٰ عبدالرحمٰن	بقید حیات ہیں
۱۹۔ آمنہ بیگم	ناکتخدا فوت ہوئی
۲۰۔ طاہرہ بیگم	زوجہ سید ولی اللہ قادری
۲۱۔ ابراہیم خلیل اللہ	کمسنی میں فوت ہوئے

۲۲۔ نفیسہ بیگم	کمسنی میں فوت ہوئے
۲۳۔ احمد عبدالشکور	بقید حیات ہیں
۲۴۔ طیبہ بیگم	کمسنی میں فوت ہوئیں
۲۵۔ مظہرہ	بقید حیات ہیں
۲۶۔ غوث محی الدین	بقید حیات ہیں
۲۷۔ سیدہ قطب النساء	زوجہ قاضی بشیر الدین فاروقی
۲۸۔ ابراہیم	کمسنی میں فوت ہوئے
۲۹۔ اسماعیل	کمسنی میں فوت ہوئے۔ (۱۱)

تعلیم وتربیت

ملازمت

دین الٰہی کی خدمت کو اپنا مقصد حیات سمجھ کر جب حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ تعلیم وتربیت سے فارغ ہوئے تو اس کے بعد تدریس کی طرف متوجہ ہوئے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا ابتدائی تقرر مدرسہ دارالعلوم حیدرآباد میں ہوا اور بعد میں کلیہ جامعۃ عثمانیہ کے صدر شعبہ دینیات کی خدمت میں فائز ہوئے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنی تدریس میں اس حد تک مخلص تھے کہ زمانہ ملازمت میں کبھی بھی رخصت بیماری یا رخصت خاص نہیں لی اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کی تدریس کا زمانہ ان کے پاس طلباء کی امانت ہے اور اس امانت کی ادائیگی اس طرح ہوسکتی ہے کہ اس میں چھٹی نہ لیں اور گیارہ سال توسیع پانے کے بعد ۱۹۳۲ مطابق ۱۳۴۳ھ میں وظیفہ حسن خدمت سے سبکدوش ہوئے۔(۱۲)

مختلف علوم وفنون

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دینی تعلیم کے حصول کے دوران کوئی بھی

شعبہ نہ چھوڑا بلکہ تمام شعبہ جات سے متعلقہ علوم کو حسب استطاعت حاصل کیا۔ اوران علوم میں تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ، تاریخ، ادب، نحو وصرف، فلسفہ، منطق، تصوف وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی خدمات یعنی تالیفات وتصنیفات ان علوم پر دسترس کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان علوم سے ہٹ کر بھی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو عصری علوم وفنون میں بھی کافی مہارت حاصل تھی۔ جملہ اصناف سخن میں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا کلام موجود ہے ان تین زبانوں سے ہٹ کر انگریزی، تلنگی اور ہندی کی نوشت وخواند سے بھی واقف تھے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا ذوق فنون سپہ گری، تلوار، لٹھ، بنوٹ، داؤ پیچ وغیرہ میں بھی فرد وحید تھے۔ فنون بنوٹ میں حضرت نے مزید تحقیقات فرمائیں اوراس فن کو مزید ترقی دی اور یہ فن شاگرد درشاگرد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچا اور بہت سوں نے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے کشتی اور داؤ پیچ کا فن بھی سیکھا۔ نوجوانی میں جمناسٹک کے کمالات کا انتہائی پھرتی کے ساتھ مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ فٹ بال بھی کھیلا کرتے تھے اور طالب علمی کے زمانہ میں مدرسہ کی ٹیم کے کپتان بھی تھے۔ غرضیکہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی شخصیت میں ہر سہ جانب فنون کا رجوع موجود تھا۔ (۱۳)

عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں فصاحت و بلاغت حاصل تھی اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی نثری وشعری تالیفات وتصنیفات اس امر پر شاہد ہیں کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ خوش الحان قاری بھی تھے اور علم طب ونسخ ونستعلیق میں بھی کافی عمل دخل تھا۔ فن موسیقی سے بھی شغف اور واقفیت تھی۔

اوصاف ذاتی

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا حافظہ خدا داد اور ذہن رسا تھا، نظر نقاد تھی۔ باریک سے باریک امر بھی تحریر میں ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتا تھا اور طبیعت میں غیر معمولی نزاکت تھی۔ جلال کے ساتھ جمال، باہمہ وبے ہمہ دل بیاد دوست بکار، مستی میں ہوشیار بے خودی میں خوددار صدیق رضی

اللہ عنہ کے پوتے اور علی رضی اللہ عنہ کے نواسے دل کے سخی، زباں کے سچے، محبت کرنے اور کیے جانے کے لیے پیدا ہوئے تھے۔ دوستی کا نباہنا حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا ہی خاصہ تھا، طلباء کے ساتھ خصوصی شفقت ومحبت کا مظاہرہ فرمایا کرتے تھے اور علماء کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور اس کے علاوہ احترام انسانیت کے بھی قائل تھے نہ صرف زبانی بلکہ عملی بھی قائل تھے۔

اجازت سلاسل

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کمسنی میں سات سال کی عمر میں جب اپنے والد بزرگوار کے ساتھ بغرض حج وزیارت تشریف لے گئے تھے تو وہاں حضرت الشیخ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی توجہ فرمائی اور اپنے فیوض سے مستفید فرمایا اور اسی وقت سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو کشف شروع ہوگیا تھا۔ (۱۴)

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے خسر محترم شاہ احسان الحق صاحب رحمہ اللہ نے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو بہت سے سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اور اس کے علاوہ خود حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالقادر صاحب صدیقی سے بھی متعدد سلسلے ملے تھے۔ اور حضرت نقیب الاشراف پیر حسام الدین محمود جادہ نشین روضہ بغداد شریف نے بھی سلسلہ قادریہ کی خاص اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ لیکن خود حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں:

یہ سب کچھ ہے مگر جو کچھ ملا ہے حضرت خواجہ محمد صدیق کے ہاتھ سے ملا ہے۔ (۱۵)

اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تصنیف مجمع السلاسل کے مطالعہ وملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کن کن سے کیا کیا سلسلے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو پہنچے تھے۔

فیوض وبرکات

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پاس جس طرح بے شمار سلاسل پہنچے تھے۔ اسی طرح حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے متعدد سلاسل میں بیعت جاری وساری ہے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے مرید در مرید ہزاروں کی تعداد میں ہر طرف موجود ہیں

جملہ خانوادگان کے بزرگان دین سے خلافت اور نسبت خاص تھی۔(۱۶)

ان سلاسل اور بزرگان دین سے اخذ کردہ فیوض کی برکات سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت میں وساوس اورفضول خیالات سب بند ہو جاتے ہیں اور خیال خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے اور ایک قسم کا اطمینان اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے اللہ تعالی نے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو کمالات عالیہ سے سرفراز کیا ہوا تھا۔

زہد ظاہر بھی ہے اور کرم باطن بھی اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے خوارق عادات ایسے تواتر سے ظاہر ہوتے تھے کہ قریب رہنے والوں کو خرق عادت معلوم ہوتی تھی اور اہم بات یہ تھی کہ کثرت خوارق نہ ریاضت شاقہ کا نتیجہ تھا اور نہ عدم تنزل اس کا سبب تھا بلکہ یہ تقادیر الہیہ اور ارادہ حق کا سریان تھا۔حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے کتنے لوگوں نے کیا کیا فیوض اخذ کیے اور کتنے سرگشتگان وادی جہالت حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے انوار تعلیم کی بناء پر راہ ہدایت پر آئے۔

عقل کی آنکھوں سے تعصب اور عناد کا پردہ ہٹا کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تعلیم کے اثر سے کتنوں کی قوت نظری اور قوت عملی کی تکمیل ہو رہی ہے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی زندگی کے حالات ہمیں بے شمار دروس عبرت اور سبق دیتے ہیں، بشرطیکہ ان دروس عبرت اور اسباق کو دیکھنے والی آنکھ، سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہونا چاہئے۔حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ میں علم ومعرفت اور اخلاص وعبودیت نہ صرف جمع ہو گئے تھے بلکہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ دوسروں میں بھی جمع فرمادیتے تھے جو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی شخصیت کا خاصہ تھا۔(۱۷)

کسی بھی شخصیت کے حسن کا جائزہ لینا ہوتو اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہونیوالوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرلیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہستی کتنے بڑے مقام کی حامل تھی۔اس حوالے سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی شخصیت ان گنت گمراہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کا سبب بنی اور علمی حلقہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا ایک خاص اثر موجود تھا بلکہ علم باطنی میں تو مخصوص سلاسل انھی کی ذات سے آگے بڑھے اور یہ امر بھی ان کی عظمت اور فضیلت اور جلالت شان پر دلالت کر

رہا ہے۔

سفر حج وزیارت

اجازت سلاسل کے موضوع میں اس بات کا بیان گزر چکا ہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا پہلا سفر حج وزیارت کمسنی میں سات سال کی عمر میں ہوا تھا اور اس کے بعد بھی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بغرض حج بیت اللہ وزیارت مقامات مقدسہ عراق، شام، مصر، حجاز کے کئی سفر طے کیے اور انھی سفروں میں سے ایک سفر نامہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قلمبند بھی کیا ہے جو کافی ضخیم اور طویل ہے اور رسالہ جات ''النور'' کی جلد۴، ۱۳۴۵ھ میں کئی اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔(۱۸)

یہ سفر نامہ عقیدت اور محبت کے جذبات سے تعبیر ومعمور ہے اور عقیدت کی ایک منفرد دنیا اور محبت کا ایک عالم فرید نظر آتا ہے۔طوالت کے خوف کی وجہ سے اقتصار کے ساتھ سفر نامہ حجاز کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جا رہے ہیں جو قاری کو ایک نئے جہاں کی سیر بھی کروائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی زندگی کا یہ پہلو بھی روشن نظر آتا ہے

یکم ذی القعدہ روز دوشنبہ کی صبح کو مدینہ شریف پہنچ گئے۔بقیع میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے قریب بیٹھ کر آپ نے پورا صحیفہ سجادیہ پڑھا جوشن کبیر فیوض ربانی پڑھا۔جتنی عورتیں پہچانتی ہیں کیا بڑی کیا چھوٹی حضرت سیدہ کی خدمت میں ان کو پیش کرتے چلے گئے: ''السلام علیک یا سیدہ النساء العالمین'' عرض کرتے چلے گئے۔قبر مبارک حضرت سیدہ وآئمہ اہل بیت پر ہاتھ رکھ کر خاک پاک کو منہ پر ملا اور کہتے چلے گئے اوخاک پاک! تو میرے منہ پر نور بن کر چمک، ایمان بن کر چمک، اخلاص بن کر چمک ان سعادات کے چراغ عبودیت میں سے شرارہ بن کر چمک۔

سرکار کے مواجہ شریف میں ایک ایک شخص کی طرف سے جوشن کبیر کے ادعیہ میں سے ایک حصہ، قرآن مجید کا ایک ایک سورۃ پڑھتا چلا گیا اور بخشتا چلا گیا۔ جنت کے ٹکڑے میں زندوں مردوں کے لیے نماز پڑھ کر بخشی۔دلائل الخیرات، رب اعظم وفیوضات ربانی وغیرہ پڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۵ ذوالقعدہ شنبہ کو مسجد قباء گئے مسجد قباء میں نماز کی بڑی فضیلت ہے اس مسجد میں وہ جگہ بھی ہے جہاں

خدائے تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبۃ اللہ شریف دکھلایا تھا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین وتسلی ہو۔ اور وہ جگہ بھی ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھی تھی وہیں ایک کنواں بھی ہے جہاں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گرگئی تھی ہم نے اس کنویں کا پانی پیا تھا۔

۶ ذوالقعدہ کو بذریعہ معلم امیر مدینہ وشیخ الاغواث سے مسجد مبارک میں شب باشی کی اجازت لی گئی ساڑھے آٹھ بجے ارغواث کے چبوترے پر ہماری حاضری ہوئی ۔منبر اور جالی مبارک کے درمیان روضہ جنت ہے اسی میں مصلی نبوی جہاں سرکار دو عالم ﷺ نماز میں سجدہ کیا کرتے تھے وہاں حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے محراب بنا دیا ہے، اب لوگ سرکار ﷺ کے موضع قدم پر سجدہ کیا کرتے ہیں۔

اسی مصلے پر نماز پڑھنے کی ہر شخص کوشش کرتا ہے اس رات میں نے وہاں ۱۷رکعتیں قضاء کی پڑھ لی اور تمام قرابت داروں اور دوستوں کی طرف سے ۱۷رکعتیں قضاء پڑھ لی۔ جب بجلی کی روشنی خاموش ہوگئی اور چند تیل کے گلاسوں کی روشنی رہ گئی تو ایک عظمت وہیبت کا اثر دل پر پڑنے لگا۔

ہم صبح تک مواجہ شریف میں حاضر رہے میں ہر ایک کی طرف سے ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' پڑھتا گیا اور ہر ایک کو خدمت عالی میں پیش کرتا چلا گیا۔ یہ تمام رات ہماری آنکھوں پر گزر گئی مجھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کی حکومت مل گئی ہے۔

آقا کا دربار خاص، محبوب کی خلوت، مالک کا دیدار۔ غرض کہ رات بھر ہم کو طہارت کی ضرورت ہوئی نہ وضو کی۔ صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے تو آنکھوں میں نور تھا اور دل میں سرور تھا۔(۱۹)

بیعت

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پیر بیعت قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ ہیں حضرت مدظلہ فرماتے تھے کہ: ایک زمانے سے لوگ ''تحت امر'' رہنے سے غافل ہو گئے تھے بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ذکر جہر کرتے ترک حیوانات کرتے مگر سب اپنے ارادہ سے ''تحت امر'' رہنا۔ الہام سے کام کرنا یہ خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ کا جاری کیا ہوا تھا۔ آپ نے سیدنا غوث پاک کی تعلیم کو پھر زندہ کیا جو خدائے تعالی کے لیے بے ارادہ جی کر مردوں میں شریک ہوجاتا ہے۔ اس کی ہر حرکت ہر فعل خدائے تعالی کے ارادہ اور فعل میں فنا ہو جاتے ہیں ہمارے حضرت قبلہ کا ہر فعل ''تحت امر'' رہتا تھا اس لیے ان کو دوسرے

بزرگوں سے اللہ تعالیٰ نے ایک امتیاز بخشا تھا۔ایک دفعہ کا ذکر تھا کہ مسجد نور میں تشریف فرما تھے حضرت سید محمود مکی صاحب بھی تھے ۔اور فقیر عبد القدیر بھی تھا۔شدت کی بارش ہونے لگی اور اولے اس کثرت سے پڑے کہ زمین سفید ہو رہی تھی ۔اس وقت حضرت قبلہ اٹھے اور خدمت خداوندی میں عرض کیا:

''تجھے معلوم ہے کہ میں نے پانی بھی بغیر تیری اجازت کے نہیں پیا،اب کیا کرنا ہے''

یہ فرما کر صحن مسجد میں اتر آئے ان کے دیوانے بھی ان کے ساتھ ہی تھے فوراً ژالہ باری ختم ہوگئی اور ایک اولہ بھی کسی پر نہ گرا۔ یہ ہے حضرت غوث پاک کی تعلیم حضرت خواجہ محمد صدیق محبوب اللہ کی تعلیم ۔(۲۰)

تدریسی دور

تعلیم وتربیت کے بعد اور مختلف علوم کی تحصیل کے بعد حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے جس طرح اپنے اساتذہ سے فیض حاصل کیا اور ان سے مستفید ہوئے اس طریقہ سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے حکم رسالت ﷺ ''بلغوا عنی ولو آیۃ'' کے مصداق تدریس کا آغاز کیا۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تدریس میں جن امورِ ذاتیہ کا بطور خاص خیال رکھا، ان کی بنیاد کلام بلیغ صلی اللہ علیہ وسلم ''بشروا ولا تنفروا'' اور ''یسروا ولا تعسروا''تھی۔

☆ دارالعلوم حیدرآباد سے تدریسی آغاز

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تدریس کا آغاز دارالعلوم حیدرآباد سے کیا اور دوران تدریس حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنے طلباء پر خصوصی شفقت ومحبت کیا کرتے تھے اور دارالعلوم حیدرآباد میں ابتدائی کتب اور کچھ انتہائی درجے کی کتب کی تدریس کی ۔جس میں تفسیر،حدیث،فقہ،نحو،صرف،ادب،فلسفہ،منطق،تصوف وغیرہ شامل ہے۔

دارالعلوم حیدرآباد میں تدریس کے حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دینی علوم کے علاوہ عصری علوم کی تدریس بھی کی ۔واضح رہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ تدریس کے دونوں معانی کے اعتبار سے استعمال کرتے تھے یعنی تعلیم وتربیت ۔لہٰذا تعلیم کتب کے علاوہ طلبہ کی ذہنی وجسمانی تربیت کا بھی بطور خاص خیال رکھتے تھے جس میں بنوٹ ،کشتی ،فٹ بال ،جمناسٹک وغیرہ

شامل ہے۔ دارالعلوم حیدرآباد میں تدریس کے بعد حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ایک مشہور ومعروف ادارے جامعہ عثمانیہ میں بطور مدرس منتقل ہو گئے تھے۔

جامعہ عثمانیہ

جامعہ عثمانیہ میں ابتداء میں بطور مدرس تقرر ہوا لیکن بعد میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا تعین بطور صدر شعبہ دینیات ہوا۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی ایک امتیازی خوبی یہ تھی کہ باوجود اس کے وہ صدر شعبہ تھے کچھ کتب کی تدریس انھوں نے مستقل جاری رکھی ہوئی تھی اس طرح گویا انھوں نے آنے والوں کے لیے ایک بہترین مثال چھوڑی کہ ایک بہترین منتظم ایک اچھا اور مثالی استاذ بھی ہوسکتا ہے اور منتظم کا تعلق طلباء سے براہ راست رابطہ تدریس کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے جس کا استعمال حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے خوب کیا۔

جامعہ عثمانیہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ انتہا درجے کی کتب کی تدریس بھی کی کہ طلباء مکمل طور پر مطمئن وشافی ہوتے تھے اور ان کی یہ انتہا درجے کی فرائض سے محبت تھی کہ جامعہ عثمانیہ کی انتظامیہ نے آپ کی خدمات کیلئے مزید گیارہ سال کی توسیع کی اور اس توسیع کے بعد ۱۹۳۲ء میں وظیفہ حسن خدمت سے سبکدوش ہوئے۔ (۲۱)

تالیفات وتصنیفات

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ دین کی تبلیغ ونشر واشاعت صرف تدریس سے ہی ممکن نہیں بلکہ اس کی اشاعت کے لیے تمام ممکنہ طرق اور مناہج کا استعمال بہت ضروری ہے اور ان مروجہ اور غیر مروجہ مناھج میں ایک طریقہ جو کہ براہ راست تبلیغ کہلاتا ہے۔ (تدریس پر مختصر گفتگو گزر چکی ہے) دوسرا طریقہ تالیفات وتصنیفات کا تھا جو کہ غیر ظاہری طور پر ایک وسیع حلقہ کو متاثر کرتا ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی خدمات کا آغاز تو دارالعلوم حیدرآباد اور جامعہ عثمانیہ میں تدریس کے ساتھ ہی ہو گیا تھا لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے رشحات قلمی کا آغاز دارالترجمہ جو کہ جامعہ عثمانیہ میں قائم کیا گیا تھا جس کا نام دائرۃ المعارف رکھا گیا تھا سے ہوا۔

اس حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت میں ہمیشہ علمی فیضان جاری رہتا تھا بڑے بڑے دقیق اور معرکۃ الآراء مسائل اس خوبی سے واضح ہوجاتے تھے کہ گویا مٹھی میں آگیا ہو۔ دو چار لفظوں میں گتھی کو سلجھا لینا حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا خاص اسلوب تھا اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تقریر و تحریر عام فہم، جامع و مانع اور عیوب لفظی و معنوی سے پاک ہوتی تھی۔ الفاظ کا لباس معنی کے تن پر چست، حجت و استدلال سے مملو کہ قبول حق کی صلاحیت کے حامل بس پکار اٹھیں۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَال۔ (القرآن)

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ عام طور پر مناظرانہ انداز کلام سے احتراز و اجتناب کرتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ اسلوب صرف اور صرف تنفر ہی پیدا کرتا ہے، لیکن اگر کبھی مناظرہ کی صورت پیدا ہو ہی جائے تو قدر مشترک نکال کر اس کے لوازم اور نتائج کی دعوت دیتے تھے۔ اور اس طرح مخاطب میں سوائے استفادہ کے ضد اور مخالفت جیسے منفی جذبات پیدا ہی نہیں ہونے پاتے اور اگر علماء میں آپس میں بحثیں چھڑ جائیں اور اختلاف ہو جائے تو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ بہت خوبی اور حسن اسلوب سے فریقین کو امور متنازعہ کے محل صحیح کی طرف متوجہ کر دیتے تھے اور اس طرح نزاع ختم ہو جاتا تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ بعض مسائل تو ایسے ہوتے ہیں جو بعد تحقیق صرف نزاع لفظی نکلتے ہیں اور ان کا محل صحیح معلوم ہو جاتا ہے اور اکثر مرتبہ ایسا ہوتا کہ دونوں صاحبوں کی نظر مختلف محلوں پر پڑتی ہے اور ہر ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ بجز ایک دوسرے کی تکذیب کے دونوں حق پر ہوتے ہیں ایک مقام کا اعتبار دوسرے مقام کے اعتبار سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پاس کبھی متصادم نہیں ہونے پاتا جو علم صحیح اور علم تفصیلی کی برکات کا نتیجہ ہے۔

تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول قانون، ادب، عقائد تصوف، منطق، فلسفہ، کلام غرض جس فن میں بھی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے استفادہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا خاص فن ہے ایسے مسائل میں جو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو حق معلوم ہوتے ہیں جمہور کی مخالفت سے کبھی نہیں رکتے تھے اور تحقیق حقائق فرماتے تھے۔ لیکن یہ سب کچھ آداب کے اندر رہتے ہوئے ہوتا تھا مخالفت ضرور ہوتی تھی لیکن مخالفت

برائے حق نہ کہ مخالفت برائے توہین وتذلیل اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنے مسلک میں پہاڑ کی طرح اٹل تھے کہ سخت ہوائیں بھی انہیں نہیں ہلاسکتیں تھی نہ زلزلے اس کو جگہ سے ہٹا سکتے تھے لوگ جس قدر پیاس لے کر آتے تھے اس سے کہیں زیادہ سیراب ہو کر جاتے تھے۔حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پاس متعارف اور غیر متعارف کی بحثیں نہیں ہر شخص حسب استطاعت وضرورت فیضیاب ہوتا تھا اور اتنا کچھ پالیتا تھا کہ برسہابرس کی محنت شاقہ کے بعد بھی حاصل نہ ہوسکے۔

دین میں جس قدر زیادہ دخل ہوتا ہے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت سے اسی قدر مستفید ہوتا ہے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اہل فضل کو اپنی مجلس میں ترجیح دیتے تھے اور جب اپنا کلام فرماتے تھے تو اہل مجلس سمجھ دار خاموشی کے ساتھ سنتے اور ختم کلام پر اپنا معروضہ وملاحظہ پیش کرتے تھے۔

اور سب سے اہم امر وہ یہ کہ جوامع الکلم جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدس پر مشتمل ہیں، ان کو موجودہ زمانہ پر منطبق کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں بلکہ جہاندیدہ ہی یہ کام کرسکتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اب تک جو خدمات انجام دی ہیں ان میں تفسیر صدیقی اور دیگر تصنیفات وتالیفات اس امر پر شاہد ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو صدر اول کے دماغ سے کس قدر وابستہ کر رکھا تھا کہ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کس قدر معتدل مزاج کے مالک تھے۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مختلف اوقات میں جو تصنیفی وتالیفی خدمات انجام دیں، ان میں سب سے اہم وہ خدمات ہیں جو انھوں نے دارالترجمہ (دائرۃ المعارف) جامعہ عثمانیہ کے زیر تحت انجام دیں ان خدمات کا تعلق کسی ایک موضوع سے نہیں بلکہ تمام علوم وفنون سے ہے اور ان تالیفات وتصنیفات میں مختصر مضامین اور مطول مضامین بھی شامل ہیں تو مختلف مسائل پر مبنی تحقیق بھی شامل ہیں تو بعض تالیفات ضخیم اور شہرہ آفاق موضوعات پر مشتمل ہیں جیسے شیخ الاکبر ابن عربی کی شہرہ آفاق کتاب فصوص الحکم کا ترجمہ وتشریح ہے جیسا کہ معروف ہے کہ دنیائے تصوف میں اس کتاب کا مقام اساسیات کا حامل ہے۔ان تمام کی تفصیل درج ذیل صفحات میں دی گئی ہے :

اول: ترجمہ وتشریح فصوص الحکم

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کی شروحات اور حضرات نے بھی کی ہیں جو زیادہ تر عربی اور فارسی زبان میں ہیں جن میں تراجم بھی ہیں جو کہ مروجہ معیار پر پورے نہیں اترتے یعنی کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمام جمہو دعلماء کے لیے کی گئی ہیں، عامۃ الناس کا اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ اس حوالے سے سب سے پہلی کوشش جو ہمیں نظر آتی ہے وہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا فصوص الحکم کا اردو زبان میں ترجمہ اور تشریح ہے جو کہ انتہائی آسان فہم اور سادہ طرز اسلوب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس ترجمہ کے دوران حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو جہاں جہاں شیخ اکبر ابن عربی کی تحریر میں کچھ سقم نظر آیا، وہاں انھوں نے حاشیہ میں اس کی وضاحت اور اصلاح کی اور اگر شیخ اکبر کی تحریر میں کوئی ذو معنویت یا ابہام نظر آیا تو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اس ذو معنویت کو دور کیا اور موجود ابہام کو بھی ختم کیا کہ لفظی ترجمہ کے بجائے مرادی معنی بیان کیے۔ اس کتاب کا اس خوبی سے ترجمہ اور تشریح کرنا یہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا ہی خاصہ تھا۔ اس کتاب کے حوالے سے تفصیلی گفتگو باب چہارم میں کی جائے گی جہاں اس کتاب پر سیر حاصل تحریر رقم کی جائے گی اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تصوف میں خدمات کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

دوم: معیار کلام

اس رسالہ میں علم مناظرہ، اصول حدیث، علم منطق، اصول فقہ اور اصول التاویل کا نزاعی معاملات میں استعمال کا بیان ہے اور مبلغ اور داعی کس طرح ان اصولوں کو اپنی دعوت اور گفتگو میں استعمال کر سکتے ہیں اور نزاعی معاملات میں صحیح اور درست اسلوب بیان کی تشریح مع اصطلاحات جدید وقدیم کا بیان ہے

سوم: اصول اسلام

اس رسالہ میں اسلام کے بنیادی اصول اور اساسیات کا بیان ہے کہ اسلام کی بنیاد کن ارکان پر ہے اور کن امور سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ ان امور جن سے اسلام کی تنقیص ہوتی ہے اتنا خوب بیان ہے کہ ہر ایک عام آدمی اس سے مستفیض ہو سکتا ہے۔

چہارم: المعارف، حصہ اول، دوم، سوم

المعارف کا تعلق زیادہ تر اسلام کے فکری مضامین سے ہے اور اس میں اسرار احکام الٰہیہ بھی بالتفصیل شامل ہیں۔عبدیت، عبودیت، الٰہیت، رسالت، اخلاقیات، معاملات غرضیکہ کسی پہلو کو ادھورا نہیں چھوڑا گیا اور اس میں اسلام کی مہیا کردہ رہنمائی خوبصورت اور فصیح و بلیغ انداز میں بتائی گئی ہے۔

آمدم برسر مطلب کہ

المعارف کا حصہ اول حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی و ادبی مقالات پر مشتمل ہے اور یہ سات مقالات ہیں جن کے موضوعات درج ذیل ہیں:

☆ نغمہ محبت ☆ میں کون ہوں اور کیا ہوں ☆ ایک میرا خیال

☆ عینیت و خیریت ☆ توحید ☆ فنا و تجلی ☆ لیس کمثلہ شئی

لطائف المعارف حصہ دوم جن چار مقالات پر مشتمل ہے جو کہ درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہے:

☆ وجود ☆ الا کل شئی ما خلا اللہ باطل ☆ عالم مثال، خیر و شر

المعارف حصہ سوم سات مقالات پر مشتمل ہے جس کے موضوعات درج ذیل ہیں:

☆ خیر مقدم ☆ رسالت خاتم النبیین ☆ صورت حبیب

☆ سیرت حبیب ☆ حضرت ابوبکر الصدیق ☆ الامام جعفر صادق

☆ محبان خدا

پنجم: وصیت و وراثت

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے عصر حاضر کی ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے آداب وصیت و آداب وراثت تفصیل سے بیان کیے کہ عام آدمی تو درکنار پڑھے لکھے لوگ بھی دین اسلام کے اتنے اہم حکم کی طرف سے غافل ہیں۔حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ وصیت کی تعریف کیسے کی جاتی ہے اس کے کیا اسرار ہیں اور وراثت کا تعلق کن لوگوں سے ہوتا ہے اور اس کی تقسیم کیسے کی جاتی ہے

ششم: مشاجرات صحابہ واختلافات آئمہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین واقع ہونے والے فروعی اختلافات (جن کا تعلق کسی بھی طور پر اساسیات اسلام سے نہ تھا) کی وجہ سے مستشرقین اور بعض مسلمان بھی گمراہی کا شکار ہوئے اور اسی طرح فقہی مسائل میں علماء وآئمہ کے اختلافات کو بھی دانستہ ہوا دی گئی اور مشہور کیا گیا کہ دین اسلام اتنے اختلافات ومشاجرات کا مجموعہ ہے۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ایسے تمام معاملات کے بارے میں سوئے ظنی کو رفع کرنے کے لیے قرآن مجید، احادیث نبوی اور تاریخ سے ثابت کیا کہ صحابہ میں سے کوئی خدا کا مخالف تھا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نہ ہی وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کافر سمجھتے تھے اور تمام تر اختلافات وخانہ جنگیاں غلط فہمیوں پر مبنی تھیں۔

اور اختلافات آئمہ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے: جو لوگ مسائل دین کے استنباط کرنے کی صلاحیت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے ان پر لازم ہے کہ کسی فقیہہ کی طرف رجوع کریں احکام کے استنباط میں علماء وفقہائے دین کے مابین اختلافات ممکن ہیں۔ یہ اختلافات تو صحابہ کے مابین بھی واقع ہوئے اور اختلافی مسائل میں آئمہ دین میں سے کوئی بھی صاحب راہ مستقیم سے دور نہیں اور ان کا قیاس قرآن مجید اور احادیث سے غیر مستفاد اور نری رائے ہے۔ مختلف آئمہ کا طریق استنباط مختلف ہوتا ہے۔ تحقیق اور شرعی میں ان کے اصول بھی مختلف ہیں۔ سلسلہ اجتہاد آج بھی اپنی شرائط لازم کے ساتھ برقرار ہے۔ (۲۲)

ہفتم: حقیقت بیعت

اس مختصر رسالہ میں سلوک راہ خدا میں استاد روحانی یا شیخ کی ضرورت کی اہمیت کو واضح فرمایا اور شیخ کامل کے اثر صحبت کا فائدہ اور اس کی پہچان اور بیعت کے آداب وقیود وغیرہ کا بیان ہے۔ گو کہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے لیکن اپنے مشتملات کے اعتبار سے بہت اہم اور جامع ہے۔

ہشتم: نظام تمدن اسلام، سرمایہ داری اور اشتراکیت

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اسلام کے نظام معیشت کو مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اس کے بعد بغرض موازنہ وتقابلی جائزہ کے سرمایہ داری اور اشتراکیت

کی موجودہ کشمکش کے پیش نظر حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ ان نظاموں کے ساتھ ان دونوں نظاموں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح فرمایا ہے اسلام کا معاشی اور معاشرتی نظام ان دونوں نظاموں کے مقابلے میں کس درجے مفید ہے۔

نہم: ابلیس ازم

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے یہ واضح کیا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود اور خیر کے منافی تمام راستے اور طرق ابلیسی ہیں یا ابلیسی طرق کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں، لہٰذا ان سے بچنا از حد ضروری ہے۔

دہم: مختلف رسائل کا بیان

(۱) الدین:

اصل رسالہ عربی میں تھا اور بعد میں اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا جو کہ رسالہ تقدیر میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔

(۲) عدم نسخ القرآن:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید میں نسخ کی نفی کی ہے اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں نسخ ممکن ہی نہیں ہے اور جن آیات میں نسخ بیان کیا جاتا ہے وہ ہماری سمجھ کا نقص ہے اور اس کے بارے میں تفصیلی بیان باب سوم میں آئے گا۔

(۳) اعجاز القرآن:

اس رسالہ میں معجزات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور بعد میں خصوصی طور پر اعجاز القرآن پر مکمل بحث فرمائی ہے۔

(۴) التوحید:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے توحید کی حقیقت بیان فرمائی ہے

اورتوحید کے حوالے سے اسمائے حسنیٰ کا بھی بیان ہے

(۵) قول فصل:

اس رسالہ میں اطاعت الٰہیہ واطاعت رسالت کا بیان شافی وکافی انداز میں ملتا ہے کہ ہدایت صرف ان دوجگہوں سے مل سکتی ہے اوراس حوالے سے قرآن مجید اور حدیث کی حجت اور وضاحت بیان کی گئی ہے۔

(٦) سماع:

علم تصوف کے حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے سماع کے جواز پر یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے اور تفصیل سے یہ موضوع تحریر کیا ہے جن کے سمجھنے کے بعد حلت وحرمت کا فیصلہ کرنا قاری کے لیے آسان ہوجاتا ہے۔

(۷) دین فطرت:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اسلام کو دین فطرت قرار دیتے ہوئے اس کی تفصیلات تحریر کی ہیں۔

(۸) آیات بینات:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مسلمانوں کے لیے غور وفکر کی راہیں کھولیں ہیں کہ مسلمان کن راہوں پر چل کر ہدایت سے فیضیاب ہوسکتے ہیں اور کن طریقوں پر چلیں گے تو ناکام ہوں گے اور غور وفکر کی یہ راہیں قرآن مجید کے ازلی وابدی نور سے مستنبط کی گئی ہیں۔

(۹) اوراق الذہب:

یہ رسالہ عربی اور فارسی ادب کے مختلف شہ پاروں پر مشتمل ہے اور اس رسالہ کے مقالات میں ایسی فصاحت اور بلاغت اور روانی نظر آتی ہے جوکہ بہت کم نصیب ہوئی ہے اور اگر غور وفکر سے پڑھا جائے تو اس کے اشعار زبان پر رواں دواں ہوجائیں۔

(۱۰) کلمہ طیبہ:

اس مختصر رسالہ میں کلمہ طیبہ کے معنویات پر خوبصورت اور مدلل بحث فرمائی ہے اور اس کے ساتھ اس

کے طریقہ اذکار اور ان کے آثار و نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱۱) شجرۃ الکون:

اس مختصر رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مسائل تصوف اور وحدت الوجود پر مختلف شجرے اور دلائل پیش کیے ہیں المختصر فن تصوف کے اثبات پر ایک جامع اور خوبصورت تحریر ہے۔

(۱۲) انتخاب شاہ نامہ:

اس منظوم نامہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ فارسی کے مشہور شاعر فردوسی کے ساٹھ ہزار اشعار میں صرف ۲۰۰۰ ہزار اشعار کا انتخاب اس انداز میں کیا کہ کہیں سے بھی ربط و تسلسل ختم نہیں ہوا

(۱۳) روح الادب:

اس رسالہ میں منظوم اور اشعار پر مشتمل ہے اس میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مشہور عربی شعراء کے منتخبات اکٹھے کیے گئے ہیں یعنی باکمال شعراء کے باکمال اشعار ہیں۔

(۱۴) اسلامی تصوف:

تصوف پر خاصی مدلل تحریر ہے جو کہ اردو زبان میں منفرد مقام کی حامل ہے۔

(۱۵) معراج:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے معراج سے متعلق تمام تصورات کو قرآن مجید کی روشنی میں پرکھا اور ان کی اغلاط کی تصحیح کی، بالخصوص سورۃ الاسراء کی بہت خوبصورت تفسیر کی گئی ہے۔

(۱۶) گناہ اور اس کی حقیقت:

اس مضمون میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے گناہ کے وجود اور اس کی مختلف ممکنہ شکلوں اور صورتوں پر مکمل بحث کی ہے۔ یہ مضمون اتنا خوبصورت لکھا گیا ہے کہ بعد میں کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا لیکن اس سے قبل یہ مضمون رسالہ ''النور'' کی جلد نمبر ۲ کے چوتھے شمارہ میں بھی شائع کیا جا چکا ہے۔

(۱۷) عبد:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ عبد کتنی قسم کے ہوتے ہیں اور عبداللہ کون ہوتا ہے اور عبداللہ کے لوازمات کیا ہوتے ہیں یعنی امرِ عبدیت پر خاصی جاندار تحریر ہے۔

(۱۸) طلسم طریقت:

تصوف پر معرکتہ الآراء تحریر ہے اور سالک راہ حق کن کن صعوبات اور مصائب وشدائد کا سامنا کرتا ہے اور کن کن آزمائشوں سے دوچار ہوتا ہے اور مرشد کس طرح اس کی رہنمائی کرتا ہے اور سالک راہ حق کے لیے قرب حق کے لیے کن کن مراحل کو طے کرنا لازم ہے۔

(۱۹) النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ رسالہ النور'' جلد نمبر ۶'' ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۲ میں شائع ہو چکا ہے اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے خدائے تعالی کی معرفت اور اس کے احکام کی اطاعت پیغمبر کے جہات، نبی اور ولی کا فرق، مصلح اور نبی کا فرق، نبی اور ساحر میں فرق، معجزہ اور کرامت میں فرق، ہماری توجہ تخلیق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رسالہ کے آخر میں ہمارے پاس علم صحیح معیار کمال ہے توحید فی الاعتقاد و اخلاص ہی ہمارا سرمایہ نجات ہے۔ المختصر اس مضمون کے ملاحظہ سے پیغمبر کے مقام کا بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔

(۲۰) تنزیل وتاویل:

اس رسالہ میں اس مضمون میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے سورۃ الناس کی تفسیر فرمائی ہے اور 'وسواس الخناس' کی تشریح کے ضمن میں وسوسوں کی اقسام اور ان کے اثرات اور دفع وساوس کے مختلف طریقے بتائے ہیں۔ یہ مضمون ترجمان القرآن ج ۶، شمارہ نمبر ۴، ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ میں شائع ہوا۔

(۲۱) اسلامی حکومت:

یہ رسالہ اسلامی نظام حکومت پر بہت خوبصورت تحریر ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے درج ذیل مباحث پر قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے استنباط کرتے ہوئے قلم اٹھایا ہے:

☆ کیا اسلامی حکومت شخصی ہے یا جمہوری؟

☆ اسلامی حکومت ہونے کا دارومدار کس چیز پر ہے؟

☆ کیا اسلامی حکومت کے لیے اس کے ارکان کا بے گناہ ہونا ضروری ہے؟

☆ مجتہدین کی کتنی اقسام ہیں؟

☆ کیا اب کوئی مجتہد پیدا نہیں ہوسکتا؟

☆ کیا ہر زمانے میں کسی نہ کسی مجتھد کا ہونا ضروری ہے؟

اور ان موضوعات پر بحث کرنے سے قبل انتہائی بہترین مقدمہ تحریر فرمایا ہے اور یہ مضمون بھی رسالہ القدیر میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔

(۲۲) تصوف کے حوالے سے سلاسل فقراء، تفسیر لطیفی، مکاتیب عرفان تین رسالے تحریر فرمائے جس میں پہلے رسالہ میں تصوف کے مختلف سلاسل پر مکمل بحث تحریر فرمائی ہے اور دوسرا رسالہ صنف لطیف کے لیے لکھا گیا ہے اور تیسرا رسالہ تصوف کی بحث کو عام الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

گیازدھم: تفسیر صدیقی

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی خدمات تو گویا تمام علمی میدانوں میں ہیں اور اس کا ثبوت حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تالیفات وغیرہ سے بھی ملتا ہے لیکن جیسا کہ قرآن مجید علی الاطلاق ہر اعتبار سے افضل ہے تو اس کے متعلقات بھی اس افضلیت سے ناطہ جوڑنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اس ضمن میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی خدمات فن تفسیر میں ایک بہت بڑا کارنامہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ وتفسیر ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اردو زبان میں بے شمار تراجم وتفاسیر موجود ہیں، اس کے باوجود ایک نئے ترجمہ وتفسیر کی ضرورت کیونکر محسوس کی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے ترجمہ اور تفسیر کو ان سب کے درمیان امتیازی مقام کا حاصل ہونا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث تو باب سوم میں کی جائے گی لیکن اس کا مختصر جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر ہر کس وناکس کا کام نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے وہ جسے چاہے اس سے نواز دے۔

دوازدہم: احادیث شریفہ کی فقہی تبویب اور ترتیب

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارک کی فقہی ابواب میں ترتیب کی، تاکہ اس سے استفادہ عام ہو سکے، یہ ایک بہت بڑی علمی خدمت ہے گوکہ تمام کتب احادیث مبوب ہیں اور بعض کتب احادیث فقہی ترتیب کے ساتھ ہیں لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے کسی ایک کتاب کو نہیں اختیار کیا بلکہ مروجہ تمام کتب احادیث کی صحیح احادیث کو منتخب کر کے اس کی فقہی ترتیب دی۔ اس سے ایک عام قاری بھی اور ایک عالم دین بھی بے شمار کتب سے مستغنی ہو کر اس کتاب سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے اور اس کا سہرا لاشک فیہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے سر بندھتا ہے۔ (۲۳)

مختصراً ان مذکورہ بالا تالیفات اور تصنیفات سے ہٹ کر بھی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے قلمی نسخہ جات موجود ہیں اور غیر مطبوعہ بھی۔ اگر ان سب کو شمار کر لیا جائے تو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تصنیفات اور تالیفات کی تعداد کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

حوالہ جات

(1) سورۃ الملک، آیت نمبر ۲

(2) سورۃ العلق، آیت نمبر ا

(3) عبدالحمید خان، تاریخ اہل تصوف ہند، ص۔ ۴۷

(4) تاریخ شمسیہ/ص ۵

(5) عبدالحمید خان، تاریخ اہل تصوف ہند، ص۔ ۶۷

(6) عبدالحمید خان، تاریخ اہل تصوف ہند، ص۔ ۷۹

(7) عبدالحمید خان، تاریخ اہل تصوف ہند، ص۔ ۹۸

(8) عبدالحمید خان، تاریخ اہل تصوف ہند، ص۔ ۱۱۰

(9) محمد حیات قادری، حیات الشیخ مرحوم، ص۔ ۶۷

(10) محمد احمد میاں العطاری، تاریخ غوثیہ، ص، ۱۶۷

(11) محمد حیات قادری، حیات الشیخ مرحوم، ص۔۹۹

(12) محمد حیات قادری، حیات الشیخ مرحوم، ص۔۷۷

(13) محمد حیات قادری، حیات الشیخ مرحوم، ص۔۱۰۰

(14) محمد اجمل چشتی الحنفی، تاریخ سلاسل صوفیاء، ص۔۱۲۶

(15) محمد اجمل چشتی الحنفی، تاریخ سلاسل صوفیاء، ص۔۱۲۶

(16) عبدالحمید خان، تاریخ اہل تصوف ہند، ص۔۱۵۹

(17) سورۃ الجمعہ، آیت نمبر۴

(18) عبدالقیوم پروفیسر، مقالات، ص۔۱۱۱، ج۔۱

(19) سفرنامہ حجاز، ص۹ تا۱۱

(20) محمد حیات قادری، حیات الشیخ مرحوم، ص۔۹۲

(21) محمد حیات قادری، حیات الشیخ مرحوم، ص۔۸۳

(22) محمد حیات قادری، تصنیفات الشیخ مرحوم رحمہ اللہ، ص۔۱۴

(23) محمد حیات قادری، تصنیفات الشیخ مرحوم رحمہ اللہ، ص۔۸۹

❁ ❁ ❁

❊ ❊ ❊

باب دوم
علمی و روحانی خدمات

❊ ❊ ❊

تمہید

جیسا کہ پہلے باب میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی سوانح حیات کے اجمالی جائزہ کے دوران اس امر کی وضاحت کی گئی (بطور خاص آخری موضوع جو کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تصنیفات وتالیفات کی وضاحت پر مبنی تھا) کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا غالب حصہ دین اسلام کی علمی اور روحانی خدمات کے حوالے سے گزارا گویا کہ وہ زندگی کو اپنے رب کی امانت سمجھتے تھے اوران کے نزدیک اس امانت کی ادائیگی اسی صورت میں ممکن تھی کہ وہ راہ حق کی راہ میں خود کو اس حد تک مشغول کرلیں لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اکثر یہ بات کہا کرتے تھے کہ:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن اس باب میں ہم حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تالیف کردہ تفسیر صدیقی سے منتخبات کی تفسیر بیان کریں گے اوران منتخبات میں سے سورۃ الحجرات اور سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 63 تا 77 کا متن، ترجمہ اور مختصر تشریح پر اکتفا کیا جائے گا اور یہ فقط مشت نمونہ از خروارے کے طور پر ہے، وگرنہ مضامین خاصے تفصیلی ہیں اوران دونوں سورتوں کی تفسیر کے بعد بعض مشہور مضامین قرآن پر انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں تحریر قلم بند کی گئی ہے اوراسی باب کی دوسری فصل میں اسلام کے بنیادی عقائد وعبادات کے بارے میں گفتگو کی ہے جس میں ارکان اسلام بھی شامل ہیں اوران ارکان اسلام کے تذکرے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اساسی امور وضاحت کے لیے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے انتہائی آسان اسلوب اختیار کیا ہے اوراس کے بعد سب سے اہم تذکرہ عقیدہ آخرت پر مکمل اور مبسوط بحث اور دوسرے مذاہب کے ساتھ تقابلی جائزہ بھی شامل ہے جس میں اسلام کی حقانیت کے بارے میں واضح راہ ملتی ہے۔

اور تیسری فصل میں (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ) کے مصداق حیات طیبہ کے چند پہلو پیش کیے جائیں گے جن سے اندازہ ہوگا کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی قوت قلمی صرف ادبی ہی نہ تھی بلکہ اس میں عقیدت اور محبت کے رنگ بھی جا بجا بکھرے نظر آتے ہیں جس سے درج بالا مضامین تفسیر اور مبادیات اسلام کو واضح کرنے میں آسانی ہوگی کیونکہ حیات طیبہ درحقیقت قرآن مجید کی تفسیر ہی تو ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ۔ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ ۔

آیئے عہد کریں کہ قرآن مجید کو حیات طیبہ کے نور اور ضیاء سے اپنے دلوں کو منور کریں اور اپنے کرداروں کو اس اخلاق سے تعمیر کریں جس کے لیے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ارضی کا آغاز ہوا تھا اس ضمن میں پہلا موضوع حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تالیف کردہ سیر و مغازی میں سے منتخبات شامل ہیں اور دوسرے موضوع میں وہ دروس عبرت جو سیرت سے اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

﴿فصل اوّل﴾

سورۃ الحجرات (مدنی)

تمہید و تعارف

سورۃ الحجرات مدینہ میں نازل ہوئی یعنی ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔اور اس میں ۱۸ آیات شامل ہیں سورۃ الحجرات درحقیقت اسلام کے ان زریں اصولوں کا بیان ہے جو کہ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو معاشرتی زندگی کے حسن میں اضافہ کرنے کے لیے عطا کیے تھے اور یہ ایسے اصول ہیں جن کا استعمال ہر مسلمان پر فرض ہے اور جن کے استعمال کے بعد ہی وہ کامیابی اور کامرانی کی منزلیں طے کرسکتا ہے کیونکہ اس میں آداب زندگی ہیں جن کی ابتداء آداب الٰہی اور آداب رسالت سے ہوتی ہے اور اس کے بعد الفت اور محبت کے قرینے بیان کیے گئے ہیں جن کو اختیار کرنے کے بعد ایک مسلمان قرآن مجید اور احادیث پر با آسانی عمل پیرا ہوسکتا ہے۔

سورۃ الحجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم﴿1﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پہلے کسی کام کی سبقت نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ خوب سننے والا ہے اور خوب جاننے والا ہے۔

تشریح

اس آیت میں اہل ایمان سے مخاطب ہو کر خدائے تعالیٰ نے آداب رسالت سکھائے ہیں کہ تم لوگ زندگی میں ایک قرینہ بنالو کہ کسی بھی مسئلہ میں گو کہ وہ عقائد سے متعلق ہو یا معاملات سے یا عبادات سے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعلیمات سے تجاوز نہ کرنا اور ہر حالت میں ان کی پیروی کرنا کہ تمہاری فلاح اسی میں مضمر ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور سارے الفاظ و اقوال کا، خوب جاننے والا سارے احوال واعمال کے ظاہر و باطن کی بڑی چھوٹی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ: یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن صریح نہ دے دیں یا قرینہ سے اذن صریح معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اپنی طرف سے کسی قول یا فعل میں مبادرت نہ کرو یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ارضی تک تھا اب اس پر عمل یوں ہوگا کہ پہلے تو ہر مسئلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کی صراحت معلوم کی جائے گی اور اگر صراحت نہ ملے تو منقول نصوص میں غور وفکر کر کے انہیں سے استنباط و قیاس کیا جائے گا۔

یایھا الذین اٰمنو ا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول

کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون﴿2﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

تشریح

مخاطبت ابھی بھی ان اہل ایمان سے ہی کی جارہی ہے کہ اے اہل ایمان! جس وقت آپ ﷺ سے کلام کر رہے ہوں تو اپنی آوازیں پست رکھا کرو (اور اتنی پست بھی نہیں کہ انہیں سمجھنے میں مشکل پیش آئے) لا ترفعوا کی نہی کو فقہاء نے اپنی اصطلاح میں نہی تحریمی قرار دیا ہے اور بعض فقہاء نے اس ایک لفظ سے نتائج درج ذیل برآمد کیے ہیں۔

(ا) آپ ﷺ کے حضور میں گفتگو زور سے نہ کی جائے نہ اپنی بات کو اس طرح بولا نہ جائے جس سے ارشاد والا کی تردید نکل رہی ہو یہ صاف عبارۃ النص ہے۔

(۲) درشت کلامی، لڑائی، جھگڑا، اور ہر قسم کی بے ادبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ میں ناجائز ہے یہ دلالۃ النص ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضور گستاخی بے باک بن جانا یا خائف، باادب نہ رہنا ناجائز ہے یہ اقتضاء النص سے ثابت ہوا۔

(۴) ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون: مطلب یہ ہوا کہ مسلمان تو اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کی تعظیم واحترام کا مدعی رہتا ہے اس التزام کا ترک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طبعاً ناگواری وانقباض کا باعث ہوسکتا ہے اور ممکن ہے کہ بعض حالات میں حبط اعمال کا سبب بن جائے۔ اس لیے قاعدہ یہی ہے کہ عملاً ہر حال میں ادب ملحوظ رکھا جائے اور بعض فقہاء اس آیت سے یہ فائدہ اخذ کرتے ہیں اور اس احترام کا تعلق صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے نہ تھا بلکہ اب بھی ان کا تذکرہ کیا جائے تو آواز کے زیر وبم ایسے ہوں کہ اس سے بے ادبی ظاہر نہ ہوں اور اگر زائر مقامات زیارت واقع نبوی شریف پر ہو تو وہاں بھی اس ادب کو ملحوظ خاطر رکھے۔

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللّٰہ اولئک الذین امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم ﴿3﴾

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنی آوازں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقوی کے لیے خاص کر دیا ہے۔

تشریح

آداب بارگاہ رسالت کے بیان کے بعد ان لوگوں کی اجر وفضیلت کا بیان ہے جو لوگ ان آداب کا خیال رکھتے ہیں اور وہ خصوصی انعامات تقوی، مغفرت، اور اجر عظیم یعنی تم جو اجر ومغفرت کے حریص ہو کیوں نہ اس امتحان میں پورے اترو گے۔

احادیث صحیح میں آتا ہے کہ لاترفعوا کے نزول کے بعد فلاں اور فلاں صحابی اس باب میں بڑے خائف ہوگئے تھے اور نہایت احتیاط سے کام لینے لگے تھے۔

الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللّٰہ اولئک الذین امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقوی یعنی اس باب میں وہ صفت

تقویٰ کے ساتھ موصوف ہیں اور یہ ان پر بارگاہ الٰہی سے بہت بڑا انعام ہے جس کی قدر صرف شکر سے ہی ممکن ہے۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ﴿4﴾

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔

تشریح

چونکہ یہ لوگ اپنی عقل سے کام نہیں لیتے ورنہ وہ ایسی جسارت سے کام نہ لیتے اس آیت کی شان نزول کی روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ بنی تمیم کا ایک وفد محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مکان کے اندر تشریف فرما تھے، ان لوگوں نے باہر سے آپ ﷺ کو پکارنا شروع کر دیا وہ بھی محض نام لے کر کہ **یا محمد اخرج الینا** اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور امت کو ہمیشہ کے لیے ادب کی تعلیم مل گئی۔ اس آیت سے فقہاء یہ نکتہ بھی اخذ کرتے ہیں کہ سالک راہ حق کو اپنے مرشد کا احترام انتہا درجے کا کرنا چاہیے کہ سالک راہ حق کے پاس زادراہ اور متاع ادب و احترام ہی تو ہے اور جیسا کہ کہا گیا کہ

با ادب بانصیب　　　　بے ادب بے نصیب

و لو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم و اللہ غفورا رحیما ﴿5﴾

ترجمہ: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ان کے پاس باہر آجاتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بڑا مغفرت والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

تشریح

اس لیے وہ لوگ اب بھی توبہ کرلیں تو معاف ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور اپنی مخلوق پر رحم کرنے ولا ہے۔

لکان خیرا لھم: یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے اس لیے ہے کہ ان کی جانب سے ادب واحترام کا ثبوت ہونا

یعنی آپ ﷺ خاص انہیں سے ملنے باہر تشریف لائے یہ نہیں آپ ﷺ کسی بھی ضرورت سے باہر تشریف لائے اور یہ لوگ آپ پر ہجوم کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے احترام کے علاوہ عام افراد امت کو انضباط اوقات کی تعلیم بھی اس آیت سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بایں خوش اخلاقی یہ ممکن نہ تھا کہ خلقت سے چوبیس گھنٹے گھرے ہوئے ہوں اور اپنے لیے کوئی فارغ وقت نہیں۔

یایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ

ثم تصبحوا علی ما فعلتم ندمین ﴿6﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر لیا کرو کہیں تم نادانی میں کسی قوم کو ضرر پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر نادم ہو۔

تشریح

تو ایسے احکامات جب رسول اللہ ﷺ کے حیات مبارکہ میں تھے تو اب یہ احکامات اور زیادہ ہوں گے۔ نبـــا سے مراد اس سیاق میں ایسی چیز ہے جس میں کسی کی شکایت نکلتی ہو اور اس پر عمل کرنے سے کسی کا ضرر لازم آتا ہو۔ فتبیـــنـــوا یعنی بلا تحقیق عمل نہ کر بیٹھو بلکہ عمل کرنے سے قبل خوب چھان بین کر لو۔ فقہاء و مفسرین نے لکھا ہے کہ اس اجمالی حکم تحقیق کے اندر چند تفصیلات ہیں۔

۱۔ تحقیق واجب مثلاً جب خلیفہ یہ سنے کہ فلاں شخص مرتد ہو رہا ہے یا فلاں شخص قتل و غارت کے اقدام کر رہا ہے وقس علی ھذا ایسے موقع پر تحقیق نہ کرنے سے کسی واجب کا فوت لازم آتا ہے

۲۔ تحقیق جائز مثلاً کسی نے یہ سنا کہ فلاں شخص مجھے مالی یا جسمانی ضرر پہنچانا چاہتا ہے دفع ضرر کے لیے ایسے موقع پر یہ تحقیق بالکل جائز ہے۔

۳۔ تحقیق حرام مثلاً کسی کے لیے یہ سنا کہ وہ خفیہ شراب پیتا ہے ایسے موقع پر تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی ضرر نہیں اور تحقیق کرنے سے مذکورہ بالا شخص کی رسوائی اور فضیحت ہوتی ہے تو ایسے موقع پر تحقیق حرام ہے۔

قرآن مجید نے انسانی زندگیوں کے معمولی سے معمولی گوشے کو بھی نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس میں بھی اپنے ماننے والوں کو یہ ہدایت نامہ دیا۔

و اعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم و لکن اللہ حبب الیکم الایمان و

زینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر و الفسوق و العصیان اولئک ھم الراشدون﴿ 7﴾

ترجمہ: اور خبردار رہو کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان میں اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو تم کو تکلیف پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اسے تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسوق اور عصیان سے تمہیں نفرت دے دی ایسے لوگ تو راہ راست پر ہیں۔

تشریح

لعنتم اور اس وقت الٹے تم ہی کو ندامت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے اپنی رائے پر عمل کے ناحق ہم لوگوں کے مشہور سے موافقت کی اور یہ رسول اللہ ﷺ کا منصب اور مقام نہیں کہ وہ مخلوق میں سے کسی کی رائے کی پیروی کریں۔

واعلموا ان فیکم رسول اللہ: اور رسول اللہ ﷺ کا تمہارے درمیان موجود ہونا ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی معاملہ میں آپ ﷺ کی رائے کے خلاف عمل نہ کیا جائے۔ واعلموا استحضار کے مفہوم میں ہے۔

لو یطیعکم فی کثیر من الامر: ظاہر کہ یہ احتمال صرف امور دنیوی و تجربی ہو سکتا ہے ورنہ احکام شریعت میں تو اس کی گنجائش سرے سے تھی ہی نہیں ایمان سے مراد ایمان کامل اور الفسوق سے مراد بڑے گناہ الصیان سے مراد چھوٹے گناہ۔

فضلا من اللہ و نعمۃ و اللہ علیم حکیم ﴿8﴾

ترجمہ: اللہ کے فضل اور انعام سے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

تشریح

اور ایسے لوگ ہی خلفاء راشدین کہلانے کے مستحق ہیں یعنی تم میں سے یہ ساری خوبیاں موجود ہیں اور انہیں کے تقاضے سے تمہیں ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی رہتی ہے اور یہی بات تمہیں بڑی مصیبتوں سے بچائے رکھتی ہے اور سراسر اللہ تعالیٰ ہی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے ساری آیت قرآنی مدح صحابہ میں ہے چنانچہ اپنے اس علم کامل و محیط کی بناء پر وہی ہر حکم کی مصلحتوں اور حکمتوں کو بھی خوب جانتا ہے اور اپنی

صفت حکمت کاملہ ہی کے تقاضے سے اس نے یہ سارے احکام مصادر اوان کی تعمیل واجب ہے۔

و ان طائفتان من المومنین اقتتلو افاصلحوا بینھما فان بغت احدھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللّٰہ فان فاء ت فاصلحوا بینھما بالعدل و اقسطوا ان اللّٰہ یحب المقسطین ﴿9﴾

ترجمہ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرنے والا ہے یہاں تک کہ وہ رجوع کر لے اللہ کے حکم کی طرف پھر اگر وہ گروہ رجوع کر لے تو ان کے درمیان اصلاح کر دو عدل کے ساتھ اور انصاف کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

تشریح

یعنی امر مابہ النزاع رفع کرا کے لڑائی موقوف کرا دو تو خال رہے کہ باہمی جنگ کی حالت میں بھی قرآن مجید دونوں فریقوں کو مسلمان ہی تسلیم کرتا ہے۔ مجرد جنگ دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر دیتی اور امر اللہ سے مراد یہاں صلح و ترک قتال کا ہے یہ حکم اصل میں تو حاکم مسلمین کے لیے ہے وہ نہ ہو تو عامۃ المسلمین کے لیے ہے۔ بشرط قدرت و استطاعت ۔ اور بعض فقہاء نے اس آیت یہ قاعدہ استنباط کیا ہے کہ باغیوں سے قتال جہاد کفار سے اہم تر و افضل ہے اور سند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل کو پیش کیا ہے کہ آپ نے اپنے دور خلافت میں بجائے جہاد کے قتال اہل بغاوت کے ساتھ قتال جاری رکھا لیکن محققین احناف کی تحقیق میں یہ مطلق صورت ہی درست نہیں بلکہ صرف اس صورت میں ٹھیک ہے جب باغیوں کی وجہ سے اتنا بڑا فساد ہو جائے کہ ان سے قتال کرنا کافروں سے جہاد کرنے سے بڑھ کر ضروری ہو جائے یعنی وہ سعی اصلاح و مصالحت کے باوجود بھی وہ اصلاح نہ کرے اور جنگ برابر جاری رکھے۔ بعض فقہاء نے آیت سے یہ فائدہ اخذ کیا ہے کہ قتال فساد عقائد کی بناء پر نہ کیا جائے بلکہ جرم بغاوت کی بناء پر کیا جائے۔

یہ امر بہت زیادہ قابل لحاظ ہے کہ جنگ جدل کرنے والے ان دونوں گروہوں کو ایک کے ناحق پر ہونے کے باوجود قرآن مجید مومن ہی کہتا ہے قتال اور پھر بغاوت سے بڑھ کر شدید جرم کون سا ہو سکتا ہے اس کے باوجود بھی باگی بہر حال مومن ہی رہتا ہے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اکابر اہل سنت نے یہیں سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ بڑے سے بڑے گناہ بھی دائرہ اسلام و ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ اور اگر کیفیت ایسی ہو

کہ کوئی معقول فیصلہ نہ ہورہا ہوتو ثالث کو غصہ آنا طبعی امر ہے اس کی روک تھام کے لیے مزید ترغیب توازن قائم رکھنے کے لیے ہے۔

فاصلحوا بینھما بالعدل ۔یعنی محض ترک قتال کو کافی نہ سمجھو بلکہ نفس معاملہ قانون شریعت کے ماتحت طے کرادو گے البتہ توبہ کے وقت تک وہ قید ہی رہیں گے توبہ کے بعد انہیں رہائی مل جائے گی اوران کا مال بھی ان کو واپس مل جائے گا۔

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم و اتقوااللّٰہ لعلکم ترحمون ﴿10﴾

ترجمہ: بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کروادیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

تشریح

اور جب بھائی ہی ہیں تو بھائیوں بھائیوں میں کیسی اسلام یعنی دین فطرت نے ایک طرف تو غربت امارت وغیرہ کے مختلف طبقات قائم رکھے اوران کو مٹا ڈالنے کے خلاف کوشش میں قوت اور وقت کو ضائع نہیں کیا لیکن دوسری طرف یہ بھی بتادیا کہ دین کا اشتراک ہر مادی، مالی، نسبی، ونسلی تفریق وامتیاز سے بالاتر ہے اور بڑے چھوٹے امیر غریب شریف غیر شریف سب کو اخوت کے رشتے میں پروکر صحیح اور سچی معاشرت کی بنیاد رکھی اور یہاں سے یہ فائدہ بھی اخذ کیا جاتا ہے کہ مسلم قومیت کی بنیاد نسلی، وطنی، لسانی وغیرہ نہیں صرف اعتقادی ہے اوراشتراک درفوت کا سنگ بنیاد صرف وحدت کلمہ ہے اوراس کے علاوہ کچھ نہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور ایسا مرکز ہی نہیں جہاں سب بلا امتیاز وافتراق اکٹھے ہوں سکیں۔اور شروع میں انما کے کلمہ حصر نے بتادیا کہ یہ رشتہ اخوت صرف مومن ہی مومن کے درمیان ہے مومن اور کافر کے درمیان نہیں ہوسکتا اور آیت کا دوسرا جزو میں اصلاح بین المسلمین ہے اوراس تقوی سازی پر آخرکار رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔

یا یھا الذین و آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم و لا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن و لا تلمزوا انفسکم و لا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من لم یتب فاولئک ھم الظالمون ﴿11﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو

عورتوں پر ہنسنا چاہیے کیا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو ایمان کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے۔

تشریح

اور کسی کو کیا خبر کہ اللہ کے نزدیک بہتر اور قابل عزت کون ہے ہنسنے والا یا جس پر ہنسا جارہا ہے اس احساس کو بے دار کر کے گویا قرآن مجید نے گویا اسلامی معاشرہ کے تمسخر و تفضح کی جڑ ہی کاٹ دی ہے۔ ہمارے ہاں کی تعلیم یہ تھی اور عمل یہ ہے کہ دیر ہنسنا یا علانیہ اس کی رسوائی کرنا عیب نہ رہا بلکہ داخل سیر ہو گیا ہے۔

لا یسخر تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسروں کی تحقیر و دل شکنی و دل آزاری ہو اور وہ احترام ہے باقی ایسی ہنسی جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح اور خوش طبعی کہلاتی ہے اور ایسی ہنسی جائز ہے بلکہ بہت سے حالات میں مستحب ہے۔

قوم من قوم مراد جنس رجال ہیں خواہ ایک ہوں یا ایک سے زیادہ ہوں۔

نساء من نساء مراد جنس عورت ہیں خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امت کا کوئی سا بھی طبقہ ایک دوسرے کی ہنسی نہ اڑائے۔ دوسرے پر ہنسی تمسخر طنز کی بنیاد عموماً کیا ہوا کرتی ہے یہی نہ کہ دوسرے میں فلاں فلاں عیب ہیں اور ہم ان عیوب سے کہیں بالاتر ہیں۔ قرآن مجید نے انتہائی ژرف نگاہی کے ساتھ اس غلط بنیاد پر ضرب لگادی او اس طرح اس عمارت کو ہی منہدم کر دیا۔ انسان کو اگر اپنا عیب دار، داغدار ہونا یادر ہے تو دوسرے پر زبان کھولنے کی ہمت ہی نہ پڑے۔ اور ہم یہ کہ یہ سب گناہ کی ہیں سبب یہ ہے کہ مسلمان ہر گناہ کے نام لگنا ہی برا اور قابل نفرت ہے اور ان حرکتوں کے بعد یہی کیا جائے گا کہ مسلمان مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ فقہاء نے تصریح کر دی ہے کہ کسی عیب کو عیب دار نام سے یاد کرنا صرف اسی صورت میں حرام ہے جب وہ بلا غرض صحیح ہو لیکن اگر کوئی شخص کسی ایسے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس میں وہ کوئی توہین نہیں سمجھتا تو اس کے ظاہر میں ایسے عیب دار نام سے یاد رکھنے میں کوئی حرج ومضائقہ نہیں ہے مثلاً نابینا حکیم لنگڑے حافظ گنجے وکیل وغیرہ۔

انفسکم یہاں ایک دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ بعض اور مقامات پر قرآن مجید میں آیا ہے۔

بالالقاب لقب کے معنی یہاں پر برے نام کے ہیں یعنی کسی شخص کو ایسے نام سے پکارنا جو اس کو پسند نہ ہو۔

اولئک ھم الظالمون اور ایسے لوگ ظالم ٹھہرائے گئے اپنے حق میں بھی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یعنی حقوق العباد کے تلف کرنے والے اور جو سزا ظلاموں کے لیے ہے اس کے مستحق ہوں گے۔

ان تمام احکام سے واضح ہو رہا ہے کہ شریعت کو مجلسی اور معاشرتی اصلاح کے باب میں کس قدر اہتمام ہے اور جو معاشرہ ان ہدایات اور قوانین پر عامل ہو جائے اس میں کبھی بھی باہمی رنجش، رخنہ انداز نہیں ہو سکتی اور خوب غور کر لیا جائے تو کتنی رنجشوں اور نفرتوں کی بنیاد کسی نہ کسی بے ہودہ ہنسی دل لگی ہی نکلے گی اور اسلام نے کتنے مناسب طریقے سے ان معاشرتی سد باب کیا ہے۔

یایھا الذین وء امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسوا و لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقواﷲ ان اللّٰہ تواب رحیم ﴿12﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کی) ٹوہ میں مت لگے رہو اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس کو گوارا کر لے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس سے ضرور تمہیں کراہت آئے گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

تشریح

اس لیے ضروری ہے کہ اقسام گمان کو سمجھ کر حدود اور جواز کے اندر رہو۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ کے حق میں نیک گمان رکھنا واجب ہے اور حق تعالیٰ اور عام مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی رکھنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ بدگمانی کی عام عادت جو بطور وباء کے ہم لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے یہ آیت اس پر کیسی ضرب لگا رہی ہے بات بات پر بلاوجہ بھائیوں سے بدگمانی، بیوی بچوں سے بدگمانی، پڑوسیوں سے بدگمانی، نوکروں چاکروں سے بدگمانی گویا کہ ہم نے بدگمانی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے یہ بدگمانی کی خلش اگر دل سے دور ہو جائے تو ہم کتنی راحت کی زندگی بسر کرنے لگیں اور شمار برائیوں سے بچ جائیں۔

بعض الظن بعض جمیع کے مقابلے میں ہے اور کثیر بھی شامل ہے۔ فقہاء اور مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کی پردہ داری نہ کرنا ممنوع و ناجائز ہے بلکہ اس کی پردہ پوشی کرتے رہنا واجب ہے یعنی اوروں کے عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش و جستجو میں نہ پڑنا تاوقتیکہ اس کی کوئی مصلحت یا ضرورت نہ

آڑے چھپ کر باتیں سننا یا اپنے آپ کو سوتا ہوا بنا کر اور ظاہر کر کے دوسروں کی باتیں سننا یہ سب تجسس میں شامل ہے البتہ اگر کسی سے نصرت پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کے مضرت رساں ارادوں اور تدابیر کا تجسس کرے تو جائز ہے۔

اور تیسرا جزو غیبت کی قباحت پر دلالت کر رہا ہے اور غیبت کسی کی عدم موجودگی میں اس کا یا اس کی چیز کا اس طرح تذکرہ کرنا کہ اسے ناگوار ہو قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح ہو یا غلط یہی غیبت ہے اور اسی کو قرآن مجید نے شدومد سے روکا ہے حدیث شریف میں غیبت کی تعریف اس طرح آئی ہے ''ذکرک اخاک بما یکرہ'' اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اس کو ناگوار ہو۔

اور غیبت کا گناہ زنا سے زیادہ شدید ہے فقہاء نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے اور مشائخ اور صوفیوں نے اس سے بچنے کی بہت سی تدابیر بتائی ہیں ایسی گھناونی چیز سے تشبیہہ دے کر قرآن مجید نے ہر مسلمان کا دل ہی غیبت کی طرف سے متنفر اور بے زار کر دیا ہے وجہ شبہ بعض علماء نے یہ لکھی ہے کہ جس گوشت کے نوچے جانے سے جسم کو جسمانی اذیت ہوتی ہے اور آبرو ریزی سے بھی قلبی تالم ہوتا ہے اور چونکہ وہ شخص سامنے موجود نہیں ہوتا اس لیے عدم حس میں مشابہ مردہ کے ہے۔

اور آیت کا آخری حصہ ''ان اللہ تواب الرحیم'' سے ثابت ہوتا ہے کہ چاہیے تو یہ ہے کہ اب ساری پچھلی غلطیوں اور بدکرداریوں پر نادم ہو کر اور ان کا تدارک کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مستحق بن جاؤ۔ ہر چھوٹی بڑی برائی سے بچنے کے لیے آسان ترین یہی نسخہ تقوی الٰہی ہے، جتنی زیادہ خشیت الٰہی اس قدر ہر ترغیب شیطانی ونفسانی کے مقابلے میں صبر وضبط سے کام لینا اور ثابت قدم رہنا آسان رہے اور فضل و کرم کی بشارت صرف ان کے لیے ہے جو پچھلی غلطیوں اور گناہوں پر نادم ہونے والوں ہے۔

یایھا الذین ء امنوا ان خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر ﴿13﴾

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم میں سے پرہیزگار تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز تر ہے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے مکمل خبردار ہے۔

تشریح

اے بنی نوع انسان ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت یعنی آدم اور حواء سے پیدا کیا ہے۔اس لحاظ

سے سارے انسان یکساں وہم سطح ہوئے وحدت نوع انسانی اسلام میں ایک نظریہ ہی نہیں ایک موکد حقیقت ہے اس نے ان تمام جاہلی نظریات کی جڑ کاٹ دی ہے جو انسانوں کو مختلف مورثوں کی اولاد بتاتے ہیں اور ہندوستان کی ذات پات والی پیدائشی تفریق کے حق میں اس آیت کا سم قاتل ونا ثابت ہونا تو ظاہر ہی ہے، اس لیے مختلف قوموں میں اور پھر خاندانوں میں تقسیم کی بنیاد تفاخر نہیں ہوسکتی بلکہ بنیاد باہمی امتیاز وتعارف کی ہے۔ نسل پرستی، قوم پرستی، رنگ پرستی جس میں جاہلیت جدید تاری قومیں مبتلا رہی ہے ان پر پوری ضرب اس آیت نے لگا دی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف، فضیلت ومقبولیت تمام تر ذاتی پرہیز گاری ہے نہ کہ فخر نسلی وقومی وآبائی نہ کسی کے برہمن اور چھتری ہونے میں اس کی عزت نہ کسی کے چمار ہونے میں اس کی ذلت اسلام نے انسانی آبادی کی تقسیم صرف اور صرف دو طبقوں میں کی ہے تقوی اور غیر تقویٰ۔ اس کے علاوہ اس کے ہاں حقیقی تقسیم غریب وامیر کی ہے نہ کہ نسلی شریف ونسلی رذیل کی، نہ گورے کالے کی بلکہ صرف متقی وغیر متقی کی ہے۔

قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا و الکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم و ان تطیعوا اللّٰہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللّٰہ غفور رحیم ﴿14﴾

ترجمہ: یہ بعض گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مان لو تو وہ تمہارے اعمال میں ذرا بھی کمی نہ کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت والا اور بڑا رحم والا ہے۔

تشریح

تو اس کی مغفرت نہایت زیادہ اور رحمت بے پایاں سے فائدہ اٹھانے کے مواقع اب بھی حاصل ہیں۔ وان تطیعوا اگر تم ایمان لے آؤ اور دل سے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تصدیق کرنے لگو تو لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔ اللہ تعالیٰ تو سارے اعمال ایمانی کا پورا پورا اجر دے گا۔ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم محققین نے آیت سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان اس سے خاص تر ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ، ابن جریر رحمہ اللہ نے بخلاف امام بخاری رحمہ اللہ

کے آیت سے یہی استدلال کیا ہے کہ جن لوگوں کا یہاں تذکرہ ہے وہ منافق نہ تھے بلکہ مسلمان تھے لیکن ان کا ایمان کمزور تھا۔ کوئی شخص اسلام کا دعوی کر رہا ہو تو جزم کے ساتھ اس کے دعوی کی تکذیب کا حق صرف اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو ہی پہنچتا ہے ورنہ بندوں کا کام تو عام طور پر اس مدعی کے بیان کو تسلیم کر لینا ہے آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ایمان اور اسلام الگ الگ امور ہیں اسلام ایک ضابطہ کی چیز نہیں جس کا تعلق قول اور ظاہر سے ہے ایمان اس کے برعکس باطنی حقیقت ہے جس کا تعلق قلب کی تصدیق سے ہے۔

انما المومنون الذین آمنوا باللّٰہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللّٰہ اولئک ھم الصادقون﴿15﴾

ترجمہ: مکمل مومن تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے کر آئے پھر اس میں کبھی شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو یہی لوگ راست باز ہیں۔

تشریح

اہل ایمان کی سب سے بڑی نشانی تو یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد شکوک وشبہات کا شکار نہیں ہوتے اور اپنے دعوی ایمان وتصدیق یعنی دین کی پوری طرح اور درجہ کمال میں تصدیق کرنے والے مومنین حقیقی وہی متقی کامل ہیں فقہاء۔ نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ کمال تصدیق نہ ہو تو نفس تصدیق حامل ہو جب بھی ایمان ثابت ہوگا اور جن لوگوں نے ہر طرح دین کی خدمت کی اساس راہ مستقیم میں سختیاں جھیلیں ہوں اور زندگی کی کسی منزل اور ماحول کی کسی کشمکش میں بھی ایمان وتصدیق کی شاہراہ سے ڈانواں ڈول نہ ہونا بڑی نعمت ہے۔

قل اتعلمون اللّٰہ بدینکم واللہ یعلم ما فی السموات و ما فی الارض واللّٰہ بکل شئی علیم﴿16﴾

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کے بارے میں خبر دے رہے ہو؟ درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کی پوری خبر ہے اور اللہ ہر شئے کا علم رکھتا ہے۔

تشریح

تو ایسے کامل و جامع علم رکھنے والے کو بھلا کوئی کیا بتائے گا مشرک جاہلی قوموں کو ٹھوکر اللہ تعالیٰ کے

صفت علم ہی میں لگی ہے قرآن مجید اسی لیے اس امر کی بار بار وضاحت کرتا ہے کہ کسی بھی انداز میں کوئی بھی ابہام نہ رہے اور کوئی بھی چیز اس کے احاطے سے باہر نہیں ہے یعنی جو بھی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم کے اندر ہے

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین ﴿17﴾

ترجمہ: یہ لوگ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ مطیع ہو گئے آپ کہہ دیجیے کہ مجھ پر احسان نہ کرو البتہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمھیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا بشرطیکہ تم لوگ دعوی ایمان میں سچے ہو۔

تشریح

یعنی بے لڑے بھڑے بخلاف دوسرے قبائل اور اشارہ انھیں قبائل یعنی بنی اسد کی طرف ہے جن کا ذکر اوپر چلا آ رہا ہے انھوں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کہا تھا کہ ہم خاص مراعات کے مستحق ہیں دوسرے کتنے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کہیں ہتھیار رکھتے ہیں اور ہم کو دیکھئے کہ ہم بغیر جد و جہد کے آپ کی مخالفت سے باز آ گئے ہیں اور جواب میں یہ کہا گیا کہ یعنی اگر تم واقعی مسلمان ہو بھی گئے تو جیسا کہ تمہارا دعویٰ بھی ہے یہ میرے اوپر کیسا احسان ہوا بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہوا کہ اس نے تمھیں دائمی نجات کی راہ دی اور پھر تمھیں قتل وقید سے بچا دیا۔

ان اللہ یعلم غیب السموات و الارض و اللہ بصیر بما تعملون ﴿18﴾

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی مخفی باتوں کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو بھی خوب دیکھ رہا ہے۔

تشریح

سو اس کے سامنے بھلا کوئی مکر و فریب چل سکتا ہے؟ بندہ کو حق تعالیٰ کے علم کے کامل اور محیط ہونے کا جس درجہ استحضار رہے گا، اسی نسبت اس کا درجہ اخلاص بھی بڑا ہوتا رہے گا اور موجودات عالم کی کوئی پوشیدہ چیز بھی علم الٰہی سے پوشیدہ نہیں اور اللہ تعالیٰ تو بندوں کے تمام اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

☆☆☆

﴿سورۃ الفرقان﴾

آیت نمبر 63 تا 77

تمہید وتعارف

سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کی آیات اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت اہمیت کی حامل ہیں جیسا کہ ان کے تفصیل تذکرے سے معلوم ہوگا جو کہ درج ذیل ہے لیکن ان آیات میں ہر مسلمان ومومن کو دعوت عام ہے کہ وہ اپنے کردار کو کس طرح حسن نبوت سے منور کرسکتا ہے اور جس کا اثر بالواسطہ اور بلا واسطہ اس کی ذات پر اور معاشرہ پر پڑے گا ان صفات کا ہم درج ذیل موضوعات کے تحت مطالعہ کر سکتے ہیں: عقائد، عبادت، معاملات، اخلاقیات اور اگر ہم نظر غائر ان کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان آیات میں ہمیں ارکان اسلام اور ارکان ایمان بھی ملیں گے یعنی مکمل اسلام وایمان کی دعوت کا خلاصۃ ان آیات میں آ گیا ہے کیونکہ ایمان والوں کی سب سے بڑی خوبی یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ نشانیوں اور علامات پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے جیسا کہ درج ذیل آیات میں بھی بیان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ درج ذیل صفات سے ہمیں اپنے کردار کو ممیّز کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما٥

﴿آیت نمبر 63﴾

ترجمہ: اور خدائے رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں سلام (یعنی سلام کہتے ہوئے الگ ہوجاتے ہیں)۔

تشریح

رکوع میں اللہ کے بندگان کے جو اوصاف بیان ہو رہے ہیں گو کہ عمومی رنگ میں تاہم براہ راست اس کے مصداق خود رسول اللہ ﷺ کے معاصر مومنین یعنی صحابہ کرام ہیں جو ابھی شرک کے دین امر جہالت کے آئین کو چھوڑ کر داخل اسلام ہوئے ہیں عبادالرحمٰن میں بندوں کی اضافت رحمٰن کی جانب ان کے اظہار خصوصیت وفضیلت کے لیے ہے ورنہ تکوینی طور پر سارے انسان رحمٰن ہی کے بندے ہیں اور اس سے بڑی

نسبت کیا ہوگی کہ مخلوق کی نسبت خالق کی طرف ہو اور خود خالق کائنات فرما رہے ہیں کہ میرے بندے تو صرف وہی ہیں جن میں درج ذیل خواص ہوں گے۔

اور جہلاء کے مخاطب کرنے پر اور اپنے نفس کے لیے انتقام قولی و فعلی کے درپے نہیں ہو جاتے۔ سلما خیراا اردو محاروہ میں ایسے ہی موقع پر آتا ہے جہاں بات کو ختم کر دینا اور پی جانا منظور ہوتا ہے یہ سلام تسلیم سے نہیں مسلم سے ہے جو علیحدگی و براءت کے موقع پر آتا ہے یعنی یہ لوگ نہ صرف اپنے معاملات میں متواضع و منکسر ہیں بلکہ دوسروں کے مقابلہ وقت بھی ضبط و تحمل کے پیکر بنے رہتے ہیں اور از خود کسی پر زیادتی کرنا الگ رہا جب دوسرے ان پر زیادتی کرنے لگتے ہیں جب بھی اشتعال قبول کر کے آمادہ جنگ نہیں ہو جاتے غرض حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں سرگرم رہتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ ان کا ہاتھ اور زبان ہر کسی کے لیے سلامتی اور امن کی علامت ہے بالخصوص اہل ایمان کے لیے اور بالعموم اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کے لیے۔

والذین یبیتون لربهم سجدا و قیاما ﴿64﴾

ترجمہ: اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ و قیام میں لگے رہتے ہیں۔

تشریح

یعنی یہ لوگ اپنی راتیں فضولیات و تضیع اوقات میں نہیں گزارتے بلکہ پوری پوری راتیں نماز و عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے آرام و سکون کو تج کر دیتے ہیں۔

والذین یقولون ربنا اصرفنا عنا عذاب جهنم ان عذابها کان غراما ﴿65﴾

ترجمہ اور وہ جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کہ بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔

تشریح

باجود ایسی اطاعت گذاری اعلی مرتبے کے حامل ہونے کے ان کی خشیت قلب کی یہ کیفیت رہتی ہے کہ جہنم کی آگ اور اس کے عذاب سے بچنے کی وہ مسلسل دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ یاارحم الراحمین! جہنم کے عذاب اور اس کے مقربات سے دور رکھیو۔ آمین

انها ساء ت مستقرا و مقاما ﴿66﴾

ترجمہ: بے شک وہ انتہائی برا ٹھکانہ اور مقام ہے۔

تشریح

جنم کی بابت بیان ہے کہ دنیا میں گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کا آخری اور ابدی ٹھکانہ جھنم کا عذاب ہے جس سے چھٹکارا ممکن ہی نہیں ہے اس سے چھٹکارا اسی دنیا میں ممکن ہے اور وہ ہے اعمال صالح، عقیدہ توحید کے ساتھ۔

والذين اذا لم انفقوا لم يسرفوا و الم يقتروا و كان بين ذلک قواما ﴿67﴾

ترجمہ اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اس کے درمیان ان کا خرچ اعتدال پر رہتا ہے۔

تشریح

یعنی ایک طرف عبادتوں میں اگر یہ حال ہے تو معاملات اور دنیاوی امور میں خاص طور پر معیشت میں بھی ان کا طریقہ عین اعتدال و میانہ روی کا رہتا ہے نہ وہ افراط کہ معصیت کی راہ میں خرچ کرنے لگے نہ یہ تفریط کہ اطاعت و عبادت کے موقع پر پیسہ اٹھانے سے بخل کریں۔ مختصر آیت کے اندر معیشت ملی و انفرادی کا اصل الاصول بتا دیا ہے کہ کسی بھی انداز سے معاشرے میں دولت کا ارتکاز ممکن نہ ہو کیونکہ دولت کا ارتکاز معاشرے میں طبقاتی تقسیم جنم دینے کا سبب بنتا ہے اور اسلام اسی خودساختہ طبقاتی تقسیم کے خلاف ہے۔

والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التى حرم الله الا بالحق و لا يزنون و من يفعل ذلک يلق اثاما ﴿68﴾

ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس انسان کی جان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ قرار دیا ہوا سے قتل نہیں کرتے مگر ہاں حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کو سزا سے سابقہ پڑے گا۔

تشریح

یعنی ایسے لوگ جو اپنے عقیدے میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں آنے دیتے اور نہ ہی انسانی جان کو بے جا

نفسانی خواہشات کے تحت قتل کرتے ہیں بجز اس صورت کے کسی کے قتل کے وجوب یا جواز پر کوئی حد شرعی ہی مل جائے ان کا دامن قتل وخون سے پاک رہتا ہے اس کی پوری قدر اس وقت ہوگی جب یہ پیش نظر رہے کہ اہل عرب اسلام سے قبل بھی قتل خون ریزی میں کس قدر غرق تھے بات بات پر تلوار نکل آتی تھی اور گردنیں کٹ جاتی تھی اور نہ ہی زنا کی حرام کاری میں ملوث ہوتے تھے اور نہ ہی اس کے قریب جاتے تھے ذلک میں ان تمام اعمال کا اشارہ آ گیا ہے جن کا ذکر ابھی اوپر آچکا ہے یعنی شرک، قتل، زنا، عذاب کے دوام عذاب اور دیانت کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ مقصود یہاں کفار اور مشرکین ہی ہیں عاصی مومن پر اگر عذاب ہوگا بھی تو محض اصلاح وتطہیر کی غرض سے۔

یضعف له العذاب یوم القیامه و یخلد فیه مهانا ﴿69﴾

ترجمہ: قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا ہی جائے گا اور اس میں ہمیشہ ہی ذلیل ہو کر رہے گا۔

تشریح

جو کوئی گذشتہ مذکورہ جرائم میں مبتلا ہوگا اس کا انجام جہنم کا عذاب اور اس میں ہمیشگی ہے اور یہ ایسے جرائم ہیں جن کے اثرات صرف اس کے مرتکب تک نہیں محدود رہتے بلکہ پورا معاشرہ اس سے بری طرح متاثر ہوتا ہے، لہٰذا اسی وجہ سے ان کبیرہ گناہوں پر اتنی شدید وعید کی گئی ہے۔

الا من تاب و عمل عملا صالحا فاولئک یبدل الله سیئاتهم حسنات و کان الله غفورا رحیما ﴿70﴾

ترجمہ: مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرتے رہے سو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کی بدیوں کی جگہ نیکیاں عنایت کرے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔

تشریح

یعنی جو شخص بھی اپنے آپ کو بدل دے گا اور اپنے فسق کو طاعت سے بدل دے گا اس کے گذشتہ یعنی زمانہ کفر کے گناہ تو اسلام کے برکت سے محو ہو ہی جائیں گے اور اب التزام طاعت سے اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی کہ بارگاہ رسالت سے ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ سے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور

اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ نیکیوں سے بدل جائیں گے۔

و من تاب و عمل صالحا فانه یتوب الی اللّٰه متابا ﴿70﴾

ترجمہ: اور جو کوئی توبہ کرے گا نیک کام کرتا ہے تو وہ بھی اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔

تشریح

یہاں ذکر عاصی مومن کا ہے جو معاصی سے تائب ہو رہا ہے اور آئندہ نیکیاں کرتا ہے یعنی ان معاصی کا اعادہ نہیں کرتا اور نہ ہی اس کا اعادہ اس سے ہوتا ہے۔ متابا فعل کی تاکید کے لیے استعمال کیا گیا ہے یعنی جو بھی مومن توبہ نصوح کرے گا کیوں نہ وہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔

و الذین لا یشهدون الزور اذا مروا باللغو مروا کراما ﴿72﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ بے سود باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ لغو مشغلوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت سے منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔

تشریح

نظریں نیچی کئے ہوئے ملامت اور بے ہودگیوں کے پاس سے گزر جاتے ہیں اور نہ ہی ان لایعنی مشاغل کی طرف مشغول ہوتے ہیں نہ عاصیوں کی تحقیر کر کے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں یہ ان کے تقویٰ پر بھی دلالت کرتی ہے۔ **الزور** کے معنی کذب اور میل عن الحق کے ہیں۔ الزور سے ناجائز مجمع میں حاضری مراد لی گئی ہے، اس کے تحت مشرکوں کے اور فاسقوں کے تمام اجتماعات مراد ہیں اور ہمارے زمانہ کے کے تمام میلے ٹھیلے بازیوں کے جھمگٹے، ناچ رنگ کی محفلیں تھیٹر سینما وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ دوسرے معنی جھوٹی گواہی دینے کے بھی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجالس زور ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے متعلق باتیں گڑھ گڑھ کر بیان کی جاتی ہیں اور کوئی جھوٹی گواہی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ شرک کی گواہی دی جائے۔ امام رازی رحمہ اللہ نے یہ سب معانی بیان کر کے لکھا ہے یہ سب درست ہو سکتے ہیں۔

واذا مروا یعنی جب بھی کبھی اتفاقیہ طور پر ان کا گذر ادھر سے ہوتا ہے۔

باللغو لغو عملی یا زبانی طور پر وہ لایعنی مسئلہ ہے جو فضول ہوتا ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور ان سے بچنے

میں ہی دین ایمان کی سلامتی ہے اور خاص طور پر گانے بجانے کے تماشے اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔

والذین اذا ذکروا بآیت ربھم لم یخروا علیھا صما و عمیانا ﴿73﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انھیں کوئی نصیحت کی جاتی ہے اور ان کے پروردگار کی آیات کے ذریعے سے تو ان پر ان پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے۔

تشریح

یعنی قرآن مجید کے حقائق اور معارف کی طرف سے اندھے اور بہرے نہیں ہوتے بلکہ اس کے ساتھ اس کے معانی پر غور وفکر کرتے ہیں اور جب بھی اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو تدبر کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کا اس طرف متوجہ ہونا صرف بغرض سماعت نہیں ہوتا تھا بلکہ سننے کے بعد تعمیل احکام میں مشغول ہوجاتے تھے یعنی یہ انہیں بگوش قبول سنتے ہیں اور بچشم عبرت دیکھتے ہیں اور آیات سے مراد احکام الٰہی بھی ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وہ نشانیاں بھی ہیں جو اس کائنات میں جابجا بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین و جعلنا للمتقین اماما ﴿74﴾

ترجمہ: اور جو لوگ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے بیوی اور بچوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ان کو متقیوں کا امام بنا۔

تشریح

یعنی ہمارے گھر والے ہمارے بیوی بچے سب ایسے دین دار اور پابند شریعت ہوں کہ ان کو دیکھ دیکھ کر ہم باغ باغ ہوجایا کریں اور ہم کو تقویٰ میں کمال بھی اس درجہ کا عطا کر کہ دوسرے اہل تقویٰ ہم سے ہدایت پائیں۔انسان کا بجائے خود دین دار ہونا کافی نہیں اپنے گھر والوں کی بھی دین داری کی دیکھ بھال ہیں یہ بات بھی نکل آتی ہے کہ صاحب اہل وعیال ہونا کمال ایمان وتقویٰ کے بھی منافی نہیں اور اس میں رد ہے کہ مسیحیوں اور بعض مشرک قوموں کا جنھوں نے تجرد وانقطاع اور رہبانیت کو دلیل سمجھا ہے۔

اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیھا تحیۃ و سلاما ﴿75﴾

ترجم:ہ ایسے لوگوں کو بالا خانے ملیں گے بوجہ ان کی ثابت قدمی کے اور ان کو دعا وسلام ملے گا۔

تشریح

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور انعام ہے کہ فرشتوں کی طرف سے بہ طور جنتیوں کی تعظیم واکرام کے۔ اور صبر وثابت قدمی سے مراد دین پر ثابت قدمی اور ہجوم مشکلات میں صبر واستقامت کے ساتھ رہے اور کسی مشکل موقع پر ہمت نہ ہارے۔

خالدین فیھا حسنت مستقرا ومقاما﴿76﴾ قل ما یعبوا بکم ربی لولا دعاوکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما ﴿77﴾

ترجمہ: اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے کیا اچھا ٹھکانہ ہے اور مقام آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگا تمہاری ذرا بھر بھی پروانہ کرے گا اگر تم عبادت نہ کروگے سو تم خوب جھٹلا چکے ہو سو عنقریب وبال بن کر رہے گی۔

تشریح

خواہ دنیا میں یا آخرت میں خواہ دونوں جگہ " قل ما یعبوا بکم ربی لولا دعاوکم "اس میں رد آ گیا ہے ان جاہل صوفیوں کا جو محض تبرکات یا کسی صالح کی طرف انتساب کو ہی مقبولیت کے لیے کافی سمجھتے ہیں درحقیقت دربار خداوندی میں بندوں کی جو بھی قدر ہے صرف اور صرف اطاعت کی بنیاد پر ہے۔

☆☆☆

بعض مضامین قرآن کا بیان

☆ اول — فضائل قرآن

☆ دوم — کیفیت قرآن

☆ سوم — تحفیظ قرآن

☆ چہارم — اعراب قرآن

☆ پنجم — محکم ومتشابہ

☆ ششم — شان نزول

تمہید: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا نام ''قرآن'' ایسا نرالا اور بے مثال رکھا ہے کہ اس سے قبل نہ تو عرب کے لوگ اپنے کلام کے مجموعوں کا یہ نام رکھتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی کتاب کا یہ نام رکھا گیا۔ (قول جاحظ، بحوالہ الاتقان علامہ سیوطی ۱/۵۱)

اول: فضائل قرآن

قران مجید کلام ربانی جو مختلف علوم کا خزینہ ہے کائنات کے بارے میں انتہائی دقیع معلومات، تاریخی علوم تشریعی اور قانونی ضابطے اور حربی سیاسی اصول سب کچھ اس عظیم کتاب میں موجود ہے مگر اس کا پیش کرنے والا خود اُمی ﷺ تھا اور آپ ﷺ نے کسی مکتب یا مدرسہ میں کسی قسم کی کوئی تعلیم حاصل نہیں کی۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی ہے۔ اور یہ مخلوق کے کلام سے افضل واشرف ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کے قریب باطل نہیں پھٹک سکتا جو اس کے مطابق ہے وہ سچا ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ کرے وہ عادل ہے۔ قرآن مجید کے ماننے والے مقرب ہیں، اس پر عمل کرنے والے کامیاب وکامران ہیں اور اس سے اعراض کرنے والے تباہ و برباد ہیں۔ ایک مسلمان کے دل میں کتاب اللہ کی عظمت وتقدیس اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے فضل وشرف اور قدوسیت کے ان الفاظ میں اظہار کیا ہے:

اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِصَاحِبِهٖ

قرآن مجید پڑھو یہ قیامت والے دن اس پر عمل کرنے کیلئے سفارشی بن کر آئے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ترمذی)

نیز فرمایا کہ:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

نیز فرمایا:

اَھْلُ الْقُرْاٰن اَھْلُ اللّٰہِ وَ خَاصَّۃٌ

قرآن مجید والے اللہ تعالیٰ کے اپنے اور منتخب لوگ ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ترمذی)

اور قرآن مجید انسانی مزاج اور نفسیات پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اس کا اندازہ ہمیں احادیث سے بھی ہوتا ہے، جیسا کہ بارگاہ رسالت سے ارشاد ہوتا ہے کہ

ان القلوب تصدا کما یصدا الحدید فقیل و ما جلاء ھا فقال تلاوۃ القرآن و ذکر الموت

دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ دلوں کا زنگ کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن اور موت یاد کرنے سے اور قرآن مجید کی فضیلت صرف ایک پہلو تک ہی منحصر نہیں بلکہ جس پہلو سے بھی جائزہ لیں ہمیں قرآن مجید افضل نظر آتا ہے۔

☆ قرآن مجید اتارنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات

☆ جس کے واسطے سے نازل کیا جا رہا ہے وہ فرشتوں کا سردار

☆ جس پر نازل کیا جا رہا ہے وہ انبیاء اور رسولوں کا سردار

☆ جس رات کو نازل کیا گیا وہ رات افضل ترین رات

☆ جس مہینے میں نازل کیا گیا وہ مہینہ افضل ترین

جس امت کے لیے نازل کیا گیا وہ امت بھی افضل ترین

☆ جو اس سے مستفید ہوا اور اس پر عمل کیا وہ دونوں جہاں میں کامیاب

گویا کہ قرآن مجید خود بھی افضل اور جو اس پر عمل کرے اس کی فضیلت کے تو کیا ہی کہنے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اور قرآن مجید کے پڑھنے کا کیا اجر وثواب ہوتا ہے۔ عمل کرنا تو بہت فضیلت والا کام ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرآن مجید کے حروف کی تعداد گنتی سے ماوراء ہے، لہٰذا ملنے والی نیکیوں کا کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ یہ واضح رہے کہ یہ صرف پڑھنے کا اجر وثواب ہے اور

عمل کرنا کہیں زیادہ افضل ہے۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس میں نصیحت کا پیغام ہے ظاہری اور باطنی بے ماریوں اور عیبوں کے لیے شفا ہے بنی نوع انسان کی عافیت کا سامان ہے ہدایت اور رحمت کا خزانہ ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

(۱) جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے وہ قبر کی طرح ہے اور جس گھر میں تلاوت کی جائے وہ آباد گھر ہے۔

(۲) جس سینے میں قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ محفوظ نہیں وہ اجڑے گھر کی طرح ہے اور دلوں کو زنگ لگ جائے تو قرآن مجید کی تلاوت اس کو صاف کر دیتی ہے۔

(۳) اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت سے روشن رکھو۔

(۴) جو آدمی قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے ایک شرف عطا کیا ہے اس امت کے لیے سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اس کو قرآن مجید عطا کیا گیا ہے۔

(۶) قیامت کے دن تین شخص مشک اسود کے ٹیلوں پر ہوں ان میں سے ایک وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔

(۷) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔قرآن مجید کی ہر آیت جنت کا ایک درجہ اور گھر کا چراغ ہے۔

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ۔جب کوئی شخص تلاوت کرتا ہے تو فرشتے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہیں۔

اور اس کی فضیلت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ سورۃ المزمل میں اللہ تعالیٰ نے اس مقدس کلام کی اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا o

یعنی قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔(سورۃ المزمل:4)

المختصر یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جس کی تلاوت بھی فضیلت رکھتی ہے اور جس کا چھونا اور دیکھنا بھی اجر وثواب کا باعث ہے۔

دوم: کیفیت نزول قرآن

قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے سید الملائکہ جبرئیل علیہ السلام کے واسطے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ پر ۲۳ سال کے طویل مدت میں حسب ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق نازل فرمایا، کبھی پانچ آیات تو کبھی دس آیات اور کبھی اس سے بھی زیادہ جیسا کہ سورۃ النور، سورۃ المومنون اور سورۃ النساء کی آیات نازل ہوئیں۔ ان میں سے تیرہ سال مکی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور دس سال مدنی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور اس حوالے سے روایات بیان کرتی ہیں کہ قرآن مجید تین مراحل میں نازل ہوا۔ پہلی لوح محفوظ، دوسری بیت عزت، تیسرا حسب ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید اس کی تائید نہیں کرتا باوجود اس کے کہ ان روایات کی اسانید صحیح ہیں کیونکہ قرآن مجید کتاب اللہ کے ایک ہی نزول کا بیان کرتا ہے۔ علی کل حال قرآن مجید کی نزولی کیفیت کبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلی کا مقام رکھتی ہے اور حسب ضرورت اترنے کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ تھا کہ اسے یاد کرنے میں آسانی تھی اور نہ صرف یاد کرنے میں بلکہ اس پر عمل کرنے میں بھی سہولت تھی جیسا کہ حرمت شراب تین مراحل میں نازل ہوئی۔ پہلے مرحلے میں اس کے نقصانات گنوائے گئے، پھر دوسرے مرحلے میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب جانے سے منع کیا گیا اور آخری مرحلے میں حرمت قطعی نازل کردی گئی۔ اس طرح انسانی فطرت نے اس حکم کی تبدیلی کو آسانی سے قبول کرلیا، ورنہ یک دم منع کرنے سے اس کے مطلوبہ فوائد حاصل ہی نہیں ہوسکتے تھے اور قرآن مجید کی نزولی کیفیات سے متعلق تمام مذاہب فکر کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد ان پر تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے یہ بات کہتے ہیں کہ کہ راجح یہی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت العزت اور پھر وہاں سے حسب ضرورت اور حاجت نازل ہوتا رہا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کا نزول کی تمام تر کیفیات کا مظہر فرمان باری تعالیٰ ہے کہ

لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفساً اِلَّا وُسْعَھَا

یعنی ”ہم کسی انسانی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ نہیں ڈالتے۔ (سورۃ البقرہ:286)

اور قرآن مجید کا نزول کبھی بواسطہ فرشتہ یعنی سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور کبھی رویا صالحہ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ خود اللہ رب العزت اپنے محبوب سے براہ راست مخاطب ہوا۔ جیسا کہ معراج میں ہوا اور قرآن مجید جس کی تائید کرتا ہے۔ الغرض قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اللہ تعالیٰ بندوں سے براہ راست

بے حجاب گفتگو نہیں کرتا اس نے بندوں تک اپنا پیغام پہنچایا اور پہنچانے کے بہت سے طریقے ہیں ایک طریقہ وحی کا ہے جس کے ذریعے قرآن مجید نازل ہوا اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید حاصل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھتے اور جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر اتارتے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ عَلٰى قَلۡبِكَ

اس کو یعنی امانت دار فرشتہ جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل کی۔(القرآن)

اور قرآن مجید کی ایک تقسیم زمانی ومکانی بھی ہے یعنی مکی و مدنی لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے زمان اور مکان کے اعتبار سے قرآن مجید کو ان دو سے کہیں زیادہ ۱۴ اعتبارات میں تقسیم کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) جو کہ مکۃ المکرّمۃ میں نازل ہوئیں۔
(۲) جو کہ مدینہ منورۃ میں نازل ہوئیں۔
(۳) جو مختلف فیہ ہیں۔
(۴) مکی آیات جو مدنی سورتوں میں ہیں۔
(۵) مدنی آیات جو مکی سورتوں میں ہیں۔
(۶) جو مکہ میں نازل ہوئیں لیکن ان کا حکم مدنی ہے۔
(۷) جو مدینہ میں نازل ہوئیں لیکن ان کا حکم مکی ہے۔
(۸) وہ مکی آیات جن پر مدنی ہونے کا شبہ ہے۔
(۹) وہ مدنی آیات جن پر مکی ہونے کا شبہ ہے۔
(۱۰) وہ آیات جو مکہ سے مدینے کے سفر میں نازل ہوئیں۔
(۱۱) وہ آیات جو کہ مدینے سے مکہ کے سفر میں نازل ہوئیں۔
(۱۲) وہ آیات جو رات کو نازل ہوئیں اور وہ آیات جو دن میں نازل ہوئیں۔
(۱۳) وہ آیات جو گرمی میں نازل ہوئیں اور وہ آیات جو سردی میں نازل ہوئیں۔
(۱۴) اور وہ آیات جو سفر میں نازل ہوئیں اور وہ آیات جو حضر میں نازل ہوئیں۔

گو کہ اعتبارات کی تعداد ۱۴ سے کہیں زیادہ ہے لیکن یہ ۱۴ اہم اور باقی کا خلاصہ کہا جا سکتا ہے اور ان اعتبارات کے بیان کے بعد حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان کی تفصیل تحریر فرمائی ہے اس سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی دقت نظری کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے کتنی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ایک ایک پہلو کی طرف ان کی نظر تھی اور کوئی بھی اہم عنصر کی نظر سے پوشیدہ نہ رہا اور کے بعد ایک باب باندھتے ہیں جس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان اعتبارات کا فائدہ کیا ہے اور یہ تقسیمات قرآن مجید کے سمجھنے میں کس قدر معاون اور مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اس سے اگلے موضوع میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ''فی معرفۃ اول ما نزل و آخر ما نزل'' (یعنی مختلف احکام پر کون سی آیات نازل ہوئیں اور کون سی آیات آخر میں نازل ہوئیں اور پھر اس کے تفصیلی فوائد پر مبسوط بحث فرماتے ہیں۔

سوم: تحفیظ قرآن

تحفیظ قرآن مجید سے مراد قرآن مجید کا جمع کرنا ہے اور جمع قرآن مجید کے دو معنی ہیں اور دونوں کے دلائل موجود ہیں پہلا مطلب تو یہ ہے کہ: قرآن مجید کو حفظ کرنا اور سینہ میں جگہ دینا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ.

قرآن کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا اور اس کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ (سورۃ القیامۃ، ۱۷)

اس اعتبار سے حفاظ قرآن مجید کو جماع قرآن مجید بھی کہتے ہیں۔ جمع کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو لکھنے کے ہیں پھر لکھنے کی کئی قسمیں ہیں مثلا

(۱) قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کو علیحدہ علیحدہ لکھنا

(۲) ایک سورت کی آیات کو بالترتیب ایک صحیفہ میں لکھنا

(۳) قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کو بالترتیب مختلف صحیفوں میں لکھ کر ان کو کتابی صورت میں ایک جگہ جمع کر دینا۔

جہاں تک جمع کے پہلے معنی کا تعلق ہے تو یہ وصف دیگر صحابہ سے قبل آپ کی ذات میں موجود تھا بلکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سید الحفاظ تھے۔ عہد رسالت میں بہت سے صحابہ کو پورا قرآن مجید یاد تھا جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آئے گی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے صحابہ کی تعداد کم نہ تھی، بقول امام قرطبی کے بیر معونہ کے

واقعہ میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے اسی قدر حفاظ قرآن مجید صحابہ عہد رسالت میں شہید کیے گئے تھے، لہٰذا اس کو جمع کرنے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس وجود شامل ہیں اور اس حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے کہ ان کو یاد کرلیں اور کہیں بھول نہ جائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی کہ :

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَاجَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَابَيَانَهٗ۔

ترجمہ: (اے ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قرآن مجید کو جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس کا جمع کرنا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اس کا واضح کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ (القیامۃ، آیت ۱۹۔۱۶)

اس کی تفصیل ہمیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتا ہے جو ابن عباس سے مروی ہے۔

جمع کرنے سے مراد اس کا محفوظ کرنا یا اس کی کتابت کرنا اور اس کو ایک جلد میں لکھوانا ہے قرآن مجید محفوظ کرنے کے حوالے سے ہم بیان کریں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے سب سے پہلے حافظ تھے اور اس کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بہت بڑی تعداد بھی حفاظ تھی اور بخاری میں سات نام بھی مذکور ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سالم بن معقل مولیٰ ابی حذیفہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوزید بن السکن، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان سات کا نام لکھنے سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ کسی اور صحابہ نے قرآن مجید کو حفظ نہیں کیا بلکہ ایک بہت بڑی تعداد حفاظ تھی جس میں خلفاء اربعہ بھی تھے۔ جیسا کہ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ: ''یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد اس کو رسول اللہ ﷺ پر بھی پیش کیا تھا ورنہ ان کے علاوہ بھی ایک کثیر تعداد تھی اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید جمع کرنے کا کام عہد رسالت میں ہی شروع ہوگیا تھا اور روایات میں آتا ہے کہ عہد رسالت میں ہی کچھ صحابہ کرام نے اس کو لکھنا بھی شروع کردیا تھا اور اس حوالے سے کتاب وحی میں ممتاز صحابہ نظر آتے ہیں جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے''۔

اور امام ماوردی لکھتے ہیں کہ: یہ بات کیسے درست ہوسکتی ہے کہ قرآن مجید کو صرف چار صحابہ نے حفظ کیا ہو، حالانکہ صحابہ کرام مختلف بلاد وامصار میں منتشر ہو چکے تھے اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ قرآن مجید کو صرف چار صحابہ نے جمع کیا تو یہ بات ہمیں ماننا پڑے گی کہ سینکڑوں صحابہ نے قرآن مجید کے پورے اجزاء کو اپنے سینہ میں محفوظ کرلیا تھا۔ اور امام ابوعبید قاسم بن سلام نے اپنی کتاب القراءت کے آغاز میں کافی قاری صحابہ کے اسماء ذکر کیے ہیں اس ضمن میں انھوں نے کافی صحابہ کے نام گنائے ہیں۔ اور امام سیوطی نے تو ان صحابہ کے نام لکھنے کے بعد یہ بات صراحتاً لکھی کہ ان صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور ان کی تعداد ۳۰ تک پہنچتی ہے۔ جمع قرآن کے حوالے سے امام جزری پورے وثوق سے لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی نقل واشاعت کے سلسلہ میں کتابت کے بجائے قلب وصدر پر اعتماد امت محمدی کی عظیم خصوصیت ہے۔ اور جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں اس کا دور کیا کرتے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام بھی اس کا دور کیا کرتے تھے لیکن روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ایک نسخہ میں جمع کرنے کا کام عہد رسالت میں نہیں ہوا کہ اس دور میں قرآن مجید سینوں میں محفوظ تھا اور بعد میں عہد صدیقی میں اس کو زید بن ثابت نے بامر خلیفہ جمع کیا تھا اور پھر اس کی نقول خلافت اسلامیہ کے مختلف حصوں میں بجھوائی تھی اور سید عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مزید نقول تیار کروائی گئی تھی۔

چہارم: اعراب قرآن

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں چار صحابہ پر مشتمل کمیٹی نے قرآنی نسخوں کو مرتب کرتے وقت کلمات وحروف کے لکھنے کا ایک خاص طرز وانداز اختیار کیا تھا جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی پسند تھا علماء نے اس خاص طریقہ کا نام رسم المصحف رکھا ہے اور اسی خط کو رسم عثمانی یا خط عثمانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا ضروری ہے کہ اس کو رسم توقیفی کہا جاتا ہے یہ امر درست نہیں ہے کیونکہ عقل انسانی اس بات کی تہہ تک کیسے پہنچ سکتی ہے کہ کون سا لفظ کیسے لکھا جاسکتا ہے اور یہ اسی خط کی خوبی ہے کہ یہ پوشیدہ اور دقیق معانی پر دلالت کرتا ہے لیکن اس رسم کا کسی بھی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا اس کو حروف مقطعات سے بھی مماثلت نہیں دی جاسکتی۔ اس میں جو اعراب کا بیان ہے یہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زریں کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے جس کا سہرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سر جاتا ہے۔

پنجم: محکم ومتشابہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نازل کیا۔ آپ ﷺ تمام عالمین کیلئے بشیر اور نذیر تھے۔ پس آپ نے بنی نوع انسان کے لیے ان کی فلاح کا راستہ واضح کر کے بیان فرمایا اور اس کے لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو ہدایت کا منبع قرار دیا لیکن قرآن مجید کے بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں قاری کو الجھن پیش آتی ہے کہ یہاں پر کیا معنی مراد ہو سکتے ہیں بعض اوقات ایک لفظ کے ایک سے زائد معانی مراد ہوتے ہیں پس قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے کچھ قواعد وضع کیے ہیں جن کی مدد سے قرآن مجید کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے انھی امور میں ایک امر متشابہ اور محکم بھی ہے۔

محکم

حکمت سے ماخوذ کیا گیا ہے جس کے معنی ایسی چیز جس سے دو امور کے مابین فرق کیا جا سکے یعنی دو چیزوں کو الگ کرنے والا جیسا کہ حاکم بھی دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اس کی مدد سے حق اور باطل کے درمیان فرق کرنا آسان ہو جاتا ہے اسی سے حکمت بھی ہے جس کا مطلب ہے رشد وہدایت اور مصلحت وغیرہ۔ پس کلام کا حکیم ہونا کہ صدق کو کذب سے الگ کرنے والا اپنے احکام میں رشد وہدایت کو لیے ہوئے واضح جس میں کوئی ابہام نہ ہو کوئی مشکل نہ ہو۔ قرآن مجید کا یہ وصف ہے کہ یہ واضح اور محکم ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

الر ا. حکمت اٰیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر .(القرآن)

یہ ایک ایسی کتاب ہے اس کی آیات محکم کر دی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کر دی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔ اور ایک مقام پر فرمایا کہ:

الر . تلک آیات الکتاب الحکیم .(القرآن)

الر، یہ پر حکمت کتاب کی آیات ہیں۔

پس قرآن مجید محکم ہے یعنی اس کا کلام حق اور باطل کے مابین فرق کرنے والا ہے جو کہ سچ اور جھوٹ کے درمیان بھی فرق کرتا ہے اور یہ اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

متشابہ

متشابہ جو کہ تشابہ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کی طرح ہونا اور اس کا مطلب ہے کہ ایک بات کی تصدیق میں ہے اور قرآن مجید پر یہ بات مکمل ثبت آتی ہے کہ فرمایا گیا:

اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیات کی ہے احسن الحدیث سے مراد قرآن مجید ہے ملتی جلتی کا مطلب ہے اس کے سارے حصے حسن کلام ،اعجاز و بلاغت صحت معانی وغیرہ میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ یا یہ بھی سابقہ کتب آسمانی سے ملتا ہے یعنی انگنت مشابہ ہیں جس میں قصص و واقعات اور مواعظ کو بار بار دہرایا گیا ہے پس اس اعتبار سے پورا قرآن مجید مشابہ ہے یعنی یہ کمال اور جودت آپس میں مشابہ ہیں اور ایک مقام دوسرے مقام کی تصدیق کرنے والا ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر فرمایا گیا ہے:

هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله الا اللّٰہ و الراسخون فی العلم یقولون آمنا نه کل من عند ربنا. (القرآن)

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں مضبوط آیات ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں پس کہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے حالانکہ حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے ہیں یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں نصیحت تو صرف عقل مند حاصل کرتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء کے مابین اختلاف واقع ہوا ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے

☆محکم، جن کے معانی واضح ہوں ☆متشابہ، جن کے معانی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

☆محکم، جس کا صرف ایک مطلب ہوتا ہے۔ ☆متشابہ، جس کا ایک سے زیادہ مطلب ہوتا ہے۔

☆محکم، جس کی وضاحت کے لیے کسی خارجی قرینہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆متشابہ، جس کی وضاحت کے لیے کسی خارجی قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ایک معتدل راستہ اختیار کیا ہے وہ متشابہات

کو تین قسموں میں منقسم کرتے ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ

(۱) ایک قسم کی متشابہات وہ ہیں جن کا جاننا کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے مثلاً قیامت کا وقت دابۃ الارض کا نکلنا

(۲) ایک قسم وہ ہے جس سے آگاہ ہونے کے لیے انسان کے پاس وسائل موجود ہیں مثلاً الفاظ غریبہ اور احکام مغلقہ وغیرہ۔

(۳) تیسری قسم وہ جو دونوں کے درمیان ہے اس سے بعض علماء راسخین واقف ہوتے ہیں دوسرے لوگ اس تک رسائی نہیں حاصل کر سکتے۔

ان اقوال کے تذکرے کے بعد حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''محکمات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر ونواہی، احکام ومسائل اور قصص وحکایات ہیں جن کا مفہوم واضح اور اٹل ہے اور ان کے سمجھنے میں کسی کو اشکال پیش نہیں آتا اس کے برعکس آیات متشابہات ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی ہستی، قضا وقدر کے مسائل، جنت ودوزخ، ملائکہ، وغیرہ یعنی ماورائے عقل جن کو سمجھنے میں انسانی عقل قاصر ہو ان میں ایسی تاویل کی گنجائش ہو یا کم ازکم ایسا ابہام ہو جس عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو اسی لیے کہا جا رہا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کے ذریعے سے فتنے پیدا کرتے ہیں جیسے عیسائی ہیں قرآن مجید نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبداللہ اور رسول اللہ کہا ہے اس کو چھوڑ کر وہ اس آیت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور اس کو وہ لوگ اپنے گمراہ کن عقائد پر استدلال کرتے ہیں یعنی قرآن مجید سارے کا سارا محکمات ہے۔ ان معانی میں کہ وہ واضح اور مضبوط پس منظر لیے ہوئے ہیں اور سارا قرآن مجید متشابہات ہے۔ ان معانی میں کہ قرآن مجید یفسر **بعضه بعضا** کہ یہ ایک جزء کی تفسیر دوسرے مقامات پر کرتا ہے یعنی تصدیق کرتا ہے۔

خلاصۃ القول قرآن مجید کے محکم ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی آیات میں اس حد تک ضبط واتقان اور اس کے نظم میں اس قدر حسن جمال پایا جاتا ہے کہ اس کے الفاظ ومعانی میں ضعف کے پیدا ہونے کا کوئی امکان اور احتمال باقی نہیں رہتا اور اس کی تائید مندرجہ ذیل آیت سے ہوتی ہے

کتاب احکمت آیاته (یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات محکمات ہیں)

اس اعتبار سے سارا قرآن مجید محکم ہے۔ اور متشابہات سے مراد یہ ہو کہ آیات قرآنیہ اعجاز وبلاغت میں باہم ملتی جلتی ہیں اور اس کے اجزاء میں تقابل نہیں کیا جا سکتا تو سارا قرآن متشابہہ ٹھہرے گا اس کا ثبوت

ہمیں قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے ملتا ہے۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشا بھا۔ (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام کو ملتی جلتی کتاب کی صورت میں اتارا۔

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ محکم وہ ہے جو اپنے معنی و مفہوم پر دلالت کرنے میں واضح ہو اور اس میں کوئی خفاء اور اشتباہ نہ ہو نص اور ظاہر بھی اس میں شامل ہیں کیونکہ نص وہ ہے جس کو راجح اور متبادر معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو اس لیے نص کا مفہوم بالکل واضح ہوتا ہے اور متشابہ وہ ہے جو اپنا معنی و مفہوم ظاہر کرنے میں واضح نہ ہو

ششم: شانِ نزول

مسبب حقیقی نے ہر چیز کے لیے ایک سبب بنایا اور ہر چیز کی ایک خاص مقدار مقرر کی ہے اس حوالے سے لازم ہے کہ ہم اگر قرآن مجید کے مطالب کو صحیح طور پر سمجھنا چاہتے ہیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم علم تفسیر کے علاوہ اسباب النزول معلوم کرنے کی جانب توجہ دیں اس لیے کہ مفسرین کے اقوال نہ صرف تمام مشکلات کی گرہ کشائی کرتے ہیں بلکہ تمام شکوک وشبہات کا ازالہ بھی کرتے ہیں اور ہر اجمال کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ امام واحدی لکھتے ہیں کہ جب تک کسی آیت کا واقعہ کا متعلقہ اور اس کا سبب نزول معلوم نہ ہو اس آیت کی تفسیر معلوم نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے لیکن اس سے ہدایت حاصل کرنے والے لوگ صرف متقین ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔

یہی وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ (البقرہ:۲)

قرآن مجید کے نزول کا سب سے بڑا ھدف یہی ہے اور اس کے لیے قرآن مجید کا سمجھنا از حد ضروری ہے اور قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے مختلف پیرائے ہیں۔ ان میں سے ایک معرفت شان نزول بھی ہے قرآن مجید کے نزول کے اسباب قرآن مجید کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور گذشتہ زمانے میں بہت سے لوگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس میں علی بن المدینی شیخ البخاری، پھر ابو العلی بن احمد النحوی (جن کی کتاب اسباب النزول ہے) پھر برہان الدین ابراہیم الجعبری جنھوں نے واحدی کی کتاب اسباب النزول کی تلخیص

کی اور پھر ابن حجر اور جلال الدین سیوطی جنھوں نے لباب المنقول فی اسباب النزول لکھی ۔ مفسرین کی عام عادت ہے کہ آیات شان نزول سے متعلق کر کے قرآن مجید کے عموم کو متاثر کرتے ہیں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ شان نزول سے رجوع کیے بغیر ترجمہ فرماتے ہیں تا کہ قرآن مجید ہر زمانے سے یکساں طور پر متعلق رہے لیکن اگر مختلف حالات کی بناء پر مختلف بات نازل ہوئی ہو تو ایسی آیات کا شان نزول ضرور بیان کرتے ہیں اور تاکید فرماتے ہیں کہ اب مسلمان جس دور سے گزر رہیں ہیں اسی کے متعلق احکام ہوں گے لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ شان نزول کی روایات دو طرح کی ہیں

(۱) ایسی روایت جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔

(۲) ایسی رویات جن کی نسبت صحابہ کرام کی طرف ہو اور اس کا حکم مرفوع ہو۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام سے بڑھ کر کون ایسا ہوگا کہ کون سی آیت کس پس منظر کے ساتھ نازل ہوئی ہے کیونکہ انھوں نے وحی کے نزول کا مکمل مشاہدہ کیا تھا اور اس پر عمل بھی ہوتے دیکھا بلکہ علامہ سیوطی تو تابعی کی روایت کو بھی ثقہ قرار دیتے ہیں لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تابعی کی روایت اگر وہ صراحت کے ساتھ بیان کرے تو ثقہ ہے ورنہ قابل اعتبار نہیں ہوگی ۔ اور اس اعتبار سے علامہ واحدی نے علماء کا اس حوالے سے منہج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : اسباب نزول کے بارے میں روایت وسماع کے بغیر کوئی بات کہنا روا نہیں ہے اس ضمن میں روایت وسماع ان لوگوں سے معتبر ہوگا، جن کے سامنے قرآن مجید نازل ہوا جو اسباب نزول سے کلیۃ آگاہ تھے اور اس علم کے سچے طلب گار تھے۔ لیکن بے شمار آیات اور سورتیں بغیر سبب نزول کے بھی نازل ہوئیں ہیں ۔

شان نزول سے کیا مراد ہے؟

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

(۱) کوئی واقعہ ہوا ہو اور اس کے بعد قرآن مجید کی کوئی آیت اس کے متعلق حکم لے کر اتری ہو۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال کیا گیا ہو جس کے جواب میں یہ آیت اتری ہو لیکن شان نزول سے یہ قطعی مراد نہیں کہ یہ سمجھا جائے کہ قرآن مجید کی ہر آیت کے ساتھ شان نزول وابستہ ہے کیونکہ سارا قرآن مجید انھی دو پس منظروں کے ساتھ نہیں اترا بلکہ عقائد ایمان و واجبات اسلام وغیرہ کے لیے بھی اترا اور قرآن

مجید دو اقسام پر نازل ہوا ہو غیر کسی سبب کے ساتھ اور سوال یا وقاعہ کے ساتھ۔

☆شان نزول کے فوائد

(۱) قرآن مجید بنی نوع انسان کے مسائل اور مشکلات کے حل کے لیے ہے۔
(۲) قرآن مجید کی فہم میں آسانی کہ آیات کے پس منظر بھی بیان ہوتا ہے۔
(۳) یہ آسانی کہ بعض آیات مخصوص پس منظر سے متعلق ہوں تو ان کو اسی پس منظر میں دیکھا جائے۔
(۴) قرآن مجید کی تخصیصات کو عموم میں بیان کرنے میں غلطی نہیں کرتے جیسا کہ سورۃ لہب۔
(۵) اگر کسی آیت کے پس منظر میں کوئی واقعہ ہو تو جب بھی ویسا واقعہ پیش آئے گا تو اس پر وہی حکم لگایا جائے گا

﴿فصل دوم﴾

اسلام کے بنیادی عقائد وارکان

توحید، رسالت، نماز، روزہ، حج، عقیدہ آخرت، عقیدہ آخرت پر اسلام اور دوسرے مذاہب کا تقابلی جائزہ

تمہید

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تمام تالیفات وتصنیفات میں ایک امر کو سب سے زیادہ بیان کیا ہے اور وہ ہے اسلام کے اصولات جو عقائد وارکان اسلام کی صورت میں ہی سامنے ہیں اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان کی تشریح اس انداز میں کی ہے کہ کسی کو اختلافات کا کوئی شائبہ ہی نہیں ہوسکتا۔ اس فصل میں اصولات اسلام کا جائز لیا جائے گا اور یہ جائزہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تحریروں سے اخذ کیا جائے گا۔ آپ نے اپنی تحریروں میں اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں فرمایا کہ اس کے درج ذیل مضامین ممکن ہیں:

ایمان باللہ، ربوبیت باری تعالیٰ، الوہیت باری تعالیٰ، اسمائے حسنیٰ وصفات کاملہ، ایمان بالملائکہ، کتب سماویہ، قرآن مقدس، انبیاء ورسل، رسالت سید آدم علیہ اسلام، آخرت، قبر جزا وسزا، تقدیر الٰہی، اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، حب الصحابہ واہل بیت واطاعت امراء وحکام۔

یہ موضوع انتہائی اہم اور قدر ومنزلت کے حامل ہیں کیونکہ مسلمان کی زندگی کا دارومدار انہی پر ہے اور اس کا سانچہ اس کے مطابق ڈھلتا ہے اسے ایک مسلمان کی عام زندگی میں اصل الاصول کی حیثیت حاصل ہے اور جو شخص اس کے مطابق زندگی گزارتا ہے وہی کامیاب ہے۔

توحید:

اسلام کا پہلا اور اساسی عقیدہ توحید ہے دوسرے سارے عقائد اور سارے اعمال اسی پر مبنی ہیں اگر توحید اپنی حقیقی صورت میں موجود ہے تو رسالت، وحی اور آخرت پر ایمان اور نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ جیسے اعمال بھی نتیجہ خیز اور ثمر آفرنہیں۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ آیات توحید ہی کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہیں، اس لیے اسلام جن افکار وعقائد کی بنیاد پر نظام زندگی کی تعمیر کرنا چاہتا ہے، اس کی حقیقی روح توحید ہی ہے

ہر مسلمان یہ ایمان رکھتا ہے کہ اولین و آخرین کا معبود اور کل کائنات کا مربی ایک اللہ تعالیٰ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا کوئی رب نہیں عبادت کا ہر انداز اللہ جل شانہ کیلئے مختص ہے جو اس نے بندوں کیلئے شریعت وطریقت کی صورت میں بیان کیا ہے، عبادت کا کوئی بھی طریقہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے جائز نہیں ہے۔ سوال اس سے کیا جائے گا مدد اسی سے مانگی جائے گی۔ نذر و نیاز، خوف ورجاء، انابت ومحبت، تعظیم، توکل اور اسی طرح جملہ باطنی اعمال اس کیلئے ہیں اور ظاہری اعمال نماز، زکوٰۃ، روزہ حج اور جہاد بھی سب اس کیلئے خاص ہیں، تمام تر فعلی وعقلی دلائل اس بنیاد پر ہیں۔ لہٰذا ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ الوہیت اپنے معنی و مفہوم کی پوری وسعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پاک وبلند ذات کے ساتھ مختص ہے، توحید فطرت کا تقاضا ہے اور ایک ایسا عقیدہ ہے جو ہر آئین کی رو سے مسلم ہے اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہوگی کہ ہر نبی اور ہر رسول نے اپنی دعوت کی بنیاد اس پر رکھی ہے۔ اقوام وملل اور مذاہب وادیان کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ توحید ایک عالمگیر تعلیم ہے مگر امتوں نے انبیائے کرام کی تعلیمات کو بھلا دیا یا پھر اس کی صورت بگاڑ دی۔ اسی لیے قرآن مجید نے سب سے زیادہ زور اسی عقیدے پر دیا ہے اور توحید کی تعلیم کے لیے سب سے بڑی آیت آیۃ الکرسی ہے جس میں اسی امر کا بیان ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

ترجمہ: اللہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ زندہ ہے اور ساری کائنات کو تھامے ہوئے ہے اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش اس کے حضور کر سکے وہ ان کی اگلی پچھلی ہر بات سے واقف ہے، لوگ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے ہاں جتنا وہ چاہے اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے، آسمانوں اور زمین کی حفاظت اس کو عاجز نہیں کر سکتی۔ اس کی ذات بہت بلند بے پناہ عظمت والی ہے۔ (سورۃ البقرہ:۲۵۵)

اور توحید کا یہی تصور ہمیں سورۃ الاخلاص میں بھی ملتا ہے اور ایک اہم بات وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی اسماء حسنیٰ ہیں ان تمام کا بھی مرکزی خیال یہی ہے اور اس امر کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے بارہا حکم دیا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ:

لا اله الا انا فاعهدنی.

میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں سو میری عبادت کرو۔

نیز فرمان الٰہی ہے۔

ایای فارهبون.

اور مجھ ہی سے ڈرو۔(البقرہ:۴۰)

نیز ارشاد ہے کہ:

یایها النا س اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون o والذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للّٰه اندادا و انتم تعلمون.o (البقرہ: 22-21)

اے لوگو :اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تا کہ تم متقی بن جاؤ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان سے پانی اتارا پس اس کے ذریعے تمہارے لیے پھلوں سے روزی نکالی لہذا جانتے بوجھتے اللہ کے شریک نہ بناؤ۔ نیز ارشاد بانی ہے:

فاعلم انه لا اله الااللّٰه.

ترجمہ: یقین کیجئے کہ اللہ کا کوئی معبود نہیں ہے۔

ایسے ہی رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے یہ حکم دیا:

فلیکن اول ما تدعو الیه شهادة ان لا اله الا اللّٰه

ان کو تیری اول ترین دعوت اللہ کی وحدانیت کی ہونی چاہئے۔

نیز فرمایا:

یا معاذ اتدری ما حق اللّٰه علی العباد قال اللّٰه و رسوله اعلم قال رسول اللّٰه ﷺ ان تعبد اللّٰه و لا تشرک معه احدا .

اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے بندوں پر کیا حقوق ہیں کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں جناب حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے حکم دیا:

اذا استعنت فاستعن باللّٰہ و اذا سئلت فاسئل اللّٰہ.

جب سوال کرے تو اللہ سے کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مانگے۔

عقلی دلائل:

(۱) خالق رازق کائنات میں تصرف کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے بنابریں عبادت کا مستحق بھی وہی ایک ہی ہے اس کا کوئی بھی شریک یا ساجھی نہیں ہے۔

(۲) وہ کل کائنات کو پال رہا ہے اور سب اس کے محتاج ہیں پھر کون معبود ہو سکتا ہے جس کی اس کے ساتھ عبادت کی جائے۔

(۳) اسی کو پکارا جائے اسی سے مدد طلب کی جائے یا اس سے لوگ حفظ و پناہ طلب کریں وہ اس کا مالک ہے۔

اگر جواب نفی میں ہے تو پھر اس کا پکارنا اس سے طلب کرنا اس کیلئے نذر و نیاز دینا اور اس پر بھروسہ اور توکل کرنا باطل ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے توحید کے باب میں آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ اور عقلی دلائل کے ذریعے یہ واضح کیا کہ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اور توحید کا صرف یہی پہلو نہیں کہ وہ اکیلا عبادت کے لائق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ادب و احترام بھی از حد واجب ہے کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں نطفہ کی صورت میں ٹھہرنے سے لیکر تدریجی مراحل طے کر کے اللہ عزوجل کے ہاں چلے جانے تک اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور نعمتیں اس کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئی ہیں، لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے جو اس کی وشان کے مطابق ہو اور اپنے اعضاء اس کی اطاعت کے کاموں میں لگا رکھے، یہ ہے انسان کا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی شان ملحوظ رکھنا۔ منعم حقیقی کے فضل وکرم کے انکار اور احسانات کی ناشکری بے ادبی احترام کے منافی ہے اور اس میں انسان کا ہی خسارہ ہے۔

اللہ رب العزت کو ماننے والا ایک انسان جب اپنے ذہن وفکر میں یہ عقیدہ راسخ پاتا ہے کہ رب کائنات کو اس کی ذات سے اور اس کے سب احوال کا مکمل علم ہے تو اس کے معبود حقیقی کے رعب وہیبت کی ایک دہشت پیدا ہو جاتی ہے اور رب جلیل کی عظمت و وقار کا یہ شعور اس کے دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں انسان اس کی نافرمانی میں شرمندگی، ندامت اور خفت محسوس کرتا ہے کہ غلام اپنے آقا

کی نافرمانی نہیں کرسکتا اور گندے اور ذیل کام اس کے سامنے نہیں بجالاسکتا۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

مالکم لا ترجون لله وقارا ٥وقد خلقکم اطوارا٥ (نوح:14-13)

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے حالانکہ اس نے تمہیں مختلف حالات میں پیدا کیا"۔

المختصر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرنا، نافرمانی کے اسباب پیدا ہونے کی صورت میں شرما وحیا کا احساس اجاگر ہونا، اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ رہنا، اپنے معاملات کے نتائج اس کے سپرد کرنا، اس کی رحمت کی امید اور وناراضگی کا خوف بیدار ہونا، اس کے وعدوں کا یقین کرنا اور گناہ ہونے پر دھمکی اور وعید کے اترنے کا اندیشہ پیدا ہوجانا یہ سب اللہ تعالیٰ کیساتھ حسن ادب ہے اور اس کئ تکمیل توحید کے عملی تقاضوں کی تکمیل ہے اور اس میں جو جتنے اچھے مقام پر فائز ہوگا وہ درجات کی اتنی ہی بلندی کا مستحق ٹھہرے گا، ایسے انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم مراتب اور اونچا مقام ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت ودوستی کا مستحق ہے، اس کی رحمت ونعمت اس پر اترتی ہے اور انسان کے مطلوب مقصود میں یہ سب اونچا مقام ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کی بناء پر ایک بندہ مومن سے اس کے اعمال قبول اور رد کیے جاتے ہیں۔

رسالت:

پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس کچھ کفار آئے اور آپ سے پیغمبر ہونے کا ثبوت مانگا۔ کفار نے کہا کہ رب کے پیغمبر حضرت موسیٰ عصا اور ید بیضاء لے کر آئے جو لوگوں کے لیے ان کی پیغمبری کا ثبوت تھا، اسی طرح کے پیغمبر حضرت عیسیٰ اندھوں کو بینا کرتے تھے اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے تھے یہ ان کا معجزہ تھا جو ان کے پیغمبر ہونے کو ثابت کرتا تھا۔ اسی طرح دوسرے پیغمبر بھی کوئی نہ کوئی معجزہ لائے اور اپنی پیغمبری کے ثبوت کیلئے پیش کیا۔ آپ بتائیں کہ آپ اپنی پیغمبری کے ثبوت کے لیے کیا معجزہ لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے خاموشی کے ساتھ ان کے سوال کو سنا اور اس کے بعد سورۂ آل عمران کے کے آخر کی یہ آیتیں پڑھیں:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل و النهار لآ یات لا ولی الا لباب الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السماوات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل فقد اخزیته وما للظالمین من انصار ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للا یمان ان آمنوا بربکم فآمنا فا غفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیئا تنا وتو فنا مع الا برار.(آل عمران)

ترجمہ: زمین وآسمان کی پیدائش میں اوررات اوردن کے باری باری آنے میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں جو اٹھتے ؛ بیٹھتے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی بناوٹ میں غور کرتے ہیں وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا۔ تو پاک ہے اس سے کہ تو عبث کام کرے۔ پس اے ہمارے رب! ہم کو آگ کے عذاب سے بچا، اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکار نے والے کو سنا جو ایمان کی پکار رہا تھا کہ اپنے رب کو مانو۔ ہم نے اس کی دعوت قبول کی۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہم سے درگزفرما۔ ہماری برائیوں کو دور کردے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر"۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ آیات پڑھ کر سنانا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا تھا کہ میری نبوت وہ پوری کائنات ہے جو تمہارے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ زمین وآسمان کا پورا نظام اپنی خاموش زبان میں رسالت اور پیغام رسالت کی تصدیق کرر ہا ہے۔ پھر اس کے بعد کسی اور معجزہ کی کیا ضرورت ہے۔ پیغمبر اسلام کی نبوت دائمی نبوت تھی۔ اس لیے آپ کے لیے وقتی معجزہ مفید تھا جو آپ کی نبوت کی طرح مستقل ہو اور آپ ﷺ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی باقی رہے تا کہ ہر دور کا انسان اس کو دیکھ سکے۔ اس لیے آپ ﷺ نے خدا کی دنیا کو اپنے حق میں ابدی معجزہ کی حیثیت سے پیش کیا۔ قرآن میں عالمی نظام کے ان پہلوؤں کی نشان دہی کی گئی جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ انسان کی اصلاح کے لیے خدائی رہنمائی کا انتظام ہونا چاہئے۔

پیغمبر اسلام ﷺ جو دین لے کر آئے وہی دین ہے جو خدا کے دوسرے پیغمبر لے کر آئے تھے۔ مگر دوسرے پیغمبروں کا دین اس کے بعد محفوظ نہ رہ سکا ان کے بعد دین کے ماننے والے اتنے طاقتور ثابت نہ ہوسکا کہ ان کے دین کو اس کی اصلی صورت میں محفوظ رکھ سکتے۔ پیغمبر السلام کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کی حیثیت سے بھیجا اور ان کی خصوصی مدد کر کے ان کو تمام قوموں اور مذہبوں پر غالب کردیا۔ آپ ﷺ کی یہ غیر معمولی فتح ایک طرف آپ کے پیغمبر خدا ہونے کی دلیل بن گئی۔ آپ کی کامیابی اتنی غیر معمولی تھی کہ دنیا میں کبھی کسی کو ایسی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ یہ واقعہ اس بات کا ایک ثبوت ہے کہ آپ ﷺ خدا کی طرف سے تھے اور خدا نے اپنی خصوصی مدد سے آپ کو یہ غلبہ اور کامیابی عطا فرمائی کوئی عام آدمی کبھی اس قسم کی کامیابی پر قادر نہیں ہوسکتا۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ رسالت نبوی ﷺ کو توحید کی تکمیل سمجھتے تھے کہ کوئی بھی انسان جب تک رسالت نبوی ﷺ کا عملی اقرار نہ کرے گا اس وقت تک وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

جیسا کہ کلمہ توحید میں سب ظاہر ہے۔ لا الہ الہ اللہ محمد رسول اللہ۔ ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ محمد بن عبداللہ جن کا لقب النبی الامی ہے جو کہ سید کائنات، سید الانبیاء ورسل ہیں اس کائنات میں سب سے افضل ترین ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ رسول ﷺ پوری بنی نوع انسان کی طرف ہوئی آپ ﷺ کو فضلیت اور برتری حاصل ہے، آپ ﷺ کی امت سب امتوں سے شان اور مرتبے میں زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی محبت لازم اور آپ ﷺ کی اتباع وپیروی فرض قرادی ہے۔ آپ ﷺ کو ایسی خصوصیات عطا ہوئی ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں، جیسے وسیلہ، حوض کوثر اور مقام محمود وغیرہ۔ اور ایک مسلمان کا شعوری احساس یہ ہوتا ہے کہ رسول ﷺ کا پوری طرح ادب ملحوظ رکھنا ضروری اور لازم ہے اس لیے کہ

(۱) ہر مومن مرد وعورت پر اللہ تعالیٰ نے صراحتاً اپنے کلام میں آپ ﷺ کے آداب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا بصورت دیگر بربادی وتباہی اور خسارہ اس کا مقدر ہوگا۔ ارشاد الٰہی ہے۔

یایھاالذین اٰمنوا لاتقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ.

اے ایمان والوں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ (سورۃ الحجرات، آیت 1)

رسول اللہ ﷺ کے احترام اور بلند مقام کے بارے میں سورۃ الحجرات، سورۃ النور، سورالاحزاب بالخصوص پورا قرآن بالعموم شاہد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کا نتیجہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو امام اور حاکم بنایا ہے۔ جیسے کہ ارشاد ہے:

یقیناً ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ اللہ کے دکھائے طریق پر لوگوں میں فیصلے کرو۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی محبت لازم قراردی ہے۔ چنانچہ فرمان رسالت ہے کہ:

والذی نفس بیدہ لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کی اولاد، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔ (بخاری، مسلم)

(۴) اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت ومحبت لازم وفرض قراردی ہے۔

(۵) رب کائنات نے آپ کو خصوصی جسمانی واخلاقی حسن وجمال سے نوازا ہے، نفس وذات کے تمام تر کمالات آپ ﷺ کو عطا کیے ہیں چنانچہ آپ ﷺ سب مخلوق سے خوبصورت اور اکمل ہیں تو ایسی ذات کا احترام کیوں کرنہ ہو۔ آپ ﷺ پر ایمان کا مطلب درج ذیل امور ہیں۔

(۱) ہر بات میں آپ ﷺ کی پیروی، دین و دنیا کی سب راہوں میں آپ کے نقش قدم پر چلنا۔

(۲) آپ ﷺ کی محبت تو قیر و تعظیم پر کسی اور کی محبت تو قیر اور تعظیم نہیں ہے چاہے مخلوق میں سے کوئی بھی ہو۔

(۳) جس سے آپ ﷺ کی دوستی ہے اس سے محبت اور جس سے دشمنی ہے اس سے بغض اور جس کام کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا اس پر رضا اور جس کام پر آپ ﷺ ناراض ہوئے اس پر غصہ کرنا۔

(۴) آقائے نامدار رسول اللہ ﷺ کے تذکرہ کے وقت نام کی جلالت و توقیر کو ملحوظ رکھنا آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنا آپ کی عادت وصفات عالیہ کو بڑا جاننا۔

(۵) دین و دنیا کی جس بات کی نبی کریم ﷺ نے خبر دی ہے دنیاوی و اخروی حیات کے جن خفیہ گوشوں کی آپ ﷺ نے نشان دہی کی اس کی پوری تصدیق کرنا۔

(۶) آپ ﷺ کے طریقہ عالیہ کے احیاء کی سعی کرنا اور شریعت و طریقت کو پھیلانا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتوں کا نفاذ اور آپ ﷺ کے پیغام کا ابلاغ شامل ہے۔

(۷) مسجد نبوی ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر شرف یابی کی جسے توفیق ملے وہ درود وسلام پڑھتے ہوئے اپنی آواز آہستہ رکھے۔

(۸) آپ ﷺ کی بنیاد پر نیک لوگوں سے محبت اور ان سے دوستی اور فاسق و نافرمانوں سے بغض اور دشمنی رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے بغض رکھتے تھے۔

تبصرہ:

یہ تمام امور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی مختلف تصانیف و تالیفات و مضامین سے اخذ کیے گئے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے کتنے بڑے عاشق تھے اور نہ صرف عاشق تھے بلکہ لوگوں کو بھی راہِ عشق کی طرف راغب کرنے والے اور اس کا راستہ بیان کرنے والے بھی تھے اور اس سے بڑھ کر اس کے لوازمات اور دیگر تقاضوں سے آگاہ کرنے والے بھی تھے اور ان کی زندگی اس بات کی عملی تصویر تھی۔

نماز:

اسلامی عبادات میں نماز کو بہت اہمیت حاصل ہے عبادت کی روح یہ ہے کہ بندہ خدا کے سامنے

انتہائی محبت اور انتہائی پستی کے ساتھ جھک جائے اور اللہ سے اس طرح ہم کلام ہو کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی پردہ نہ رہے۔نماز کو عربی میں صلوۃ کہتے ہیں اور صلوۃ کے معنی دعا کے ہیں نماز کو دعا اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے بندہ مالک اور آقا کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے اس کے ذریعے بندگی پر قائم رہنے کی دعا مانگتا ہے اور سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق چاہتا ہے گویا کہ نماز بندے کو آقا تک پہچانے کا ذریعہ ہے اور دعا کا سب سے بڑا یہی مقصد ہے نماز جتنا اہم حکم الٰہی دین میں شاید ہی ہو کہ جتنی تاکید اس حکم کی آئی ہے کسی اور حکم کی نہیں آئی قرآن مجید میں اس کی تکرار مختلف انداز اور مختلف پہلوؤں سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر بندہ مومن پر نماز فرض ہے قرآن مجید میں متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے کہ:

ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابامو قوتاًo

بے شک نماز ایمان والوں پر مقررہ وقت پر لازم ہے۔

نیز فرمایا:

حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى.

سب نمازوں کی اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو۔

لہٰذا اتنے تاکیدی امر کی مخالفت کرنے والا فاسق ہے اور نماز کی حکمت اتنی بلیغ ہے کہ نفس انسانی کی تطہیر وتزکیہ اس کا بنیادی مقصد ہے اور اس کے ذریعے سے بندہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور مناجات اور آخرت نیں بھی اس کے قرب کا اہل ٹھہرتا ہے نیز نماز بے حیائی اور منکرات سے انسان کو دور کرتی ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

واقيمو الصلوة ا ن ا لصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر.

اور نماز قائم کر بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے۔

اور ارشاد رسالت ہے کہ: پانچ نمازوں کی مثال اس میٹھی اور گہری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے پاس سے گزر رہی ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا نہیں فرمایا پانچ نماز بھی گناہوں کو ختم کردیتی

ہیں جیسا کہ پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔

نماز کی فرضیت کی درج ذیل شرائط ہیں:

اسلام۔ عقل مند ہونا۔ بالغ ہونا۔ وقت کا داخل ہونا۔ پاک ہونا

ان تمام ارکان کو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اس طرح بیان کیا۔

[۱] نماز وقت پر پڑھنا [۲] بدن کا پاک ہونا [۳] کپڑا پاک ہونا

[۴] جس جگہ نماز پڑھی جائے وہ پاک ہو [۵] نمازی کے بدن کا لباس سے چھپا ہونا چاہئے۔

[۶] قبلہ کی طرف منہ کا ہونا [۷] نماز کی نیت کرنا

☆نماز کی اہمیت

یوں تو جتنی بھی عبادتیں اسلام میں فرض کی گئی ہیں وہ سب اپنی جگہ ضروری اور اہم ہیں مگر نماز کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے یہ اسلام کا ایسا رکن ہے جو ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب اور ہر حالت میں فرض ہے خواہ انسان تندرست ہو یا بیمار؛ کمزور ہو یا طاقت ور مقیم ہو یا مسافر؛ حالت جنگ ہو یا امن کی حالت میں آدمی کے ہوش وحواس جب تک درست ہیں مرتے دم تک نماز معاف نہیں۔ اگر کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے اور اگر تو لیٹ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو پھر اشاروں سے پڑھے۔ الغرض نماز کسی بھی حالت میں نہیں ہے۔ رسول ﷺ نے کبھی بھی نماز ترک نہیں کی۔ فرض نمازوں کے علاوہ آپ ﷺ نفل نمازیں اتنی دیر تک پڑھتے تھے کہ آپ کی قدموں پر ورم آ جاتا تھا اور نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ ﷺ فوت ہونے سے قبل جس بات کی وصیت کی تھی وہ نماز کی حفاظت ہی تھی۔

حضرت علامہ حکیم رحمتہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نماز کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ قرآن پاک اور احادیث شریفہ سے احکام کا استنباط کرنا حضرت علامہ رحمتہ اللہ کی فقاہت علمی پر دلالت کرتا ہے اس کے بعد حضرت علامہ حکیم رحمتہ اللہ نے نماز کا طریقہ کیا ہونا چاہئے، اس کو مکمل تفصیل سے بیان فرمایا ہے جو طوالت کے خوف سے نقل نہیں کی جا رہی۔

☆زکوٰۃ

اسلام کی عبادات میں نماز کے بعد زکوٰۃ دوسری عبادت ہے۔ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں زکوٰۃ

ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن زکوٰۃ فرض ہونے کی کچھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آدمی بالغ ہو۔ دوسری یہ کہ ہوش مند ہو پاگل یا دیوانہ نہ ہو۔ تیسرا یہ کہ مال دار ہو۔ ارکان اسلام میں سے ایک اہم حکم بلکہ اسلام کی مالی عبادتوں کی بنیاد اور معاشی نظام کی اساس زکوٰۃ جس کو اپنا معاشرہ میں معاشی توازن قائم ہوجاتا ہے''۔

☆تعریف

عربی زبان میں زکوٰۃ کے معنی پاک کرنے، بڑھانے اور ترقی دینے کے ہیں۔لیکن شریعت (اسلامی قانون) میں اس سے مراد وہ مقررہ مال ہے جو مقررہ وقت پر مقررہ شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام پر ناداروں اور مسکینوں کو دیا جائے۔اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ نکال کر غریبوں، مسکینوں کے دے دینے سے مسلمان کا مال پاک ہوجاتا ہے اس لیے اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنے کی بڑی فضیلت آتی ہے

☆اسلام میں حیثیت

اسلام میں نماز کے بعد جس فرض کے ادا کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔نماز ایسی عبادت ہے جو بدن سے تعلق رکھتی ہے اور زکوٰۃ مال سے تعلق رکھتی ہے یعنی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے مال خرچ کرنا پڑتا ہے نماز بندے پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوٰۃ دوسرے بندوں کا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فی اموالھم حق للسائل و المحروم. (الذاریات)

جن کے اموال میں مانگنے محروم کا حق ہے جو مقرر ہے۔

اسلام میں جب نماز اور زکوٰۃ کو ایک دوسرے کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور دونوں کے ادا کرنے پر زور دیا جاتا ہے تو اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے۔

☆نصاب اور شرح

اس موضوع پر حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جس کی تفصیل کا موقع نہیں لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اتنے فنی امور کو بیان کرنے میں

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے کتنے آسان اسلوب بیان کو اختیار کیا ہے وہ قابل داد ہے مثال کے طور پر وہ فرماتے ہیں: ''گھروں میں پالے جانے والے چوپائے جیسے اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ لیکن اس میں گھریلو جانور پر کوئی نہیں جنھیں چراگاہ کے بجائے گھر میں چارہ پر پالا گیا ہو۔ زکوٰۃ ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو کسی مال کے نصاب کا مالک ہو قرآن مجید کی درج ذیل آیات اس کی فرضیت کو ثابت کرتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا

ان کے مالوں میں سے صدقہ وصول کر کے انہیں پاک بنائیے اوران کا تزکیہ کیجئے۔ (القرآن)

اور فرمان الٰہی کا مفہوم ہے: ''اے ایمان والو! اس پاک مال میں سے جو تم کماتے ہو اور جو ہم نے تمہارے لیے زمیں سے نکالا ہے خرچ کیا کرو''۔

اوراس زکوٰۃ کی فرضیت میں جو حکمتیں پنہاں ہیں ان میں سے اہم درج ذیل ہیں:

(۱) بخل اور کنجوسی سے انسانی مزاج کا صاف و پاک ہونا

(۲) فقراء کے ساتھ ہمدردی اور تنگ دستوں، فقراء اور ناداروں کی حاجت براری کرنا

(۳) مصالح عامہ جن پر امت کی زندگی اور سعادت موقوف ہے ان کا پورا کرنا

(۴) دولت مندوں کی دولت وثروت میں حد بندی تاکہ وہ دولت کسی ایک طبقہ میں نہ بند ہوکر رہ جائے اور زکوٰۃ نہ دینا اگر انکار فرضیت کی وجہ سے ہے تو کفر ہے اور اگر کنجوسی اور بخل کی وجہ سے ہے تو گناہ ہے اوراس سے زکوٰۃ زبردستی وصول کی جائے اور وہ سزا کا بھی مستحق ہوگا اگر لڑائی پر اتر آئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی تک اس سے جنگ جاری رہے گی اور جیسا کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی فرضیت کے انکار کرنے والوں سے جنگ کی اور فرمایا کہ اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے، دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس مسئلہ پر مکمل ان سے متفق تھے تو گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ اجتماعی فیصلہ تھا جس پر کسی امتی کی جانب سے کوئی اختلاف کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔ زکوٰۃ، سونا چاندی، چوپائے (اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری) اور غلہ جات پر ہوتی ہے اور وہ اموال جن پر زکوٰۃ نہیں ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔غلام ۲۔گھوڑے ۳۔خچر ۴۔گدھا ۵۔تازہ استعمال ہونے والے پھل اور سبزیاں
۶۔گھریلو سامان

اور جن امور پر زکوٰۃ فرض ہے ان کا ایک مقررہ نصاب ہے۔

☆زکوٰۃ کے مصارف

مصارف مصرف کی جمع ہے زکوٰۃ کے مصارف کا مطلب ہے کہ زکوٰۃ کن جگہوں پر خرچ کی جائے گی اور قرآن مجید کے مطابق زکوٰۃ آٹھ مصارف میں خرچ کی جاتی ہے۔جیسا کہ سورۃ توبہ میں آیا ہے:

انماالصدقات للفقراء و المساکین و العاملین علیھا و المولفة قلوبھم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللّٰہ و ابن السبیل فریضة من اللّٰہ و اللّٰہ علیم حکیم.

ترجمہ: صدقہ صرف فقیروں کے لیے ہے اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والے کے لیے اور ان کے لیے جن کے دلوں کی تالیف مقصود ہو اور گردن چھڑانے کے لیے اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے فرض ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔(توبہ)
جن کی تفصیل کچھ یوں بنتی ہے کہ:

(۱)فقیر (۲)مسکین (۳)وہ سرکاری ملازمین جو زکوٰۃ وصول اور تقسیم کریں۔
(۴)وہ لوگ جن کے دلوں میں دین کی الفت پیدا کرنا ہو(۵)غلاموں اور قیدیوں کو چھڑانے کے لیے
(۶)قرض داروں کا قرض اتارنے کے لیے (۷)اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد کیلئے۔
(۸)ناداروں اور مسافروں کی امداد میں

☆زکوٰۃ کے فوائد

زکوٰۃ کا سب بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کا دل دولت کی محبت سے اور لالچ جیسی اخلاقی برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔زکوٰۃ کی وجہ سے معاشرے کا کوئی طبقہ اپنی ضروریات زندگی سے محروم نہیں رہتا،چوری چکاری،ڈاکہ زنی،لوٹ مار اور رشوت جیسی برائیوں میں کمی آجاتی ہے۔زکوٰۃ بے روزگار،بوڑھے اور بیواؤں کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں مدد دیتی ہے۔

☆روزہ

روزہ جس کو عربی میں 'صوم' کہتے ہیں، صوم لغت عرب میں مطلق رک جانے کو کہتے ہیں۔شرعاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ ''عبادت کے ارادے سے کھانے پینے اور عورتوں کی مجامعت اور دیگر روزہ توڑ دینے والی چیزوں سے صبح صادق کے طلوع سے سورج کے غروب تک اجتناب کرنا''۔اللہ سبحانہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کی طرح امت محمدیہ پر بھی روزہ فرض قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

یایھا الذین ء امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم. (بقرہ)

اے ایمان والو!تم پر روزہ فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

یہ آیت مبارکہ بروز سوموار شعبان المعظم ۲ ہجری میں نازل ہوئی۔روزے اور دوسری عبادات میں یہ فرق ہے کہ دوسری عبادات کا لوگوں کو علم ہوجاتا ہے لیکن روزے میں اگر ریاکاری کا عنصر نہ ہو تو اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔اس عبادت میں خلوص سب سے زیادہ ہوتا ہے، اس لیے اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اور روزہ کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

☆روزہ کے فوائد

(۱) روزہ جہنم کی ڈھال ہے۔

(۲) روزے کے روحانی، اجتماعی اور طبی فوائد بھی ہیں۔

(۳) روزے کے روحانی فوائد میں صفت صبر کے حصول اور اس کو قوی بناتا ہے۔

(۴) یہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے اور اس میں معاون بنتا ہے۔

(۵) اس طرح نفس و روح میں تقوی کا ملکہ ایجاد کرتا اور اس کو بڑھاتا ہے یہ علتِ تقوی آیت صیام سے ثابت ہوتی ہے۔

روزے کے اجتماعی فوائد میں سے یہ ہے کہ:

(۶) اس سے امت میں نظم و نسق اور اتحاد کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

(۷) عدل و مساوات سے محبت بڑھتی ہے۔

(۸) ایمان داروں میں جذبہ ترحم بڑھتا ہے۔

(۹) ایمان داروں میں ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۰) روزہ دار معاشرے کو فاسد اور خرابیوں سے بچاتا ہے۔

اور روزے کے طبی فوائد یہ ہیں کہ:

(۱۱) اس سے آنتیں درست ہوتی ہیں

(۱۲) معدہ کی اصلاح ہوتی ہے

(۱۳) معدہ کو فضلات اور بے کار اجزاء سے پاک کرتا ہے

(۱۴) اسی طرح موٹاپے اور پیٹ کی چربی کے بوجھ میں کمی کا باعث بنتا ہے۔

☆حج

نماز بدنی عبادت ہے اور روزہ مالی عبادت لیکن حج دونوں عبادات کا اجتماع ہے اور حج وہ واحد عبادت ہے جس میں تمام عبادات آجاتی ہیں حج کے نتیجے میں انسان کا نفس گناہوں کے اثرات سے پاک ہو جاتا ہے اور دار آخرت میں اللہ تعالیٰ کے اعزازات حاصل کرنے کا اہل اور مستحق بن جاتا ہے جیسا کہ ارشاد رسالت ﷺ ہے: ''جس شخص نے اس گھر کا حج کیا اور جن باتوں سے انہماک اور نافرمانی سے اجتناب کیا اور اپنے گناہوں سے اس طرح سے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اس دن تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا اور حج ہر اس مسلمان مرد اور عورت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے جو اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا.(آل عمران)

اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ کا حج ہے جو اس کی طرف راستہ کی استطاعت رکھتا ہے۔اور حج زندگی میں ایک بار فرض ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔''حج ایک بار ہے جو اس سے زائد کرے گا تو یہ نفل ہے''۔مسلمان پر حج وعمرہ کے لازم ہونے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسلام (۲) عقل (۳) بالغ ہونا (۴) استطاعت

شارح علیہ الصلوۃ والسلام نے ان دونوں عبادات کی ترغیب دلائی ہے اور ان کی ادائیگی کے شوق کی طرف بھی راغب کیا ہے اور اس مقصد کے لیے متنوع اسالیب اور اظہار کی مختلف صورتیں اپنائی ہیں۔

حج کے چار رکن ہیں:

(۱) احرام (۲) طواف (۳) سعی صفاومروۃ (۴) وقوف عرفہ

ان میں سے ہر رکن کے کچھ آداب ہیں اوران آداب کے لیے کچھ محرمات بھی ہیں اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ہر رکن کے آداب، سنتیں مکروہات اور امور محرمات بیان فرمائیں ہیں اوراس کے بعد حج کا مکمل طریقہ کار بیان فرمایا اوراس حوالے سے مسجد نبوی ﷺ کی زیارت، مدینہ منورہ کی فضیلت، مسجد نبوی کی فضیلت اور مقامات مقدسہ کی زیارت، جنت البقیع کے احوال وغیرہ کا بیان ہے۔

حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ

انتخاب نمبر 1، نور ہدایت

کیسی پاک بابرکت ذات ہے جس نے آسمان میں ستارے اور روشن آفتاب اور اُجالا کرنے والا چاند بنایا جس پروردگار نے مادی رہنمائی وروشنی کے لئے سب کچھ سامان مہیا کردیئے ہیں کیا وہ اپنے بندوں کو روحانی روشنی ورہنمائی کے سامان سے محروم رکھے گا؟ آفتاب اُس وقت طلوع ہوتا ہے جب پہلے تاریکی اچھی طرح چھا جاتی ہے۔ دنیا کی روحانی تاریکی اب اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ سراج منیر تمام عالموں کو روشن کردینے والا چراغ طلوع ہو۔ آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو اُس کی تڑپ سے چاند بھی جگمگا اُٹھتا ہے اور خود روشن ہوکر دوسروں کو روشن کردیتا ہے۔ اس آفتاب روحانی کی ضیاء باری بھی اُسی شدت وقوت کی ہوگی اُس کی شعاعیں دوسروں کو منور کرکے اُنہیں خود چاند کی طرح نورانی ونورافگن بنادیں گی۔ جیسے عالم جسم ومادہ میں ہر رات کے بعد دن کا آنا لازمی ہے تو کیا کائنات جان وروح میں ہمیشہ تاریکی ہی چھائی رہے گی؟ نفس پرستی وخدا پرستی کی شب دیجور کا ختم ہوکر رہنا لازمی تھا، وہ ختم ہوئی اور روحانیت کا آفتاب، اصلاح ہدایت کا سورج طلوع ہوگیا۔ اس زندہ فرقان کی عظمت کو دیکھو اُس نے دیکھتے ہی دیکھتے تمہاری آنکھوں کے سامنے اخلاق کی دنیا میں کیا سے کیا انقلاب برپا کردیا۔

☆ انتخاب نمبر 2، مسیحائی

روحانی انقلاب، کل کے راہزن آج کے اچھے راہرو بلکہ رہبر، کل کی زندگی فسق وفجور کی نذر تھی آج وہ

بلند ومقدس مرتبہ کے حامل کہ خود صداقت و پاکیزگی کو اُن کے انتساب سے شرف ہوجائے۔کل تک جو مردہ تھے وہ آج زندہ ہی نہیں بلکہ دوسروں کو زندہ کردینے والے بن جائیں۔ ایسے آفتاب کا طلوع جو ہر ذرہ کو آفتاب بنادے ایسے مسیح کا نزول جو مردہ کو مسیح بنادے۔اس کی نظیر دینا کی تاریخ میں بجز سرور دو عالمﷺ کے صحابیوں، بجز محمدﷺ کے غلاموں کے اور کہیں اور بھی مل سکتی ہے؟ صحابہ کرام کی زندگی نہ اُس وقت راز تھی اور نہ آج راز ہے۔ابولہب اور ابوجہل اور اُن کے سارے ہم نشینوں نے اُس وقت دیکھا کہ بدبودار اور پُرعفونت کھاد گملے میں پڑی اور اُنکی آنکھوں کے سامنے شاداب اور خوش رنگ مہکتے ہوئے گلاب کے پھول میں تبدیل ہوگئی۔حق کی قوت ہر تردید وتغلیط کے خطرے سے بے پرواہے۔زندہ معبود کے زندہ رسول کا زندہ معجزہ کا جواب نہ اُس وقت بن پڑا نہ آج۔حق کے جھٹلانے والوں، محمدﷺ کے دشمنوں اور ابولہب وابوجہل کے موجود جانشینوں میں کسی کے بس کی بات ہے۔اکبرالہ آبادی نے سارے مضامین نعت ایک شعر میں سمودیئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

☆انتخاب نمبر 3، اسوہ حسنہ

فضائے عالم کی اِس کیفیت میں یہ نوعُمر یتیم کھڑا ہوتا ہے اور اپنی پاک اور پاکیزہ کتاب زندگی کے ہر ورق کو کھول کر رکھ دیتا ہے اور اپنی زندگی کا ایک کامل ومکمل نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر کے سرخرو ہوتا ہے کہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنایا جائے ایک طرف ساز وسامان سے محرومی ہے، ہر پہلو سے بے کسی اور بے بسی ہے۔ ہر اعتبار سے بے اختیاری ہے اور دوسری طرف ملک وقوم کی اصلاح کی امنگیں ہیں بلکہ ساری کائنات انسانی کے سدھارنے کے حوصلے ہیں۔نوجوانی کا خون اس کی رگوں میں بھی گردش کر رہا ہے ملک میں گھر گھر فحاشی اور بے حیائی کے چرچے ہیں لیکن اس کی مسیحی نظروں پر خود حیاداری قربان ہوجاتی ہے۔ مئے نایاب کے ساغر ہر طرف چھلک رہے ہیں۔ پیمانہ چاروں طرف گردش میں ہے لیکن اُس کے دامن تقویٰ پر فرشتے تک نماز پڑھنے کے آرزومند ہیں۔لوگ لڑ رہے ہیں یہ صلح کروا رہا ہے۔قوم چھیننے میں مصروف ہے یہ بانٹنے میں۔ دنیا تحصیل وفراہمی میں لگی ہوئی ہے اور یہ عطاء وبخشش میں۔ عالم مخلوق پرستی کی لعنت میں مبتلا ہے اور اُس کے دل میں خالق کی لو لگی ہوئی ہے۔

☆انتخاب نمبر 4، ورفعنا لک ذکرک

اصلاح بنی نوع انسان کی بھاری ذمہ داری کے حوالے سے اک طرف ادائے فرض کا احساس دوسری طرف مخالفتوں کا یہ ہجوم بے پایاں! عین اُس وقت جبکہ عالم بشریت میں سامان تسکین وتشفی ممکن نہ تھی یہ صدائے غیب کانوں میں آتی ہے کہ اے ہمارے پیارے اور فرماں بردار بندے گھبرانے اور ہمت چھوڑنے کی کوئی بات نہیں۔ کیا موسیٰ کو ہم سے شرف ہم کلامی کے بعد بھی شرح صدر کی آرزو باقی رہی۔

رب اشرح لی صدری

اے رب میرا سینہ کھول دے

اُس نے اس نعمت کے لئے دعا کی تھی تجھے ہم نے یہ نعمت بلا طلب عطا کی تیرے سینے کو اپنی معرفت کیلئے کھول دیا اسے اپنی نورانیت سے لبریز کر دیا اور اپنی آیات ودلائل کو تیرے اوپر واضح وروشن کر دیا۔ اصلاح خلق کیلئے ہم آپ کی تڑپ دیکھ رہے تھے اور رفعت ذکر کسی ایک صوبہ یا شہر یا ملک یا جزیرہ پر حکومت کا نام نہیں بلکہ دنیا میں رہنے والوں کے دلوں پر آج اگر حکومت ہے تو اس سید کائنات کی اور راج ہے تو اسی امی نبی کا۔ ہر کوئی اس کا نام پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے اور اپنے رفع درجات کے لیے دن رات صلاۃ وسلام کا ورد کرتا رہتا ہے۔

انتخاب نمبر 5، انا اعطینا ک الکوثر

قدرت اور حکمت کا تازہ ظہور یوں ہوتا ہے کہ خدائے واحد کے اس اکیلے پرستار کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا اس کی آنکھوں کے سامنے جان دے دیتا ہے اور جو دشمن کی بھی تکلیف دیکھ کر تڑپ جاتا تھا اس کا ننھا لخت جگر اس کی آغوش شفقت میں دم توڑ کر رہتا ہے اللہ اللہ کیا شان بے نیازی اور کیا حکمت آرائی ہے کہ باغیوں اور سرکشوں کی اولاد در اولاد پھل پھول رہی ہے اور جو اپنے رب کا نام جپنے والا ہے اُسے اِس نعمت سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ اس کے پاس نہ دولت تھی نہ حکومت نہ اُس کی کوئی بڑی پارٹی تھی نہ معتقدین کا وسیع حلقہ۔ ہر طرف سے مخالفت کا ہجوم، ہر سعی واصلاح میں ناکامی پر دعوت حق میں بے اثری۔ غرض ہر دنیوی نعمت سے محرومی چشمِ ظاہر کو پہلے ہی نظر آ رہی تھی۔ لے دے کے یہ جو آخری نعمت تھی اب یہ بھی چھن کر رہ گئی۔ دنیا ایسے مواقع پر کیا رائے قائم کرتی اُس نے وہی کیا جو اندھے اور بے بصیرت کرتے ہیں طعنہ زنی، استہزاء، مذاق، طنز، دل شکنی اور حوصلہ شکنی لیکن بہر حال غیرت حق نے اس سب ہفوات کو سنا اور اب اس میں حرکت ہوئی آواز آتی ہے وہاں سے آتی ہے جہاں نہ الفاظ کا گزر ہے نہ حروف کا پتہ کہ بے خبر اور بے بصر یہ غافل اور جاہل

تیرے اوپر طعنہ زن ہیں ان بدبختوں کو کیا پتہ کہ ہم نے تجھے خیر کثیر عطا کر رکھی ہے۔ بھلائیوں کے خزانے در خزانے ایسے تجھے عطا انا اعطینک الکوثر کر رکھے ہیں۔ ساری اچھائیوں، خوبیوں، محبوبیوں کا مالک تجھے بنا رکھا ہے۔ کوثر عطا ہوئی مراد جنت کی نہر کوثر اور محشر کا حوض کوثر، انبیاء پر فضیلت بے شک یہ سب مراد ہوگا لیکن لفظ کے مفہوم کی وسعت کو محدود کیوں کریں اور کیوں نہ اُسے اُنہی فراخیوں اور پہنائیوں کا حامل رہنے دیں جو بخشنے والا اور عطا کرنے والا کی شان یکتائی کے شان شایان ہے اور مختصراً وما لا تحصیٰ من الخیر (لسان العرب)

☆ انتخاب نمبر 6، حقوق اللہ اور حقوق العباد

و ابیض یستسقیٰ الغمام بوجهه ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل

وہ روشن اور تابناک چہرے والے جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے۔ وہ یتیموں کا والی اور بیواؤں کی جائے پناہ ہے۔

سید کائنات ﷺ کو عطا ہی عطا ملتی ہے خیر کثیر کی صورت میں اور یہ خیر کثیر کی ابتداء تو ہے لیکن انتہا نہیں آتی۔ غرض دینے والا جس کا کوئی ثانی نہیں نہ کوئی شریک، نہ کوئی مثال اور نہ کوئی عدیل۔ اور دیا گیا وہ جو نہ پہلے کسی پانے والے کو ملا تھا اور نہ آئندہ کسی خوش نصیب کے نصیب میں آئے گا۔ لیکن لینے والا بھی کون تھا؟ وہ نہیں جو اس لطف وکرم، جود وعطا، فضل، بخشش سے بھول میں آکر غفلت میں پڑ جائے اور اپنے تعلق باللہ کو ذرا بھی ماند پڑنے دے۔ اس کی طبع سلیم کا یہ فطری تقاضا ہے اور اس کے عین مطابق اسے حکم بھی ملتا ہے کہ وہ برابر (فصل لربک وانحر) اپنے پروردگار کی یاد میں لگا رہے اس کے لیے نمازیں پڑھتا رہے اور قربانی کرتا رہے۔ الفاظ میں تصریح تو صرف دو عبادتوں کی آئی ہے ایک نماز دوسری قربانی لیکن یہی دو عبادتیں خلاصہ ہیں ساری عبادات کا حقوق اللہ کی ادائی کی ساری صورتوں کی جامع نماز ہے اور حقوق العباد کا لب لباب قربانی میں آگیا اور رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کر کے امت کو بھی یہ اشارہ کر دیا کہ جب فضل وکرم کی بارش ہونے لگے تو ادائے شکر کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ادائے حقوق الٰہی وادائے حقوق العباد میں اور زیادہ توجہ دے اور التفات شروع کر دے نہ یہ کہ ان کی طرف سے غفلت برتی جائے۔

☆ انتخاب نمبر 7، درود وسلام

اس وقت سے لے کر آج تک صدیوں کے طویل وعریض زمانہ کا جائزہ لے ڈالیے ہر ملک اور ہر دور کی

تاریخ کو دیکھ ڈالیے محمد ﷺ سے جس نے دشمنی کی اس کا کیا انجام ہوا؟ کس کی قسمت میں عزت وناموری آئی؟ جس کی مدح اللہ تعالیٰ نے کی جسے اللہ تعالیٰ نے محمد کہہ کر پکارا اس کی ہجو کیلئے جو بھی اٹھا خود لڑکھڑا کر گر گیا جو اس سے ٹکرایا پاش پاش کر دیا گیا جس نے اس کی گستاخی کی جرات کی اسے پامال کر دیا گیا جسے لاولدی کی بناء پر گمنامی اور بے نشانی کا طعنہ دیا گیا دنیا دیکھ رہی ہے اور ڈیڑھ ہزار سال سے دیکھتی چلی آ رہی ہے کہ وہ سب سے زیادہ وسیع العیال اور کثیر الاولاد ہے، جس کی بے کسی وگمنامی پر ہنسی اڑائی گئی وہی ناموری کا سردار شہرت والوں کا سرتاج ہے جس کے نام کو مردہ سمجھ لیا گیا تھا اسی کے نام پر درود وسلام ہیں اسی کا توسل باعث نجات ہے اور اسی کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بلند وممتاز ہے۔ تمہارے نام کی ہے پکار خدا کے نام کے بعد میور، مارلیس، ولیسا ڈسن اور سیل مغرب میں اور ان جیسے ہزاروں اور لاکھوں بدبخت مشرق میں مل کر اور کٹھے ہو کر بھی اس عزت اور ناموری کو حاصل کر سکتے ہیں؟ اور اپنے نام اور کام کو مردہ ہونے سے بچا سکتے ہیں؟

☆انتخاب نمبر 8، سید کائنات رسید الاولین والآخرین ﷺ

اللہ کے لاکھوں کروڑوں بندے ایسے ملیں گے جو اپنی نجات اور اپنی عقبیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ذات سے وابستہ سمجھ رہے ہیں اور آج ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سالوں سے سمجھتے آ رہے ہیں عقیدہ کی صحت و غلطی سے یہاں بحث مقصود نہیں نفس واقعہ کا اظہار ہے ان کی زبانوں پر نام ہے تو غوث اعظم رحمہ اللہ کا اور دلوں میں اعتقاد ہے تو محبوب سبحانی کا (رحمہ اللہ) لیکن ذرا سوچ کر بتائیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی اور ان کے سارے پیشرو، حسن بصری رحمہ اللہ اور جنید بغدادی رحمہ اللہ، خواجہ اجمیری رحمہ اللہ، سید احمد سرہندی رحمہ اللہ، نظام دھلوی اور علاؤالدین صابر کلیری نازاں کس شئے پر ہیں؟ اپنی سرداری پر یا عرب کے امی ﷺ کی غلامی پر اور مکہ کے یتیم ﷺ کی چاکری پر؟۔ اللہ اللہ، جو خود لاکھوں کے سردار اور کروڑوں کے پیشوا انھیں اگر فخر ہے تو صرف اس کا کہ کسی آستان پاک کے جاروب کش ہیں اور بس۔ دنیا میں اب تک کتنے بڑے بڑے جوگی اور رشی، راہب اور اہل ریاضت گزرے ہیں یہ امتیاز اور یہ اعزاز کسی اور کے حصے میں آیا ہے؟ کس کے خادموں میں ایسے ایسے آفتاب اور ماہتاب اور وہ بھی اس کثرت سے ہوئے ہیں؟۔ محدثین، مفسرین، مؤرخین، فقہاء، اصولیین سب امی ﷺ کی شریعت کے شارح اور اس کی وسعت کی جدوجہد میں مشغول ہیں، کیا کسی اور قانون ساز، امیر، وزیر یا مدبرین سلطنت کو اتنی بڑی تعداد میں شارحین ملے؟ کیا اس سے بڑی فضیلت کسی اور ہستی

کونصیب ہوئی ہے؟ نعت گوشعراء، مثنوی مولانا روم، حافظ شیرازی، سعدی شیرازی، نظامی گنجوی، خسرو، جامی، سنائی اور عطار رحمہم اللہ صدیوں سے کس کے نام پر سردھن رہے ہیں کس کے پیام کی ترجمانی کر رہے ہیں کس بڑے کا سہارا پکڑ کر خود بھی بڑے بن چکے ہیں؟ وہی بادیہ عرب کا بوریہ نشین جو شاید شعر موزوں پڑھ بھی نہیں سکتا تھا اور جس کے لیے شاعری موجب فخر نہیں باعث ننگ تھی۔

وما علمناه الشعر وما ينبغي له

دنیا کے بڑے سے بڑے شاعروں نے آج تک کس کا اس طرح انتظار کیا ہے؟ کس بادشاہ کی شان میں اس عقیدت قلب کے ساتھ اس ارادت وخلوص کے ساتھ اس سوز وگزار کے ساتھ قصائد لکھے ہیں؟
کسے یوں بیتاب ہو کر پکارا ہے؟ کس کے کلام کو یہ مقبولیت یہ مرتبہ سہی اس کا آدھا چوتھائی یا دسواں حصہ ہی نصیب ہوا ہو؟ ہرگز نہیں۔۔۔۔

☆انتخاب نمبر 9، رفعت مصطفوی

اگر ہم؟ اگر آج ہم اس امین کے نقش قدم پر چلتے ہوتے تو ہم میں خیانت و بددیانتی کا گزر نہ ہوتا...... اگر آج ہم اس رؤف رحیم کے پیروکار ہوتے تو ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی جانب سے بے اعتمادی و بدگمانی نہ ہوتی...... اگر آج ہم اس غار حراء کے بیٹھنے والے کے آثار مبارک کو اپنا سرمہ چشم بناتے تو مخالفین کے مقابلے میں ہمیں شکستیں نصیب نہ ہوتی...... اگر آج ہم فاتح بدر کی عظمت دل سے کرنے والے ہوتے تو مخالفین کے مقابلہ میں ہمیں شکستیں نصیب نہ ہوتیں...... اگر آج ہم رحمۃ اللعالمین کے پیام پر سچے دل سے ایمان رکھتے تو اپنی جیسی قوم کے ساتھ ہمیں بیگانگی ومخالفت نہ ہوتی...... اگر آج اپنے سچ بولنے والے اور سچ برتنے والے ہی کے طریقے پر ہم قائم ہوتے تو جھوٹ کا ہماری آبادیوں میں نام ونشان نہ ہوتا...... اگر آج ہمیں اسم محمد ﷺ کی لاج ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے ہمیں اس قدر گریز نہ ہوتا...... اگر آج ہم کو اس محمد سے کوئی واسطہ ہوتا تو اپنی موجودہ پستی و بدنامی سے یہ مراحل دور ہوتے۔

☆تبصرہ

سطور سابقہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے سیرت نبوی پر جو مقالات اور مضامین تحریر کیے ہیں ان میں سے چند اہم منتخبات درج کیے گئے ہیں اگر سارے تحریر کیے جائیں تو یہ پورا مقالہ

ہی اس موضوع پر ختم ہو جائے اور حقیقت میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی سیرت پر تحاریر ایک الگ تالیف کی متقاضی ہیں۔ان درج بالا منتخبات میں جو باتیں ہمیں بنظر غائر اور بنظر عموم نظر آتی ہیں۔ ان میں سے اہم درج ذیل ہیں:۔

(۱) سیرت کے واقعات درج کرتے وقت حتی الامکان کوشش کرنا کہ اختلافات وتفرقات سے اجتناب کرنا۔

(۲) مندرج کردہ واقعات میں اصلاح بنی نوع انسان اور بالخصوص امت محمدیہ پر رغبت کا عنصر غالب ہونا۔

(۳) انداز بیان عام آسان فہم رواں دواں اور خوبصورت، کشش سے بھرپور۔

(۴) عقیدت، محبت، عشق الٰہی وعشق رسالت کے لافانی جذبات کا عروج۔

(۵) سیرت کے مضامین بیان کرنے کے دوران بعض مقامات پر مختلف گمراہ فرقوں کے غلط عقائد ونظریات کا رد۔

(۶) سیرت طیبہ کے مختلف واقعات کے بیان کے دوران تربیتی واصلاحی انداز بیان کا ہونا۔

(۷) سیرت طیبہ اور ان سے متعلق واقعات میں ایسا دل نشین اور سادہ انداز بیان کا اختیار کرنا کہ قاری اس میں رغبت محسوس کرے اور کسی بھی لمحے اس کی دلچسپی میں کوئی کمی نہ آنے دینا۔

(۸) سیرت طیبہ پر توضیحی نکات درج کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی عقائد پر بھی روشنی ڈالنا۔

(۹) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے تحت ایک مسلمان کی زندگی کے شب وروز کا گزرنا بہت اہم ہے۔

(۱۰) سیرت مبارک کے دعوتی وتربیتی پہلو کو سب سے زیادہ اجاگر کرنا تاکہ امت محمدیہ کی فضیلت قائم دائم رہے جس کے متعلق فریضہ ''امر بالمعروف ونھی عن المنکر'' سے ہے۔

المختصر! تلک عشرة کاملة کے علاوہ بھی نکات تحریر کیے جا سکتے ہیں لیکن موضوع کی طوالت کے خدشہ سے ان نکات پر گفتگو سے اکتفا کیا جاتا ہے مزید کے مشتاق حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے ان مضامین کا تفصیلی مطالعہ کر سکتے ہیں جو مختلف اداروں نے چھاپے ہیں۔

سیرت نبویہ ﷺ سے ماخوذ دروس عبرت پر ایک نظر

امریکہ سے ایک کتاب چھپی ہے جس کا نام ہے **''ایک سو''**۔اس کتاب میں ساری انسانی تاریخ کے ایک سو ایسے آدمیوں کا تذکرہ ہے جنھوں نے مصنف کے نزدیک تاریخ پر سب سے زیادہ اثرات ڈالے ہیں کتاب کا مصنف عیسائی اور پیشہ کے اعتبار سے سائنس دان ہے لیکن اس کے باوجود اس نے اپنی اس فہرست

میں نہ تو حضرت مسیح علیہ السلام کو رکھا ہے اور نہ ہی نیوٹن کو بلکہ اس کے نزدیک وہ شخصیت جس کو اپنے غیر معمولی کارناموں کی وجہ سے سرفہرست رکھا جائے وہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مصنف نے دیباچہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے انسانی تاریخ پر جتنے گہرے اثرات ڈالے ہیں وہ کسی بھی دوسری شخصیت خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو، نے نہیں ڈالے۔ مصنف نے آپ ﷺ کے کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

He was the only Man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels

آپ تاریخ کے تنہا شخص ہیں جو انتہائی حد تک کامیاب رہے مذہبی سطح پر بھی اور دنیوی سطح پر بھی۔

انگریز مورخ ٹامس کارلائل نے پیغبر اسلام کو نبیوں کا ہیرو قرار دیا ہے اور مائیکل ہارٹ نے نے آپ کو انسانی تاریخ کا سب سے عظیم انسان قرار دیا ہے۔ یعنی پیغمبر اسلام کی کی عظمت اتنی واضح ہے کہ وہ صرف آپ کے پیروؤں کے نزدیک ایک عقیدے کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ وہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ ہر وہ آدمی جو تاریخ جانتا ہے وہ مجبور ہے کہ اس بات کا اعتراف کرے۔ کوئی بھی شخص اوپر نظر ڈالے تو اس کو ہر طرف آسمان چھایا ہوا نظر آئے گا اسی طرح انسانی زندگی میں جس طرف بھی دیکھا جائے، پیغمبر اسلام ﷺ کے اثرات نمایاں طور پر اپنا کام کرتے ہوئے نظر آئیں گے وہ ساری زندگی بہترین قدریں اور تمام اعلیٰ کامیابیوں جن کو آج اہمیت دی جاتی ہے وہ سب آپ ﷺ کے لائے ہوئے انقلاب کے براہ راست یا بالواسطہ نتائج ہیں اسی بات کو حضرت علامہ موصوف رحمہ اللہ نے اس طرح بیان کیا کہ: ”حقیقت یہ ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کا ظہور خدا کی خدائی کا ظہور تھا اس لیے انجیل میں اس کو خدا کی بادشاہت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے لائے ہوئے انقلاب بلاشبہ سیاسی اور عمرانی اہمیت بھی ہے اور دوسری بہت سی اہمیتیں بھی مگر اس کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ وہ انسان کو خدا کے جلال کا مشاہدہ کراتا ہے وہ خدا کی عدالت کا منظر دکھا رہا ہے اس نے ان حقیقتوں کو آخرت سے پہلے انسان کے سامنے واضح کر دیا ہے“۔

☆ مثالی کردار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ اپریل ۵۷۱م میں اس کائنات میں ظاہر ہوئے اور ۱۸ جون ۶۳۲ میں آپ

ﷺ کی حیات ارضی کا خاتمہ ہوا۔بچپن سے ہی آپ ﷺ کی شان ایسی تھی کہ جو بھی آپ کو دیکھتا بے ساختہ پکار اٹھتا ان لھذا الغلام لشانا بڑے ہوئے تو آپ ﷺ کی یہ شان مزید نمایاں ہوئی آپ ﷺ کو دیکھنے والے آپ ﷺ سے مرعوب ہو جاتے۔اسی کے ساتھ اتنے نرم وشیریں زباں تھے کہ جو بھی تھوڑی دیر آپ ﷺ کی صحبت میں رہتا آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا، برداشت، سچائی، معاملہ فہمی، حسن سلوک آپ ﷺ کے اندر کامل درجہ میں پایا جاتا تھا۔خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ اس انسانی بلندی کی اعلیٰ ترین مثال تھے، جس کو نفسیاتی اصطلاح میں انتہائی متوازن شخصیت کہا جاتا ہے۔داؤد بن حصین کا بیان ہے کہ عرب کے لوگ عام طور پر یہ کہتے سنے جاتے تھے کہ محمد بن عبداللہ ﷺ اس شان سے جواں ہوئے کہ آپ ﷺ اپنی قوم میں سب سے زیادہ با اخلاق پڑوسیوں کی خبر گیری کرنے والے، حلیم و بردبار، صادق و امین، جھگڑے سے دور رہنے والے، فحش گوئی و دشنام طرازی سے پرہیز کرنے والے تھے اسی وجہ سے آپ ﷺ کو آپ کی قوم نے الامین کا نام دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی چالیسویں سال کائناتی سچائی دریافت کر لی مگر یہ سچائی کی دریافت آپ ﷺ کے لیے کوئی آسان سودا نہ تھی، اس سچائی کا مطلب تھا کہ ان انسان خود ایک عظیم ہستی کے زیر نگرانی ہے یہ احساس اپنے عجز کے مقابلہ میں خدا کی کبریائی کی دریافت تھی اور اس دریافت کا مطلب یہ تھا کہ اس دنیا میں بندۂ مومن پر ذمہ داریاں ہی ذمہ داریاں ہیں۔اس سچائی کی دریافت کے بعد سب سے اہم سوال یہ تھا کہ زندگی کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کو واضح کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

امرنی ربی بتسع خشیة اللہ فی السر والعلانیةوکلمة العدل فی غضب و الرضاوالقصد فی الفقر والغناو ان اصل من قطعنی و اعطی من حرمنی و اعفوا من ظلمنی و ان یکون صمتی فکراونطقی ذکرا و نظری عبرة.....................

ترجمہ: میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈرتا رہوں، غصہ میں ہوں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کی بات کروں محتاجی اور امیری دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کروں اور میری خاموشی غور وفکر کی خاموشی ہو میرا بولنا یاد الٰہی کا بولنا ہو میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو''۔

یہ محض تقریر یا گفتگو کے الفاظ نہ تھے بلکہ آپ ﷺ کی مکمل زندگی اس بات کی عملی تصویر تھی اور یہ الفاظ

خود بولنے والے کا مقام اور مرتبہ واضح کر رہے ہیں کہ اس کے پاس جو نور ہے وہ آسمانی ہے اس سے منور ہونا ہی سب کے لیے بہتر اور مفید ہے۔

☆ برتر اخلاقیات

قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ **انک لعلی خلق عظیم** یعنی آپ اخلاق کے (عظیم) مرتبہ پت فائز ہیں۔امام عطیہ نے خلق عظیم کی تفسیر ادب عظیم سے کی ہے۔یہ بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار کیا ہے، اس کی وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقوال سے ہوتی ہے

عن حذیفہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تکونوا امعة تقولون ان احسن الناس احسنا و ان اساؤ ظلمنا ولکن و طنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا و ان اساؤا فلا تظلموا.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ امعہ نہ بنو۔ یہ کہنے لگو کہ لوگ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی اچھا سلوک کریں گے اور لوگ برا کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ظلم کریں گے بلکہ اپنے آپ کو اس بات کا عادی بناؤ کہ لوگ اچھا سلوک کریں تب بھی تم اچھا سلوک کرو اور لوگ برا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ ظلم نہ کرو۔

قال رسول اللہ ﷺ صل من قطعک واعف عمن ظلمک و احسن الی من اساء الیک

ترجمہ: جو تم سے کٹے تم اس سے جڑو جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کردو اور جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہ اعلیٰ اخلاق جو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بیان کیا جا رہا ہے آپ ﷺ درحقیقت اخلاق کی اس بلندی پر فائز تھے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اچھے اخلاق کا مظاہرہ جوابی طور پر نہیں کیا کرتے تھے بلکہ ہر قسم کے حالات میں خلق عظیم کا مظاہرہ ہمیں حیات طیبہ میں جا بجا نظر آتا ہے آپ کی اسی خوبی کا اعتراف قرآن مجید ان الفاظ میں کرتا ہے کہ:

فبما رحمة من اللہ لنت لھم ولو کنت لھم فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک.

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ (ﷺ) ان کے لیے نرم ہے اگر تم درشت اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

پیغمبر اسلام کا یہی وہ اعلی اور برتر اخلاق تھا جس نے آپ ﷺ کے کلام میں تسخیری قوت رکھ دی تھی کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کے قریب ہوا وہ آپ ﷺ کی عظمتوں کا معترف ومفتوح ہو۔اخلاق کی بلندی یہ ہے کہ

کہنے والا جو کچھ کہے اس پر خود عمل کرتا ہو تا کہ کمزوروں کے ساتھ بھی وہ رعایت و شرافت کا وہی طریقہ اختیار کرے جو کوئی شخص طاقتور کے ساتھ کرتا ہے اپنے لیے اس کے پاس جو معیار ہو وہی معیار دوسروں کے لیے بھی ہو۔مشکل حالات میں بھی وہ اپنے اصولوں سے نہ ہٹے۔حتیٰ کہ دوسروں کی طرف سے پست کردار کا مظاہرہ ہو تب بھی وہ اعلیٰ کردار پر قائم رہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتبار سے اخلاق کے کمال درجے پر تھے آپ ﷺ نے کبھی اعلیٰ اخلاق کو نہیں چھوڑا۔کوئی مصلحت یا کوئی اختلاف آپ ﷺ کو اخلاق سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔آپ ﷺ کے انتہائی قریبی ساتھیوں نے اس معاملہ میں جو گواہی دی اس سے بڑھ کر کوئی گواہی نہیں ہو سکتی۔آپ ﷺ کے اخلاق کی سب سے برتر دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کیلئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔الّا یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو توڑا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کا بدلہ لیا ہو۔آپ ﷺ کا اعلیٰ کردار آپ ﷺ کی با اصول زندگی کا ایک مستقل جزو تھا۔آپ ﷺ نے معاملات کو موافق اور مخالف کے اعتبار سے نہیں دیکھا بلکہ حق پسندی اور امانت داری کے لحاظ سے دیکھا اور تمام شکایتی باتوں کو نظرانداز کر کے ہر ایک ساتھ وہی معاملہ کیا جو رحمت اور عدل کا تقاضا تھا اسی لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا جاتا کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیسا تھا تو ان کا جواب ہوتا تھا کہ

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ

یعنی قرآن مجید ہی آپ ﷺ کا اخلاق ہے۔(صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح)

☆اسباق سیرت

قرآن مجید میں اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ من کان یرجو اللّٰہ والیوم الآخر و ذکر اللّٰہ کثیرا

ترجمہ: تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہتری نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کا اور آخرت کے دن کا امیدوار ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرے۔(سورۃ الاحزاب)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہر انسان کے لیے مکمل نمونہ ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ یہ نمونہ صرف اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والا ہو اور جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا امیدوار بھی ہو گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا نمونہ پوری طرح موجود ہونے کے

باوجود اپنے آپ ہو آدمی کے لیے نمونہ نہیں بن جائے گا وہ صرف اس بندہ مومن کے لیے نمونہ بنے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو اتنی گہرائی کے ساتھ پایا ہو کہ وہ اس کی یادوں میں سما جائے۔ اللہ تعالیٰ کی تمناؤں کا سرمایہ بن چکا ہو جس کا حال یہ ہو کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرنے لگے اور آخرت کا انعام جس کی نظر میں اتنا اہم بن جائے گا کہ وہ دل و جان اس کا آرزومند بن جائے۔ رسول اللہ ﷺ کے طائف کے سفر میں بے شمار دروس عبرت مضمر ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) ایک نے آپ ﷺ کے اوپر پتھر پھینکے (۲) دوسرے نے آپ ﷺ کی ضیافت کی

(۳) تیسرے نے آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا

اس واقعہ میں بہت بڑا سبق ہے۔ یہ سبق کہ اس دنیا میں امکانات کی کوئی حد نہیں ہے یہاں اگر چٹیل میدان ہیں تو سایہ دار درخت بھی کھڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کی زندگی میں کچھ لوگوں سے اگر برے سلوک کا تجربہ ہو تو آدمی کو مایوس نہیں ہونا چاہیے، اگر آدمی خود سچائی پر قائم رہے وہ اپنے دل کو منفی جذبات سے بچائے تو ضرور اس کو خدا کی مدد حاصل ہوگی۔ ایک قسم کے لوگ اگر اس کا ساتھ نہ دیں گے تو کچھ دوسرے لوگوں کے دل اس کے لیے نرم کر دیے جائیں گے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ کرلیں ان کو کسی دوسری چیز کا خوف نہیں رہتا اور حقیقت یہ ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں کسی شخص کی سب سے بڑی طاقت اس کی بے خوفی ہوتی ہے دشمن کو اگر یہ یقین ہو جائے کہ اس کا حریف اس سے نہیں ڈرتا تو وہ خود اس سے ڈرنے لگتا ہے۔

☆ دعوت کی زبان

دعوت اسلامی کے بنیادی نکات، منطقی طور پر اگرچہ اتنے متعین ہیں کہ وہ انتہائی یکسانیت کے ساتھ شمار کیے جا سکتے ہیں مگر دعوت کے کلمات جب داعی کی زبان سے نکلتے ہیں تو اس میں ایک اور چیز بھی شامل ہو جاتی ہے اور وہ ہے داعی کی اپنی ذات اور داعی کی اپنی ذات دعوت کی کیفیت اثر میں نہ صرف اضافہ کر دیتی ہیں بلکہ اس کو باعتبار ظاہر متنوع بھی بنا دیتی ہیں کیوں کہ مدعو کو متاثر کرنے کا جذبہ پرشوق اس کو مجبور کرتا رہتا ہے کہ ہر ایک کے ذہن کی مکمل رعایت کرتے ہوئے اس کی بات اپنے سامنے رکھے۔ اور پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی میں یہ چیز کامل درجہ میں نظر آتی ہے آپ ﷺ شب و روز دعوت پہنچانے میں مشغول رہتے تھے مگر آپ ﷺ کا طریقہ صرف یہ نہ تھا کہ کچھ مقرر الفاظ کو ہر ایک کے سامنے دہرا دیا کریں بلکہ مخاطب کی رعایت کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنی بات رکھتے تھے اور اس سے ہٹ کر آپ ﷺ کی دعوت میں ایک اہم عنصر جو ہمیں بدرجہ اتم

نظر آتا ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ کی دعوت ہمہ گیر تھی یعنی زندگی کے تمام شعبہ جات تک محیط تھی جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی توحید سے ہوتا تھا اور ایک فرد کے حقوق وفرائض بھی اس میں شامل ہوتے تھے جس کی نگاہ سے کوئی بھی پہلو نہ چھپا رہا اسلام کی اسی امتیازی خوبی کو لے کر ایک مسلمان داعی دعوت کے میدان میں اترتا ہے اور سب سے پہلے اس دعوت کا نفاذ اپنی ذات پر کرتا ہے تاکہ اس کے قول وفعل میں کوئی اختلاف نہ نظر آئے اور سننے والا سننے سے زیادہ اسکو دیکھ کر متاثر ہو۔

☆اظہار رسالت عصر حاضر میں

پیغمبر اسلام ﷺ کو خصوصی طور پر اظہار کی نسبت دی گئی تھی آپ ﷺ کے دین کے لیے مقدر کر دیا تھا کہ وہ تمام ادیان و مذاہب پر غالب وسربلند ہو اور یہی نسبت غلبہ آپ ﷺ کی امت کو بھی حاصل تھا پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا کہ ڈھائی ہزار سال کے ایک خصوصی منصوبہ کے ذریعے وہ اسباب فراہم کیے جن کو استعمال کر کے آپ ﷺ دین خدا کو غالب وظاہر کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی معاملہ آپ ﷺ کی امت کے ساتھ کیا چنانچہ پچھلے ہزار سال کے عمل کے نتیجہ میں خدا نے وہ موافق حالات کامل طور پر فراہم کر دیئے ہیں جو دور جدید میں اسلام کے غلبہ کی بنیاد بن سکتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے امتی اگر ان موافق حالات کو حکمت وصبر کے ساتھ استعمال کریں تو خدا کا وعدہ نصرت دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے امتیوں پر اسی طرح واقعہ بن سکتا ہے جس طرح وہ خود رسول اللہ ﷺ کے اوپر ایک اصلاحی عمل بنا تھا۔

امریکہ سے ایک انسائیکلوپیڈیا چھپی ہے جس کا نام ہے انسان اور اس کے معبود اس کتاب میں مختلف مذاہب پر مقالے ہیں، اسلام پر جو مقالہ ہے اس کے عیسائی مقالہ نگار نے اسلامی انقلاب کے بعد ہونے والے عظیم نتائج کے بارے میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ اس کے ظہور نے انسانی تاریخ کے رخ کو بدل دیا:

Its advent changed the course of human history.

یہ ایک مستشرق کی زبان سے اسلامی انقلاب کی پیدا کردہ ان تبدیلیوں کا اعتراف ہے جنھوں نے تاریخ میں ایسے دوررس امکانات کھولے جن کے بعد اسلام کو غیر اسلامی ادیان پر غالب و برتر کرنا اسی طرح آسان ہو گیا ہے جس طرح بارش آجانے کے بعد کھیت سے فصل اگانا۔ پیغمبر آخرالزماں ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے ذریعے جو انقلاب برپا کیا گیا تھا وہ ہمہ گیر اور اصلاحی تھا اور توحید اور آخرت پر مبنی ایک مکمل

انقلاب تھا اور اس کے اثرات کسی خاص زمانے یا کسی مخصوص شہر تک محدود نہیں رہے اور یہ ایک ایسا عمل تھا جس کی اصلاح تا قیامت جاری وساری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ شرک کو مغلوب کیا جائے لہذا اس دعوت کے نتیجے میں اب کوئی بھی امید باقی نہیں کہ شرک کسی بھی انداز میں غالب فکر کی حیثیت سے دنیا میں چھا سکے لیکن امر واقع کے طور پر تو ہم دیکھتے ہیں کہ الحاد اور شرک کا غلبہ نظر آتا ہے جب کہ ایسا ہونا نہ تھا شرک کا تعلق مظاہر سے ہے کہ جو بھی چیز نمایاں نظر آئی انسان نے اس کو پوجنا شروع کر دیا خواہ اس کا تعلق آسمان سے ہو یا زمین سے اسی کی وجہ سے دور شرک میں ان کائناتی سچائیوں تک پہنچنا ممکن نہ تھا اور اس تحقیق کے ذریعے سب سے بڑا فائدہ ہوا کہ مظاہر فطرت کی پرستش اور توہماتی دور کا خاتمہ ہو گیا جس نے توحیدی فکر کی نشر اشاعت میں بہت مدد دی یعنی ذہن کی اس تبدیلی نے دین توحید کا راستہ صاف کر دیا ہے اور آج بڑے بڑے غیر مسلم محقق زعماء اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں ایک ذات ایسی ضرور ہے جو مسلمانوں کے بتائے خدا کی صفات کی حامل ہے اب جب کہ تحقیق اس مقام تک پہنچ گئی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس ذات کیسے پایا جائے تو اس کے لیے نظر صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود کی طرف اٹھتی ہے کہ تاریخ کی امین اور صادق شخصیت جس کی ذات نور کی مانند اور جس کی تعلیمات نور ہیں اور ظلمت کے اندھیروں کو دور کرنے میں معاون ہو سکتی ہے اور یہ امر ناممکن ہے کہ اسلام کے حسن تک کوئی فرد پہنچنا چاہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین اور مقدس وجود کا قائل نہ ہو۔

ماخذ و مراجع

(1) سیوطی جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن

(2) الآلوسی، روح المعانی

(3) فی ظلال القرآن، سید قطب

(4) صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی ابود، سنن نسائی

(5) عبدالقدیر صدیقی، تفسیر صدیقی

(6) ماخوذ از تفسیر صدیقی، سورۃ الحجرات وسورۃ الفرقان

(7) مشکوٰۃ المصابیح

(8) رواہ امام مالک فی الموطا(۲۵۷۸)

(9) البیہقی فی السنن الکبری حدیث نمبر ۱۳۴۵

(10) رواہ الترمذی، حدیث نمبر (۳۴۵۶)

(11) الذہبی، سیر اعلاء النبل ،ص۔۳۵۶، ج۔۸

(12) الماوردی، آداب السلطانیہ،ص۔۲۵۶

(13) ابوعبید قاسم بن سلام، کتاب القراءات،ص۔۲۴۵

(14) الامام الجزری، القرآن،ص۳۷۸

(15) سیوطی، تاریخ الخلفاء،ص۔۲۸۹

(16) الواحدی، اسباب النزول،ص۔۲۵۶

(17) الواحدی، اسباب النزول،ص۔۲۵۶

(18) میاں احمد قادری، ہندو مذہب تاریخ کے آئینہ میں،ص۔۲۰۴۴۵

(19) انسائیکلوپیڈیا ریلیجین اینڈ ایتھکس ،ص۔۲۶۷

(20) عبدالقدیر صدیقی، سیرت حسن مجسم،ص۔۶۹

(21) البیہقی ،الخصائص الکبری ص۔۹۱، ج۔۱

(22) ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر،ص۔۲۵۶، ج۔۵

(23) Man and his God مائیکل ہڈسن/ص۔۳۸۹

❁ ❁ ❁

باب سوم

تفسیر صدیقی کی تالیف اور احادیث شریفہ کی فقہی ابواب پر تخریج و تبویب

❁ ❁ ❁

تمہید

قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام مقدس اور رسول اللہ ﷺ کا زندہ معجزہ جس کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے فصیح وبلیغ عاجز بیان ہیں کہ اس جیسا کوئی کلام بنالائیں لیکن قرآن مجید کا یہ چیلنج تا قیامت ہے ان لوگوں کے لیے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے جسے اس نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات)

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنی اس تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے بے شمار تراجم اور تفاسیر اردو زبان میں موجود ہیں ان سے مترجموں اور مفسروں کے ایک مخصوص انداز فکر کا اظہار ہوتا ہے اور ان تراجم میں کچھ تو لفظی ہیں اور کچھ بامحاورہ اور کچھ عام سادہ زبان میں ہیں اور تفاسیر کی بات کی جائے تو ان تفاسیر میں مطالب کی رفعت، فلسفہ وحکمت اور نطق وبیان کی فصاحت وبلاغت پر روشنی ڈالی گئی ہے کثیر تراجم وتفاسیر کی موجودگی کے باوجود اس ترجمہ وتفسیر کی تالیف واشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اس میں اسلام کی ہمہ گیری، نزول قرآن اور اس کی فضیلت کے بارے میں کچھ کہنے کی سعادت حاصل کروں اور قرآن مجید کے سادہ اور دل نشین پیغام کی توسیع وترویج میں حصہ لوں اس ترجمہ وتفسیر کے لکھنے کا خیال مجھے اس لیے بھی آیا کہ ایک عرصہ سے میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ قرآن مجید کا ایسا بامحاروہ ترجمہ اور احادیث صحیحہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جس میں اسلام کی تعلیمات، اغراض ومقاصد کا احاطہ ہو اور ان تمام مسائل کو اس آسان زبان اور تفصیل سے بیان کردیے جائیں کہ ہر مسلمان اللہ تعالی کے کلام کو خود بآسانی سمجھ جائے۔

اسلام وہ دین فطرت ہے جسے اللہ تبارک تعالی نے ساری دنیا کی فلاح وبہبود کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمارے لیے بھیجا ہے اس کی سند اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید فرقان حمید اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے جو احادیث نبوی میں اسناد کے ساتھ درج ہے قرآن مجید فرقان حمید کی ہمہ گیری اور وسعت کا یہ عالم ہے کہ یہ ہر انسان کیلئے مشعل راہ ہوا اور ہر ایک شخص نے اس سے مفید مطالب اور معنی اخذ کیے ابن آدم کیلئے قرآن مجید کا یہ آفاق گیر فیضان تا قیامت جاری رہے گا۔

اور اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اشرف العلوم کے مصداق قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جو کہ عام فہم اور سلیس زبان، رواں دواں انداز بیان، طرز بیان آسان اور دل نشین اور تفہیم بہت ہی خاطر نشان ہے یعنی ہر طبقہ کیلئے فہم کا راستہ موجود ہے۔ یہ تفسیر سورۃ الفاتحہ

سے سورۃ الناس تک مشتمل ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں باوجود اس کے کہ انتہائی سہل اسلوب اختیار کیا ہے جو ہر مکتبہ فکر اور طبقہ کیلئے قابل حصول اور فہم ہو انھوں نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تفسیر الگ بھی تحریر کی ہے جس کی وجہ ان کی امتیازی خصوصیات اور خواص ہیں جیسا کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص اور سورۃ الکوثر اور سورۃ النور وغیرہ۔ اور اس سے بڑھ کر انھوں نے طبقہ اناث کیلئے بطور خاص ایک تفسیر لکھی ہے جس میں ان کو مدنظر رکھ کر ان کے مسائل پر خصوصی بحث کی ہے۔

تفسیر صدیقی میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے آیت کے متن کے ساتھ پہلے لفظی ترجمہ پھر رواں دواں سلیس ترجمہ اور پھر شرح اور تفسیر کا بیان اختیار کیا ہے کیونکہ قرآن مجید کے ترجمہ، ترجمانی و تفسیر کیلئے کوئی ایک طریقہ لے کر چلنا اور پھر اس کے تقاضوں کو پورا کرنا بہت مشکل امر ہے کہ قرآن مجید کے بعض مقامات لفظی ترجمہ کے ذریعے واضح ہوتے ہیں اور بعض مقامات ترجمانی کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر تفسیر از حد ضروری ہوتی ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان تینوں طریقوں کو اختیار کر کے ان تینوں کے عملی تقاضوں کو اس انداز میں پورا کیا ہے کہ اردو زبان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران کوئی اختلافی یا تنازعاتی انداز بیان اختیار نہیں کیا بلکہ مفاہماتی اور اصلاحی انداز بیان کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی دعوت اور اس کی حقانیت و حقائق ان کے سامنے رکھے۔

قرآن مجید، مسلم اور غیر مسلم زعماء کی آراء

☆ عرب کا مشہور شاعر نے سورۃ کوثر کی ان آیات ''انا اعطینا ک الکوثر فصل لربک وانحر'' پر ایک مصرعہ اس طرح کہا کہ: ''یعنی یہ انسان کا کلام نہیں ہے''۔

☆ جی ایم راڈیل کہتا ہے۔ ''قرآن مجید ایک گہری حقانیت ہے جو ان لفظوں میں بیان کی گئی ہے جو مختصر ہونے کے باوجود قوی اور صحیح راہ نمائی اور الہامی حکمتوں سے مملو ہے''

☆ ڈاکٹر سمئیل جانسن کہتا ہے۔ ''قرآن مجید کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانے کیلئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانے کی تمام صدائیں اس کو خواہ مخواہ قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، شہروں، ریگستانوں اور سلطنتوں کیلئے گونجتا ہے''۔

☆ ریونڈ میکسویئل کنگ نے اپنے ایک لیکچر میں کہا'' قرآن الہامات کا مجموعہ ہے اس میں قوانین، اصول و

اخلاق کی تعلیم اور روزمرہ کاروبار کی نسبت صاف ہدایات ہیں اسلام کو عیسائیت پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ اس کی مذہبی تعلیم اور قانون ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں''۔

☆ کارلائل لکھتا ہے کہ''قرآن مجید میں صداقت اور سچائی کا وصف کا پہلو موجود ہے اور یہ بالکل سچ ہے اور واضح حقیقت ہے کہ اگر کوئی خوبی پیدا ہوسکتی ہے تو اسی سے ہوسکتی ہے''۔

☆ محمد مارماڈیوک پکھتال نے اسلام قبول کرلیا تھا وہ کہتا ہے کہ''قرآن مجید ہی کے قوانین نے حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے طور پر بتائے ہیں اور ان کو یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی مان لیا ہے''۔

☆ ڈاکٹر گبن لکھتا ہے کہ''قرآن مجید وحدانیت کا سب سے بڑا گواہ ہے ایک موجد اور فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کرسکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے''۔

☆ موسیوارجین لکھتا ہے کہ''قرآن مجید مذہبی قوائد اور احکام کا ہی مجموعہ نہیں، بلکہ اس میں اجتماعی اور سماجی احکام بھی ہیں جو انسانی زندگی کیلئے ہر حالت میں مفید ہیں''۔

☆ سرولیم میور اپنی کتاب 'لائف آف محمدؐ' میں رقم طراز ہے کہ''دنیا بھر میں ایک بھی کتاب ایسی نہیں جو قرآن مجید کی طرح بارہ صدیوں تک تحریف سے پاک رہی ہو''۔

☆ موسیومیڈیو نے کہا ہے کہ''اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو نہیں دیکھا جس کے اثر سے عربوں جیسی غیر مہذب اور جاہل ترین قوم کی کایا پلٹ گئی''۔

☆ ایکمکی بولف لکھتا ہے''قرآن مجید نے صفائی، طہارت اور پاکی کی ایسی تعلیم دی ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو سب جراثیم ہلاک ہوجائیں''۔

☆ ڈاکٹر موریسن لکھتا ہے''قرآن مجید دینی تعلیم کی خوبیوں کے لحاظ سے دنیا کی تمام مذہبی کتابوں سے افضل ہے، بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے جو کتابیں دیں ان سب میں قرآن مجید سب سے بہترین کتاب ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کا بہ نظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد آپ کے سامنے یہ حقیقت آجائے گی کہ قرآن مجید نے ہم کو اعلیٰ انسانی اقدار سے نوازا ہے اس کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم دنیا میں بھی سرخرو ہوسکتے ہیں اور آخرت میں بھی اور اس سے منھ موڑ کر ہمیں دنیا میں بھی ذلت وخواری نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی۔

مضامین قرآن مجید.....قرآن مجید کی زبان

یہ ایک واقعی اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید فصیح عربی زبان میں ہے اس الفاظ کی مناسبت اور موقع ومحل پر ان کے معانی کی درستی ، اس کے کلام کی نشست اور مقصود سے اس کے محاورات کی مناسبت ، زبان عربی کا ذوق اور اس میں مہارت رکھنے والوں کے نزدیک محتاج ثبوت نہیں ۔ جیسا کہ قرآن مجید اپنے بارے میں کہتا ہے کہ:

بلسان عربی مبین.

یعنی یہ قرآن واضح وفصیح عربی زبان میں اتارا گیا ہے۔ (القرآن)

نیز وہ کہتا ہے کہ

قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلهم یتقون. (القرآن)

''یعنی قرآن عربی جس میں کوئی کجی نہیں تا کہ ان کو تقوی حاصل ہو''۔

یعنی چونکہ تحصیل تقوی اس کتاب کے اہم مقاصد سے ہے اس لیے اس کے مطالب صاف وواضح بیان کیے گئے ہیں تا کہ لوگ کج فہمی سے فہم مراد سے دور نہ جا پڑیں اسی لیے اس موقع پر اس کی صفت غیر ذی عوج فرمایا گیا کہ اس کے بیان میں کوئی کجی نہیں ہے جب بیان میں کجی نہیں تو فہم میں کیوں ہو؟۔

اس کے علاوہ قراءت وسماعت میں اس کی تلاوت ودل نشینی ، صاحب ذوق کے وجدان میں جو کیفیت پیدا کرتی ہے وہ لفظی بیان سے بالا ہے یہ سب امور قرآن مجید کی زبان کی خوبی اور اسکے مرتبے کی بلندی کے دلائل میں داخل ہے۔ قرآنا عربیا کے معنی یہ بھی ہیں کہ قرآن مجید فصیح وواضح زبان میں ہے کیونکہ لفظ عربی کے معنی فصیح بھی ہیں چنانچہ لسان العرب میں ہے کہ

''تقول رجل عربی اللسان اذا کان فصیحا''

یعنی جب کوئی شخص فصیح اللسان ہوگا تو اس کے وصف میں کہے گا رجل عربی اللسان ''فصیح زبان والا آدمی'' نیز اسی کتاب میں ہے:

روی عن النبی ﷺ انه قال الثیب تعرب عن نفسها ای تفصح.

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ شوہر دیدہ عورت نکاح کے وقت اپنی مرضی خود زبان سے کھول کر بیان کرے۔

یقال اعرب عنه لسانه و عرّب ای ابان وافصح محاورة " اعرب عنه لسانه وعرب "
ہردو کے معنی ہیں اس نے خوب کھول کر اور وضاحت سے بیان کیا۔

و انما سمی الاعراب اعرابا لتبیینه و ایضاحه

اعراب کو اسی لیے اعراب کہتے ہیں کہ اس سے معنی کی صفائی اور وضاحت ہوتی ہے۔

ومنه الحدیث الآخر فانما کان یعرب عما فی قلبه لسانه

اسی (لغت اعرب) سے ایک اور حدیث ہے کہ جو کچھ اسے دل میں اسے اس کی زبان صاف بیان کرتی ہے۔

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ عربی بمعنی فصیح کثیر الاستعمال ہے۔ لہٰذا جہاں پر قرآن مجید کو عربی مبین کہا گیا ہے وہاں اس کے زبان عربی میں ہونے کے علاوہ اس کا فصیح ہونا بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔ پس میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ جہاں تک میری علمی رسائی ہے الفاظ قرآنی کا مفہوم زبان عربی کے قواعد صرف اور قواعد نحو اور قواعد بلاغت کے مطابق بیان کرو بشرطیکہ موقع ومحل کے بھی مناسب ہو محض اپنے خیال کی تسکین نہ ہو پس متکلم کا منشاء اور مقصود انہی امور کی رعایت سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنا مقصود منشاء الفاظ ہی میں بتاتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ پہلے اپنے جی میں ایک بات ٹھان لیں اور پھر الفاظ قرآنی کو توڑ مروڑ کر اس کے پیچھے کھینچ لے جائیں۔ کلام کے وصل وفصل کے علم کا دوسرا نام علم بلاغت ہے اور بلاغت کی جان مقتضائے حال کی رعایت ہے۔

لغوی معنی ہر چند کہ لغت میں متعارف ہوں لیکن موقع ومحل کے مناسب نہ ہو تو سب غلط و بیکار ہوتے ہیں مضمون کی صحت کا ذمہ دار خود متکلم ہے جس نے ہم سے ان الفاظ میں اور اس طریق سے خطاب کیا ہے اور چونکہ قرآن مجید کا متکلم کائنات میں سب سے سچا اور لطیف خبیر اور علیم ہے لہٰذا اس کا ان الفاظ میں بیان کردہ مضمون غلط وقابل اعتراض نہیں ہوسکتا اس ہستی کا خود اس بارے میں فرمان ہے۔

ذلک الکتاب لا ریب فیه ·

یہ ایسی کامل کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

الحمدلله الذی انزل علی عبده الکتاب و لم یجعل له عوجا.

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری اور اس میں کوئی کجی نہیں ہے اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ:

الٓر کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر.

الٓر یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں، پھر یہ کہ مفصل ہیں حکیم خبیر کے ہاں سے اتری ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

انه لقول فصل و ما هو بالهزل.

بے شک یہ قرآن فیصلے کی بات ہے کوئی ہنسی مخول نہیں ہے۔

اور قرآن مجید کا صحت کے اعتبار سے کیا مقام ہے اس کی وضاحت ہوتی ہے:

و انه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید

بے شک یہ قرآن مجید بڑی زبردست کتاب ہے اس میں باطل کو عمل دخل نہیں ہے نہ اس کے سامنے اور نہ اس کے پیچھے اور یہ حکیم خبیر کی اتاری کتاب ہے۔ قرآن مجید کی زبان عربی ہے اور عربی بھی وہ جو فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے معجزے کی حد کو پہنچی ہوئی ہے جن و بشر میں سے کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں ہے کہ اس کے مثل کلام پیش کر سکے قرآن مجید کی زبان کو سمجھنے کیلئے سب سے اہم امر لازم ہے کہ اہل عرب کے معروف و منکر، ان کے معاشرتی زندگی کی خصوصیات، ان کی سوسائٹی میں خیر و شر کے معیارات، ان کے سماجی تمدنی اور سیاسی نظریات، روزمرہ کی زندگی میں ان کی دلچسپیاں اور مشاغل ان کے مذہبی رسوم و معتقدات، غرض اس طرح کی ساری چیزوں کے سمجھنے میں جو مدد ان کے لٹریچر سے ملتی ہے وہ کسی چیز سے نہیں ملتی ان چیزوں سے صحیح واقفیت اس شخص کیلئے انتہائی ضروری ہے جو قرآن مجید کے اشارات و تلمیحات اور اس کی تعریضات و کنایات کو اچھی طرح سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا چاہتا ہو قرآن مجید نے اسی طرح کی ساری ساری چیزوں سے تعرض کر کے ان کے اندر جو خیر تھا اسی کو اجاگر کیا ہے اور جو شر تھا اس کو مٹایا ہے اس وجہ سے اثنائے کلام میں ایسے اشارات اور کنائے بار بار آتے ہیں جن کی پوری وضاحت اس وقت تک مشکل ہے جب تک اسلام کی اصلاحات کے ساتھ آدمی جاہلیت کی بدعات سے بھی واقف نہ ہو مسئلے کو واضح کرنے کیلئے بعض اوقات مثالیں پیش کرنا بات کو سمجھانے کیلئے آسان ہو جاتا ہے لہٰذا اگر کوئی بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے نہ کہ کلامِ الٰہی کا کہ ہم اس میں کھینچ تان کر کے اپنی غلط فہمی کو درست رکھنے کیلئے اسی کی اصلاح و

ترمیم شروع کر دی اور عکس موضوع کے مرتکب بنیں اور یہی تفسیر بالرائے جس کو مستحسن نہیں سمجھا گیا۔لہٰذا قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے اصل امر عربی زبان کا ادب کا اعلیٰ مذاق ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اور محض لغت کے پڑھنے سے قرآن مجید کا سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے۔

نظم قرآن مجید اوراس کی اہمیت وضرورت

نظم کلام کسی کلام کا ایسا جز ولا ینفک ہوتا ہے کہ اس کے بغیر کسی عمدہ کلام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ قرآن مجید جس کو فصاحت و بلاغت کا معجزہ قرار دیا جاتا ہے اور جو فی الواقع معجزہ بھی ہے۔ایک بہت بڑے گروہ کے نزدیک نظم سے بالکل خالی کتاب ہے ان کے نزدیک نہ ایک سورت کا دوسری سورت سے کوئی ربط وتعلق ہے نہ ایک سورۃ کی مختلف آیات ہی میں باہم کوئی مناسبت وموافقت ہے بس مختلف آیات ،مختلف سورتوں میں بغیر کسی مناسبت کے جمع کر دی گئی ہے حیرت ہوتی ہے کہ ایسا فضول خیال ایک ایسی عظیم کتاب کے متعلق لوگوں کے اندر کس طرح جاگزیں ہوگیا ہے جس کے متعلق دوست دشمن دونوں ہی کو اعتراف ہے کہ اس نے دنیا میں ہل چل پیدا کردی ہے اذہان وقلوب بدل ڈالے ،فکر وعمل کی نئی بنیادیں استوار کیں اور انسانیت کو ایک نیا جلوہ دیا۔اور اگر فی الواقع قرآن مجید میں کوئی نظم وترتیب نہیں ہے تو پھر تو بہترین ترتیب نزولی ہوتی جس ترتیب سے آیتیں نازل ہوئیں تھیں اسی ترتیب کے ساتھ مصحف میں جمع کر دی جاتی لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ مصحف کی ترتیب نزولی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی خاص ہدایات کے تحت خاص خاص آیات کیلئے مواقع معین کیے گئے ہیں دوسری مناسب ترتیب مقداری ہوسکتی تھی یعنی آیتیں برابر برابر کی مقدار میں مختلف سورتوں میں جمع کر دی جاتیں لیکن ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ صورت بھی نہیں ہے بلکہ سورتیں چھوٹی بھی ہیں اور بڑی بھی اور کتنی ہی چھوٹی سورتیں ہیں جو اپنی سے بڑی سورتوں پر مقدم ہیں یہ سورتوں کی حد بندیوں بھی اس صورت میں کچھ غیر ضروری سی ہوکر رہ جاتی ہے اس لیے کہ حفاظ کی سہولت کیلئے تو یہ پاروں کی حد بندی کافی تھی لیکن ہر صاحب علم کو معلوم ہے کہ سورتوں کی حد بندی اور ان کی ترتیب تمام تر آپ ﷺ کی ہدایات کے تحت عمل میں آئی ہے درآنحالیکہ پاروں کی تقسیم بہت بعد کی چیز ہے۔

اس خیال کی انھی کمزوریوں کی وجہ سے شروع ہی سے ہمارے ہاں علماء کا ایک ایسا گروہ بھی رہا ہے جو قرآن مجید کے نظم کا بہت شدت سے قائل رہا ہے اور اسی گروہ کے بعض اکابرین نے اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی ہیں۔جیسا کہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

''علامہ ابوجعفر بن زبیر، شیخ ابوحیان نے نظم قرآن مجید پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور اس کا نام البرہان فی مناسبۃ الآی والسور رکھا اور ہمارے ہم عصروں میں شیخ برہان الدین بقاعی کی تفسیر ''نظم الدرر فی تناسب الآی السور'' بھی اسی اصول پر لکھی گئی ہے''۔

علامہ سیوطی نے خود اپنی ایک کتاب کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں انھوں نے نظم قرآن کے علاوہ قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے پہلو بھی واضح کیے ہیں اس سلسلے میں نظم قرآن مجید کی اہمیت کا اعتراف وہ ان لفظوں میں کرتے ہیں کہ ''ترتیب اور نظم کا علم ایک نہایت اعلیٰ علم ہے لیکن اس کے مشکل ہونے کے سبب مفسرین نے اس کی طرف بہت کم توجہ کی ہے''۔ امام فخر الدین رازی کو اس چیز کا سب سے زیادہ اہتمام رہا ہے، ان کا قول ہے کہ حکمت قرآن کا اصلی خزانہ اس کے نظم وترتیب میں چھپا ہوا ہے''۔

امام رازی اپنی تفسیر میں آیت'' **ولو جعلناه قرآنا اعجميا لقالوا** '' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں اتری ہے جو از راہ شرارت یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کسی عجمی زبان میں اتارا جاتا تو بہتر ہوتا لیکن اس طرح کی باتیں کہنا میرے نزدیک کتاب الٰہی پر سخت ظلم ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ قرآن مجید کی آیات میں باہمی کوئی ربط ہی نہیں ہے حالانکہ یہ کہنا قرآن مجید پر بہت بڑا اعتراض کرنا ہے ایسی صورت میں قرآن مجید کو معجزہ ماننا تو الگ رہا اس کو ایک مرتب کتاب کہنا بھی مشکل ہے میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ یہ سورۃ شروع سے لے کر آخر تک ایک مربوط کلام ہے (اس کے بعد تقریبا اٹھارہ سطروں میں سورۃ کی اجمالی تفسیر اور اس کا نظم بیان کر کے فرماتے ہیں) کہ ہر مصنف جو حق پسند ہے تسلیم کرے گا اگر سورۃ کی تفسیر اس طرح کی جائے جس طرح ہم نے کی ہے تو پوری سورت ایک ہی مضمون کی حامل نظر آئے گی اور اس کی تمام آیات ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کریں گی''۔

اسی سلسلہ کی ایک اہم شخصیت علامہ مخدوم مہائمی کی ہے جنھوں نے اپنی تفسیر ''تبصیر الرحمان وتیسیر المنان'' جو کہ تفسیر مہائمی کے نام سے مشہور ہے نظم قرآن مجید کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ: ''جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا نزول چونکہ حالات کے تقاضوں کے تحت تھوڑا تھوڑا کر کے ہوا ہے اس وجہ سے اس میں نظم نہیں تلاش کرنا چاہیے ان کو دھوکہ ہوا ہے قرآن مجید کا نزول بلاشبہ حسب حالات جستہ جستہ ہوا ہے لیکن اس کی ترتیب میں نہایت گہری حکمت ملحوظ ہے''۔

لیکن اس ضمن میں ایک غلط تصور نے جنم لیا وہ یہ کہ بعض اوقات مفسرین غلو کے تحت آیات کے مابین

ربط و تعلق کو جوڑنے میں شد و مد سے لگے جس کی بناء پر ایسے مقامات پر اس میں ایک بہت بڑا خلا محسوس ہوتا ہے اصل نظم و ترتیب اور آیات کا باہمی ربط و تعلق ایسی چیز ہے کہ لوگوں کے سامنے ایسی چیز آتی جو قرآن کے نظم کو اس طرح واضح کرتی کہ ہر صاف دل و دماغ کے قاری کو اپنے ذہن کی آواز معلوم ہو۔

قرآن مجید کے نظم کے حوالے سے ایک بات ضروری ہے وہ یہ کہ قرآنی نظم محض عملی لطائف کے قسم کی کوئی چیز نہیں ہے اور قرآن مجید نے مختلف سورتوں میں مختلف اصولی باتوں پر آفاقی و انفسی یا تاریخی دلائل بیان کیے ہیں یہ دلائل نہایت حکیمانہ ترتیب کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور جس شخص پر یہ ترتیب واضح ہو جب اس سورۃ کی تدبر کے ساتھ تلاوت کرتا ہے تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ زیر بحث موضوع پر اس نے ایک نہایت جامع مدلل اور شرح صدر بخشنے والا خطبہ پڑھا ہے اس کے برعکس جو شخص اس ترتیب سے بے خبر ہو وہ اجزاء سے اگر چہ واقف ہوتا ہے لیکن اس حکمت سے وہ بالکل ہی محروم رہتا ہے جو اس سورۃ میں بیان ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ اس مسئلے کا علمی و نظر پہلو تھا اس کا سیاسی و اجتماعی پہلو بھی نہایت اہم ہے اور وہ یہ کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اس ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی قرآن مجید کی حبل اللہ المتین ہی کے ذریعے سے ہوئی ہے اور تمام مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سب مل کر اس رسی کو مضبوطی سے مل کر پکڑیں اور متفرق نہ ہو اس ہدایت کا یہ فطری تقاضا ہے کہ ہمارے درمیان جتنے بھی اختلاف ہوں ہم ان فیصلے کیلئے رجوع قرآن مجید کی طرف رجوع کریں لیکن ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ خود قرآن مجید کے بارے میں ہماری رائیں متفق نہیں ہیں ایک ایک آیت کی تاویل میں نہ جانے کتنے اقوال ہیں اور ان اقوال میں سے اکثر ایک دوسرے سے متناقض ہیں لیکن کوئی چیز ہمارے پاس ایسی نہیں ہے جو یہ فیصلہ کر سکے کہ ان میں سے کون سا قول حق پر ہے۔

کسی کلام کی تاویل میں اختلاف وقاع ہو تو اس اختلاف کو رفع کرنے کیلئے سب سے زیادہ تسلی بخش چیز اس کا سیاق و سباق اور نظام اور رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ہی ہوسکتی ہے اور اس فطری طریق کو اختیار نہ کرنے کا نقصان یہ ہوا کہ ہمارے ہاں جو بھی اختلاف پیدا ہوا وہ مستقل بنیادوں پر ہو گیا اور ان اختلافات میں سب سے زیادہ خوف ناک اختلافات ان گمراہ فرقوں کی ضلالتوں کا ہے کیونکہ اس تمام فرقوں نے اپنے گمراہ کن عقائد کی تشریح اور وضاحت کیلئے قرآن مجید کی آیات کی تاویلات سے ہی کام لیا ہے کیونکہ ایک آیت کو اس کے سیاق و سباق سے کاٹ کر جو چاہے معنی دے دیے جائیں۔

قرآن مجید کے نظام کا ظاہری ومخفی پہلو

قرآن مجید میں بحیثیت مجموعی ایک مخصوص نظام ہے جس کا ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک مخفی پہلو ہے پہلے اس کے ظاہری پہلو پر نظر بات کی جائے گی۔ اگر سورتوں کی اس ترتیب پر ایک نظر ڈالیں جس ترتیب سے وہ مصحف میں ہیں تو ایک چیز واضح نظر آتی ہے وہ یہ کہ قرآن مجید میں مکی اور مدنی سورتوں کے ملے جلے سات گروپ بن گئے ہیں جن میں سے ہر ایک گروپ ایک یا ایک سے زائد مکی سورتوں سے شروع ہوتا ہے اور ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتوں پر ختم ہوتا ہے ہر گروپ میں پہلے مکی سورتیں ہیں اور ان کے بعد مدنی سورتیں ہیں۔

☆ پہلا گروپ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور مائدہ پر ختم ہوتا ہے اس گروپ میں فاتحہ مکی ہے اور باقی چاروں مدنی ہیں۔

☆ دوسرا گروپ انعام اور اعراف دو مکی سورتوں سے شروع ہوتا ہے اور انفال وتوبہ دو مدنی سورتوں پر ختم ہوتا ہے

☆ تیسرے گروپ میں پہلے چودہ سورتیں یونس تا مومنون مکی ہیں اور آخر میں سورۃ النور ہے جو مدنی ہے

☆ چوتھے گروپ کا آغاز سورۃ الفرقان سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ الاحزاب پر ختم ہوتا ہے اس میں آٹھ سورتیں مکی ہیں اور آخری سورت الاحزاب مدنی ہے۔

☆ پانچواں گروپ سورۃ سبا سے شروع ہوتا پے اور سورۃ الحجرات پر ختم ہوتا ہے اس میں تیرہ سورتیں مکی ہیں اور آخری تین سورتیں مدنی ہیں۔

☆ چھٹا گروپ سورۃ ق سے شروع ہوکر سورۃ التحریم پر ختم ہوتا ہے اس میں پہلی ۷ سورتیں مکی ہیں اور اس کے بعد ۱۰ سورتیں مدنی ہیں

☆ ساتویں گروپ کا آغاز سورۃ الملک سے ہوتا ہے سورۃ الناس پر ختم ہوتا ہے اس میں بھی کچھ ایسی ہی ترتیب ہے۔

سورتوں کی یہ ترتیب ہر صاحب علم جانتا ہے کہ اتفاقی نہیں بلکہ توقیفی ہے یہ وہ ترتیب ہے جس ترتیب پر قرآن مجید لوح محفوظ میں ہے یہی وہ ترتیب ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا جبرئیل علیہ السلام، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ ہر رمضان میں قرآن مجید کا مذاکرہ کیا کرتے تھے اسی ترتیب کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رمضان میں قرآن مجید سنتے سناتے تھے اور اسی ترتیب کے مطابق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کی نقلیں تمام ممالک اسلامیہ میں بھجوائیں اس وجہ سے یہ ترتیب حکمت سے خالی نہیں

ہوسکتی اوراس کا مخفی پہلو کچھ اس طرح ہے کہ: مذکورہ بالا سات گروپوں پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے اس میں بے شمار حکمتیں ہیں جو پنہاں ہیں اس میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

جس طرح ہر سورہ کا ایک خاص عمود ہوتا ہے جس سے ساری سورت کے تمام اجزائے کلام وابستہ ہوتے ہیں اسی طرح ہر گروپ کا بھی ایک جامع عمود ہوتا ہے اوراس گروپ کی تمام سورتیں اسی جامع عمود کے کسی پہلو کی حامل ہیں۔ مطالب اگرچہ ہر گروپ میں نمایاں ہیں لیکن اس اشتراک کے ساتھ جامع عمود کی چھاپ ہر گروپ پر نمایاں ہے۔

☆ ہر گروپ میں جو مدنی سورتیں ہیں وہ اپنے گروپ کے مجموعی مزاج سے ہم آہنگ وہم رنگ ہیں ان کو اپنے گروپ کی مکی سورتوں سے وہی مناسبت ہے جو مناسبت کسی درخت کی جڑ اوراس کی شاخوں میں ہوتی ہے۔

☆ ہر سورہ زوج زوج ہے یعنی ہر سورہ اپنا ایک جوڑا اور ثنی رکھتی ہے اوران دونوں میں اسی طرح کی مناسبت ہے جس طرح کی مناسبت زوجین میں ہوتی ہے یعنی ایک میں جو خلا ہوتا ہے دوسری اس خلا کو بھرتی ہے ایک میں جو پہلو مخفی ہوتا ہے دوسری اس کو اجاگر کرتی ہے اوراس طرح دونوں مل کر چاند اور سورج کی شکل میں نمایاں ہوتے ہیں۔اوراس کی ایک مثال یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں میں انھی جوڑوں کی صورت میں سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

☆ صرف سورۃ فاتحہ اس سے کلیہ سے مستثنیٰ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورہ درحقیقت پورے قرآن مجید کا دیباچہ ہے اوراس کے اندر پورے قرآن مجید کے بنیادی حقائق کو جمع کردیا گیا ہے اس کے مختلف ناموں میں ایک نام کافیہ بھی ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ سورت خود اپنی ذات میں مکتفی ہے۔

☆ بعض سورتیں ایسی ہیں کہ جن کی حیثیت ضمنی سورۃ کی ہے یعنی وہ کسی سورۃ کے مستقل ثنی کی حیثیت نہیں رکھتی ہیں بلکہ اپنی ماسبق کے کسی ایک اہم پہلو کی وضاحت کے طور پر نازل ہوئی ہیں اس کی ایک مثال سورۃ الحجرات ہے جو اپنی سابق سورۃ کی توضیح کا مقام رکھتی ہے۔

☆ ہر گروپ پر الگ الگ تدبر کرنے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ہر ایک کے اندا اسلامی دعوت کے تمام ادوار ابتداء سے لے کر انتہا تک نمایاں ہوئے ہیں، البتہ نمایاں ہونے کا پہلو ہر ایک کے اندر مختلف ہے نیز ایجاز اور تفصیل کے اعتبار سے انداز سے الگ الگ ہے۔

☆ اور یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ اس ترتیب میں قانون وشریعت کے گروپ کو دوسرے تمام گروپوں پر مقدم

کردیا ہے اور منذرات کے گروپ کو سب سے آخر میں کردیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انذار سے مقصود درحقیقت لوگوں کو غلط راہ سے موڑ کر صحیح راہ پر لگانا ہے اور صحیح راہ شریعت کی راہ ہے اور اس وجہ سے جو چیز غایت و مقصود کی حیثیت رکھتی ہے اس پر سب سے پہلے نگاہ پڑنی چاہیے۔

ان امور کے بیان سے قرآن مجید کے نظم و ترتیب کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس پر جتنا غور کیا جائے اس سے کے حسن کے پہلو اتنے ہی واضح ہوتے جاتے ہیں اور یہ حسن ہر قاری کو مطالعہ اور غور و فکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔

علم اسرار دین ولطائف قرآن مجید

اس فن شریف کی قدر و منزلت اور اس کی ضرورت و حاجت کی نسبت خاکسار اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتا صرف ان بزرگوں کے اقوال پر اکتفا کرنا چاہتا ہوں جن کے فیوض آج بھی جاری ہیں۔ استاذ الصوفیاء سراج السالکین شاہ عبدالغفور صاحب چینیکی فرماتے ہیں کہ: باید دانست کہ علم لطائف و نکات قرآن علیست کہ نہایت ندارد۔ و ہر روز در تزاید و ترقیست۔ زیرا کہ ہر صاحب فن بقدر حوصلہ و استعداد خود آنچہ متعلق بفن خود است از یں کلام مجید برمی آرد پس استیفائے ایں علم در دنیا ممکن نیست۔

اور اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ الدھلوی حجۃ اللہ البالغۃ میں علم حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ: اس فن کے کئی طبقے ہیں پھر ان سب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک علوم حدیثیہ میں سے سب سے زیادہ دقیق اور عمیق اور سب سے اعلی و اولی اور ارفع و اعظم اسرار دین ہے جس میں احکام الہیہ کی حکمتوں اور ان کی لمیات سے بحث ہوتی ہے اور خواص اعمال کے اسرار اور نکات مذکور ہوتے ہیں"۔

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ: "خدا کی قسم یہ علم اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ جو شخص اس کی طاقت رکھے وہ اپنے عمدہ اوقات اس میں خرچ کرے اور فرض عبادت کے بعد اسے اپنی اقبت کا ذخیرہ اور توشہ بنائے"۔

پھر حضرت شاہ صاحب اس علم کی قدر و منزلت کی وجہ سمجھاتے ہیں کہ انسان اس سے امور شرعیہ کا علی وجہ البصیرت عالم ہو جاتا ہے جو کہ اس کا مقصود اور غایت ہے۔

و به یامن ان یکون کحاطب لیل او کغائض سیل او یخبط خبط العشوراء او یرکب متن العمیاء.

اوراس علم سے انسان اس بات سے بے خوف ہوجاتا ہے کہ رات کے وقت ایندھن اکٹھا کرنے والے کی طرح یا سیلاب میں غوطہ مارنے والے کی طرح ہو یا یہ کہ شبکوری الے کی طرح ٹامک ٹوئے مارے یا یہ کہ اندھے جانور کی پشت پر سوار ہو۔ اوراس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر چہ ان علوم کے متعلق علماء نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس فن یعنی علم اسرار دین میں تصنیف بہت کم ہے اور ذکر لطائف کا موضوع تو بہت وسیع ہے جس میں سے بعض کا ذکر جو کہ سورۃ الفاتحہ سے متعلق ہے۔

☆ بسم اللہ میں لفظ اسم کیوں ذکر کیا گیا ہے اور پھر یہ کہ باللہ کیوں نہیں کہا؟۔

☆ رحمٰن ورحیم ہر دو مصدر رحمۃ سے ماخوذ ہیں دونوں کو اکٹھا کیوں کیا؟۔

☆ رحمٰن کو پہلے اور رحیم کو پیچھے کیوں ذکر کیا؟۔

☆ الحمد میں مدح، شکر اور ثناء کے لفظ ترک کر کے حمد کو کیوں منتخب کیا؟۔

صرف سورۃ الفاتحہ میں جو لطائف بیان کیے گئے ہیں ان کی تعداد پچاس سے اوپر پہنچتی ہے جب کہ اس میں آیات کی تعداد صرف سات ہے لہٰذا اگر قرآن مجید کے لطائف پر غور کیا جائے تو فہم کا ایک نیا جہاں سامنے آتا ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے اور وہ اپنے اس مقصد تخلیق کو کس طرح حاصل کر سکتا ہے اوراس حصول مقصد میں کس طرح اس کی مشکلات پر قابو پا سکتا ہے لیکن قرآن مجید کے لطائف کا علم صرف اور صرف انسان کی اندر سے طلب پر انحصار کرتا ہے کیونکہ جتنی طلب سچی ہوگی اتنی ہی اس کی فہم زیادہ ہوگی۔

قرآن مجید کے طلباء کے لیے ہدایات

قرآن مجید کی فہم کوئی آسان امر نہیں ہے بلکہ اس کیلئے کسی بھی مسلمان کیلئے جتنے بھی ممکنہ عوامل اس کی استطاعت میں اس پر لازم ہے کہ وہ ان سب سے کام لیتے ہوئے قرآنی تعلیمات کو اپنے اوپر نافذ کرے کیونکہ یہی اس کی بعثت دنیا کا یہی مقصد ہے کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا نفاذ ہی اس کی حقیقی غایت ہو لیکن فہم قرآن مجید کے حوالے سے تمام تر داخلی اور خارجی وسائل کے ہونے کے باوجود سب سے اہم امر طالب قرآن مجید کیلئے اس کا دل ہے، اگر اس کے دل میں اتنی تڑپ اور لگن ہے کہ اس راہ فہم قرآن میں حائل مشکلات کا سامنا بھی وہ ہمت کے ساتھ کر سکے اور یہ بات بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ کوئی سپاہی میدان جنگ میں اپنے سارے ہتھیار لے کر پہنچ جاتا ہے لیکن اس کے سینے میں کوئی بہادر اور مضبوط دل نہیں تو اس کے سارے ہتھیار

بے کار جائیں گے کہ ہتھیار بھی اس وقت کام کریں گے جب ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا حوصلہ بھی ہوا بالکل ایسے ہی قرآن مجید سمجھنے کیلئے ہر قسم کی لغت اور خارجی وسائل موجود ہوں لیکن اگر دل میں کوئی تڑپ یا لگن نہ ہو تو خارجی وسائل سب بے کار اور زائد از ضرورت ہیں اس حوالے سے فہم قرآن کیلئے بھی سب سے اہم عنصر دل ہی ہے پس اس کو چاہیے کہ اپنے دل کو صحیح رخ پر رکھے اور دل کو صحیح رخ پر رکھنے کیلئے جو امور معاون ثابت ہوتے ہیں ان میں سے اہم درج ذیل ہیں:

(۱) نیت کی پاکیزگی (۲) قرآن مجید کو ایک برتر کلام مانا جائے

(۳) قرآن مجید کے تقاضوں کے مطابق بدلنے کا عزم (۴) تدبر قرآن مجید

(۵) اللہ تعالیٰ سے رہنمائی وہدایت کی دعا

نیت کی پاکیزگی

اس کیلئے سب اہم اور پہلی چیز نیت کی پاکیزگی ہے نیت کی پاکیزگی سے مراد یہ ہے کہ آدمی قرآن مجید کو صرف طلب ہدایت کیلئے پڑھے کسی اور غرض کو مدنظر رکھ کر اس کا مطالعہ نہ کرے اگر طلب ہدایت کے علاوہ کوئی اور غرض اس کے سامنے ہوگی تو وہ قرآن مجید کے فیض سے محروم ہی رہے گا بلکہ اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ قرآن مجید سے جتنا دور وہ اب تک رہا ہے وہ اس سے بھی زیادہ دور ہٹ جائے گا، اگر آدمی قرآن مجید کو اس لیے پڑھے کہ لوگ اس کو مفسر سمجھنے لگیں تو ممکن ہے کہ وہ اپنی اس غرض تک پہنچ جائے لیکن وہ قرآن مجید کے حقیقی علم سے محروم ہی رہے گا۔ اسی طرح اگر انسان کے کچھ نظریات ہوں اور وہ قرآن مجید کی طرف رجوع کرے کہ اسے اپنی ان نظریات کی تائید میں قرآن مجید سے کچھ دلائل مل جائیں تو ممکن ہے وہ قرآن مجید سے کچھ الٹی سیدھی دلیلیں گھڑنے میں کامیاب بھی ہو جائے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنی اس حرکت کے سبب سے اپنے اوپر قرآن مجید کا دروازہ بالکل بند کرلے گا۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ ہدایت کا صحیفہ بنا کر اتارا ہے اور ہر آدمی کے اندر طلب ہدایت کا داعیہ رکھ دیا ہے، اب اگر وہ اس داعیہ کے تحت قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ بقدر کوشش اور بقدر توفیق الٰہی اس سے فیض پاتا ہے اور اگر اس داعیہ کے سوا کسی اور داعیہ کی تحریک سے، کسی حقیر مقصد کیلئے وہ قرآن مجید کو استعمال کرتا ہے تو ''لکل امری ما نوی '' کے اصول کے مطابق وہ وہی چیز پاتا ہے جس کا وہ طالب ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی اسی خوبی کو اللہ رب العزت نے اس طرح بیان کیا ہے کہ :

یضل به کثیرا و یھدی به کثیرا.(القرآن)

کہ اللہ اس کے ذریعے سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔

اور اس کے بعد اس ہدایت وضلالت کا ضابطہ بھی بیان فرمادیا ہے کہ

وما یضل به الاالفسقین .(القرآن)

اس کے ذریعے سے نہیں کرتا گمراہ مگر انھیں لوگوں کو جو نافرمان ہوتے ہیں۔

یعنی جو لوگ فطرت کی سیدھی راہ سے ہٹ کر چلتے ہیں اور ہدایت سے بھی ضلالت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو وہی چیز دیتا ہے جس کے وہ بھوکے ہوتے ہیں اگر ایک شخص کعبہ جا کر بھی بتوں کی پرستش کرنا چاہتا ہے تو اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ توحید کی لذت سے آشنا ہو۔ اگر کوئی شخص پھولوں کے اندر سے بھی کانٹے جمع کرنا چاہتا ہے تو وہ ہرگز اس بات کا مستحق نہیں کہ اسے پھولوں کی خوشبوؤں میں سے کچھ ملے جو شخص اپنے فسادِ طبیعت کے سبب سے علاج کو بھی بیماری بنالیتا ہے، وہ اسی لائق ہے کہ شفا حاصل ہونے کی بجائے اس کی بیماری ہی میں اضافہ ہو اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے

اولئک الذین اشتروا الضلالة بالھدی فما ربحت تجارتھم و ما کانوا مھتدین.(القرآن)

یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے تو ان کی یہ تجارت ان کیلئے سودمند ثابت نہ ہوگی اور وہ ہدایت پانے الوں میں سے نہ ہوں گے۔

قرآن مجید کو ایک برتر کلام ماناجائے

نیت کی پاکیزگی کے بعد دوسری اہم چیز یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایک اعلیٰ اور برتر کلام مان کر اس پر غور کرنے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے ،اگر دل میں قرآن مجید کی عظمت واہمیت نہ ہو تو آدمی اس کے سمجھنے اور اس کے حقائق و معارف دریافت کرنے پر وہ محنت خرچ نہیں کرسکتا جو اس کے خزائن حکمت سے مستفید و مستفیض ہونے کے لے ضروری ہے۔قرآن مجید کے متعلق یہ سوچ کہ وہ دنیا کی عظیم اور برتر کتاب ہے اس لیے ضروری ہے کہ یہ تاریخ انسان کی وہ واحد کتاب ہے جس نے ایک بہت بڑا انقلاب برپا کیا ہے اور دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک انسانی زندگی کے ہر گوشے کو نہایت گہرے طور پر متاثر کیا ہے اس نے لوگوں کے سوچنے کے انداز بدل دیئے، افکار ونظریات بدل ڈالے تہذیب وتمدن بدل ڈالے ، آئین وقانون

بدل ڈالے، مذاہب و ادیان بدل ڈالے، اتنی ہمہ گیر و عالم گیر تبدیلیاں لانے والی کتاب کسی شخص کے نزدیک اچھی بھی ہوسکتی ہیں اور بری بھی لیکن غیر اہم نہیں ہوسکتی ہر وہ انسان جو زندگی کے مسائل پر سنجیدگی سے غور کرتا ہے وہ بہ آسانی جان سکتا ہے کہ زندگی کے موجود مسائل کا اس سے آسان کوئی اور حل ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جو قوم بڑے بڑے شعراء پیدا کرتی تھی اس قوم میں اچانک ابوبکر و عمر فاروق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم جیسے مصلحین کیسے پیدا ہو گئے۔ پھر یہ بات بھی اہم ہے کہ دنیا کی ایک بڑی تعداد اس کتاب کو آسمانی اور مقدس کتاب مانتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کائنات کا سب سے بڑا معجزہ کہ جس کتاب کو پڑھ کر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہوں یہ اعزاز آج تک کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوا اس میں اتنا اثر ہو کہ پڑھنے والے کے دل و دماغ میں بھی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں لہٰذا یہ ماننا بہت اہم ہے کہ قرآن مجید صرف عبادات پر مشتمل کتاب نہیں اور ہی حلال و حرام کے بیان پر مبنی کتاب اور نہ ہی صرف تبرکات پر مشتمل کتاب بلکہ یہ کتاب ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ہر اس انسان کیلئے جو فطرت کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہو پس اس بات کیلئے یہ بات بہت اہم ہے کہ اس کے تقدس و عظمت کو دل و دماغ میں اچھی طرح سے راسخ کرلیا جائے، اس کو ضابطہ حیات بنانے میں جو مشکلات راہ میں حائل ہیں ان کو اسی حوصلہ سے ختم کرسکتا ہے اور اس کی عظمت کیلئے ایک سے زائد قرائن ہیں جن میں سے کچھ کا تعلق خارج سے اور کچھ کا تعلق داخل سے ہے اور ان میں سے اہم قرینہ قرآن مجید کا عمومی جائزہ ہے جس کی مختصر تفصیل کچھ یوں نظر آتی ہے:

☆ قرآن مجید نازل کرنے والی ہستی کائنات کی خالق و مالک اور رازق ہے۔

☆ قرآن مجید جس ہستی کے توسط سے نازل کیا گیا وہ فرشتوں میں سب سے زیادہ افضل یعنی ان کا سردار ہے۔

☆ قرآن مجید جس ہستی پر نازل کیا گیا وہ ہستی بھی انبیاء اور رسل بلاشک وشبہ سب سے زیادہ افضلیت کی حامل ہے۔

☆ قرآن مجید نے جس امت کو مخاطب کیا وہ امت بھی تمام امتوں میں افضل ترین امت ہے۔

☆ اور قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ خود اس کی حفاظت کرنے والا ہے ایسے کتنے ہی پہلو ہیں جن کی رو سے قرآن مجید ایک اعلیٰ و برتر کتاب ہے جو کہ سراسر ہدایت پر مشتمل ہے۔

المختصر قرآن مجید کی افضلیت اور شرف پر تو مسلمان درکنار بلکہ غیر مسلم زعماء بھی گواہی دیتے ہیں جن میں سے کچھ کے اقوال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قرآن مجید کا انتہائی متعصب مترجم جارج سیل لکھتا ہے کہ ''قرآن مجید بے شبہ عربی زبان کی سب سے مستند اور بہترین کتاب ہے کوئی انسان ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا یہ مُردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔ ایک اُمی کس طرح ایسی بے عیب اور لاثانی کتاب تحریر کر سکتا ہے''۔

☆ ریوایںڈ جی ایم ایڈول لکھتا ہے ''قرآن مجید کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی جنات اور مادیت کا شرک مٹایا، اللہ کی عبادت قائم کی، بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کی، ام الخبائث کو حرام مطلق قرار دیا چوری، جوا، زنا اور قتل وغیرہ کی ایسی سخت سزائیں مقرر کی کہ کوئی شخص ان جرائم کے ارتکاب کی جرات ہی نہ کر سکے''۔

☆ عمانویل ڈوش نے لکھا ہے کہ ''اس قرآن مجید کی مدد سے تمام سامی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے جہاں اہل فینیشیا بہ طور تاجروں کے اور یہودی پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے عربوں نے بنی نوع انسان کو اس وقت روشنی دکھائی جب کہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مغرب و مشرق کو فلسفہ، طب اور علم ہیئت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں اہم کردار ادا کیا، ہم ہمیشہ اس دن کا ماتم کریں گے جس دن غرناطہ عربوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

ان اقوال سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید کس مقام کا حامل ہے اور اس کے پڑھنے والے کو اس کو کس مقام پر رکھنا چاہیے۔

قرآن مجید کے تقاضوں کے مطابق بدلنے کا عزم

قرآنجید سے صحیح استفادے کیلئے تیسرا اہم عنصر یہ کہ انسان کے اندر قرآن مجید کے تقاضوں کے مطابق، اپنے ظاہر و باطن کو بدلنے کا مضبوط ارادہ ہو۔ ایک شخص جب قرآن مجید کو گہری نظر سے پڑھتا ہے تو وہ ہر قدم پر محسوس کرتا ہے کہ قرآن مجید کے تقاضے اور مطالبے اس کی اپنی خواہشوں اور چاہتوں سے بالکل مختلف ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کے تصورات اور تخیلات بھی قرآن مجید سے بالکل الگ تھلگ ہیں اور اس کے معاملات و تعلقات بھی قرآن مجید کے مقرر کردہ راستے سے ہٹے ہوئے ہیں وہ اپنے باطن کو بھی قرآن مجید سے دور پاتا ہے اور اپنے ظاہر کو بھی اس سے بالکل منحرف دیکھتا ہے۔ اس فرق و اختلاف کو محسوس کر کے ایک صاحب عزم اور حق طلب شخص تو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو میں اپنے آپ کو تا حد امکان قرآن مجید کے مطابق بنانے کی کوشش کروں گا۔ وہ ہر قسم کی قربانیاں کر کے ہر طرح کے مصائب جھیل کر کے ہر نوع کی ناگواریاں برداشت کر

کے اپنے آپ کو قرآن مجید کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی توفیق پاتا ہے لیکن جو شخص صاحب عزم نہیں ہوتا وہ اس خلیج کو پاٹنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتا جو وہ اپنے اور قرآن مجید کے درمیان پاتا ہے، وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر میں اپنے عقائد وتصورات کو قرآن مجید کے مطابق بناتا ہوں تو مجھے ذہنی وفکری اعتبار سے نیا جنم لینا پڑے گا۔ اسے یہ نظر آتا ہے کہ اگر میں اپنے اعمال واخلاق کو قرآن مجید کے مطابق بنانے کی کوشش کروں تو ممکن ہے کہ میرا اپنا ماحول میرے لیے اجنبی بن جائے اور ممکن ہے کہ اس راہ میں مجھے اس سے زیادہ تکالیف بھی اٹھانی پڑیں اور زندگی کی موجودہ سہولتوں سے بھی محروم ہونا پڑے یہ اور اس جیسے تمام خدشات وخطرات کا مقابلہ کرنا اور ان کے مقابلے کیلئے ہمت باندھ لینا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے صرف مردان کار ہی ان گھاٹیوں کو پار کر سکتے ہیں۔ کمزور ارادے اور پست حوصلے والے لوگ یہیں سے اپنا رخ بدل لیتے ہیں اور بعض جو اپنی کمزوریوں پر زیادہ پردہ ڈالنے کے خواہشمند نہیں ہوتے وہ تو یہ کہتے ہوئے اپنی خواہشوں کے پیچھے چل کھڑے ہوتے ہیں کہ قرآن مجید کا راستہ ہے تو صحیح لیکن اس پر چلنا ہمارے لیے بہت دشوار ہے اس لیے ہم جس راستے پر چل رہیں ہیں اسی راستے پر چلیں گے لیکن جو لوگ اپنی کمزوریوں کو عزیمت اور نفاق کو ایمان کے روپ میں دیکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں وہ اپنا یہ شوق کسی نہ کسی بہانے پورا کر لیتے ہیں اور یہ تمام بہانے اور طرق شیطانی ہیں جو اس نے حضرت انسان کو بہکانے اور بھٹکانے کیلئے وضع کر رکھے ہیں المختصر کوئی بھی انسان ان میں سے کوئی بھی راہ اختیار کرے گا تو سیدھا گمراہی کے گڑھے میں جا گرے گا۔

ان تمام باتوں کے بعد عرض ہے کہ کامیابی اور فلاح کا راستہ ایک ہے کہ آدمی قرآن مجید کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرے اور اس کیلئے ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار ہو جائے اور کچھ عرصے تک اللہ رب العزت کی جانب سے اس کی آزمائش بھی ہوتی ہے کہ آیا یہ شخص اپنے ارادوں میں مخلص بھی ہے یا نہیں، لہٰذا ان آزمائشوں میں انسان اپنے آپ کو ثابت قدم اور مضبوط ثابت کر دے تو پھر اس کیلئے کامرانیوں کی راہیں کھلنا شروع ہو جاتی ہیں اگر ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے اگر ایک ماحول سے وہ پھینکا جاتا ہے تو دوسرا ماحول اس کیلئے خیر مقدم کرنے کیلئے آگے بڑھتا ہے اگر ایک زمین اس کو پناہ دینے سے انکار کرتی ہے تو دوسری سرزمین اس کیلئے اپنی آغوش کھول دیتی ہے اور اسی حقیقت کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے:

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین.

''اور جو ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے ہم ضرور ان پر اپنی راہیں کھولیں گے اور اللہ محسنین کے ساتھ ہے''۔

تدبر قرآن مجید

قرآنجید سے استفادے کیلئے چوتھی شرط تدبر ہے اور اس شرط کا قرآن مجید نے بار بار ذکر کیا ہے اور اہل ایمان کو اس طرف راغب بھی کیا ہے ایک مقام پر ارشاد ہے کہ

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا.

کیا یہ لوگ قرآن مجید پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو قرآن مجید کے اولین مخاطب تھے وہ قرآن مجید کو برابر تدبر کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو لوگ جتنا زیادہ تدبر کرتے تھے وہ قرآن مجید کے فہم میں اتنے ہی ممتاز تھے بلکہ بعض روایات کے مطابق تو بعض صحابہ نے سورۃ البقرۃ کو پڑھنے اور سمجھنے میں آٹھ سال صرف کیے اور یہ وہ لوگ تھے جن کے سامنے قرآن مجید نازل ہوا تھا۔صحابہ کرام نے قرآن فہمی کیلئے مختلف حلقہ جات قائم کیے تھے جن میں اہل ذوق حضرات اکٹھے ہو کر اجتماعی مطالعہ کیا کرتے تھے تاکہ ایک دوسرے کی فہم سے مستفید ہو سکیں۔اس طرح کے حلقوں سے رسول اللہ ﷺ کی دلچسپی کا بھی علم ہوتا ہے بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فکر کے ان حلقوں کو ذکر حلقوں پر ترجیح دیتے تھے۔بعد میں خلفائے راشدین بھی اس امر میں گہری دلچسپی لیتے رہے کیونکہ اسی مرحلے سے گزر کر اسلامی قانون سازی کی راہیں ہموار ہوئی تھی۔محض تبرکاً پڑھنا اور معانی کی طرف کوئی توجہ نہ دینا یہ صحابہ کرام کا شعار نہ تھا۔قرآن مجید محض صحیفہ برکت نہیں بلکہ صحیفہ ہدایت ہے۔قرآن مجید کا مقام یہ نہ تھا کہ ہم اپنی زندگی کے مختلف مراحل پر ابتداء میں اس کی تلاوت کر لیں اور اس کے عملی تقاضوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں۔

دنیا کی شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس نے قرآن مجید سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہو کہ اس کا حقیقی فائدہ صرف اس وقت ہی پہنچ سکتا ہے جب اس کو پورے غور و فکر اور تدبر کے ساتھ پڑھا جائے سادہ زبان میں اور تفاسیر کی بات کی جائے تو ان تفاسیر میں مطالب کی رفعت ،فلسفہ وحکمت اور نطق وبیان کی فصاحت و بلاغت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔کثیر تراجم وتفاسیر کی موجودگی کے باوجود اس ترجمہ وتفسیر کی تالیف واشاعت کا مقصد یہ ہے کہ میں اسلام کی ہمہ گیری ،نزول قرآن اور اس کی فضیلت کے بارے میں کچھ کہنے کی سعادت حاصل کروں اور

قرآن مجید کے سادہ اور دل نشین پیغام کی توسیع وترویج میں حصہ لوں اس ترجمہ وتفسیر کے لکھنے کا خیال مجھے اس لیے بھی آیا کہ ایک عرصہ سے میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ قرآن مجید کا ایسا بامحاروہ ترجمہ اور احادیث صحیحہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جس میں اسلام کی تعلیمات، اغراض ومقاصد کا احاطہ ہو اور ان تمام مسائل کو اس آسان زبان اور تفصیل سے بیان کردیئے جائیں کہ ہوسکتا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے کلام کو خود بہ آسانی سمجھ جائے۔ اسلام وہ دین فطرت ہے جسے اللہ تبارک تعالی نے ساری دنیا کی فلاح وبہبود کیلئے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمارے لیے بھیجا ہے۔ اس کی سند اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید فرقان حمید اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے جو احادیث نبوی میں اسناد کے ساتھ درج ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید کی ہمہ گیری اور وسعت کا یہ عالم ہے کہ یہ ہر انسان کیلئے مشعل راہ ہوا اور ہر ایک شخص نے اس سے مفید مطالب اور معنی اخذ کیے ابن آدم کیلئے قرآن مجید کا یہ آفاق گیر فیضان تا قیامت جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا

قرآن مجید سے عملی استفادے کی اہم ترین شرط یہ ہے کہ اس کی فہم اور عمل کی راہ میں حائل مشکلات میں آدمی مایوس ہونے کے بجائے یا قرآن مجید سے بدگمان ہونے کی بجائے یا اس پر معترض ہونے کے بجائے اپنی الجھن کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرے اور اسی سے مدد اور رہنمائی کا طالب ہو کیونکہ قرآن کا طالب علم بارہا یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ایک قول ثقیل کے تلے دب گیا ہے اور جس اٹھانا اس کیلئے دشوار ہورہا ہے تو ایسے تمام اوقات اسے اپنے اطمینان قلب کیلئے اور اس طرح کی عملی اور فکری مشکلوں اور الجھنوں سے نکلنے کیلئے صحیح اور مجرب راستہ یہ ہے کہ آدمی اپنی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد اور رہنمائی کیلئے دعا کرتا رہے اور شب کے آخری پہر قرآن مجید کی آہستہ آہستہ تلاوت بھی اس کی ایک کیفیت ہے اور جہاں تک حکمت کا تعلق ہے تو اس کے دروازے تو آخر شب کی خلوتوں کے بغیر کھلتے ہی نہیں اور یہ دعا کثرت سے پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ سمیع مجیب ہے وہ ضرور جواب دے گا۔

اللھم انی عبدک ابن عبدک ابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فیَّ قضاء ک اسئلک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک علمتہ احدا من خلقک ان تجعل القرآن ربیع قلبی و نور صدری وجلاء حزنی و ذھاب ھمی و غمی.

چند حرف خاص اس تفسیر سے متعلق

تفسیر صدیقی جس کے بارے میں آئندہ صفحات میں تحریر کیا جائے گا۔ اس پر افتتاحی کلمات تو سطور سابقہ میں تحریر کیے جاچکے ہیں کہ تفسیر کیلئے کیا کیا امور ضروری ہیں اور انسانی زندگی پر اس کے کیا کیا اثرات ممکن ہیں اور کوئی بھی انسان اس سے کیسے مستفید ہوسکتا ہے۔ لہٰذا زیر نظر سطور میں درج ذیل منہج کے حوالے سے تفسیر صدیقی کا جائزہ لیا جائے گا اور یہ فہرست موضوعات درج ذیل تفصیل کے ساتھ ہے۔

تفسیر صدیقی کا مختصر تعارف

امتیازی خصائص وخواص

اصول تفسیر (حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تالیفات تفسیر کی روشنی میں)

تفسیر صدیقی کا منہج

تفسیر قرآن قرآن کی روشنی میں

تفسیر قرآن احادیث کی روشنی میں

تفسیر صدیقی کا اسلوب

تفسیر صدیقی کا مختصر تعارف

ہر چند تفسیر صدیقی اہل ہندوستان کی سرزمین کے ابناء کیلئے بالعموم تعارف کی محتاج نہیں ہے تاہم نئی نسل کی واقفیت وآگاہی کیلئے اس کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ ابناء ہند میں سے ایک فرزند جلیل یعنی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت کی ایک ممتاز تصنیف ہے جو اپنی گوناگوں خوبیوں کے حوالے سے ایک امتیازی مقام رکھتی ہے اس میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اول قرآن مجید کا ترجمہ وہ بھی آسان اور سہل زبان میں بیان کیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ازلی وابدی کتاب کے سمجھنے میں کوئی امر بھی مانع نہ ہو اور ایک عام انسان بھی اس کو سمجھ سکے اور طرز تحریر ایسا ہے کہ ایک عالم پڑھے تو اسے قیمتی نکات ملیں اور عام انسان کو عملی استفادہ کی بے پناہ صورتیں ملیں اور یہی سب سے بڑی خوبی ہے اس تفسیر کی اور اس حوالے سے تمہید میں بھی کچھ تفصیلات تحریر کی جاچکی ہیں۔ جیسا کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنی اس

تفسیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

قرآن مجید کے بے شمار تراجم اور تفاسیر اردو زبان میں موجود ہیں ان سے مترجموں اور مفسروں کے ایک مخصوص انداز فکر کا اظہار ہوتا ہے اور ان تراجم میں کچھ تو لفظی ہیں اور کچھ بامحاورہ اور کچھ عام سادہ زبان میں ہیں اور تفاسیر کی بات کی جائے تو ان تفاسیر میں مطالب کی رفعت، فلسفہ وحکمت اور نطق وبیان کی فصاحت وبلاغت پر روشنی ڈالی گئی ہے کثیر تراجم وتفاسیر کی موجودگی کے باوجود اس ترجمہ وتفسیر کی تالیف واشاعت کا مقصد یہ ہے کہ میں اسلام کی ہمہ گیری، نزول قرآن اور اس کی فضیلت کے بارے میں کچھ کہنے کی سعادت حاصل کروں اور قرآن مجید کے سادہ اور دل نشین پیغام کی توسیع وترویج میں حصہ لوں اس ترجمہ وتفسیر کے لکھنے کا خیال مجھے اس لیے بھی آیا کہ ایک عرصہ سے میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ قرآن مجید کا ایسا بامحاورہ ترجمہ اور احادیث صحیحہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جس میں اسلام کی تعلیمات، اغراض ومقاصد کا احاطہ ہو اور ان تمام مسائل کو اس آسان زبان اور تفصیل سے بیان کردیئے جائیں کہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے کلام کو خود بآسانی سمجھ جائے۔

اور اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اشرف العلوم کے مصداق قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے جو کہ عام فہم اور سلیس زبان، رواں دواں انداز بیان، طرز بیان آسان اور دل نشین اور تفہیم بہت ہی خاطر نشان ہے یعنی ہر طبقہ کیلئے فہم کا راستہ موجود ہے۔ یہ تفسیر سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک مشتمل ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں باوجود اس کے کہ انتہائی سہل اسلوب اختیار کیا ہے جو ہر مکتبہ فکر اور طبقہ کیلئے قابل حصول اور فہم ہو۔ انھوں نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کی تفسیر الگ بھی تحریر کی ہے، جس کی وجہ ان کی امتیازی خصوصیات اور خواص ہیں، جیسا کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص اور سورۃ الکوثر اور سورۃ النور وغیرہ۔ اور اس سے بڑھ کر انھوں نے طبقہ اناث کیلئے بطور خاص ایک تفسیر لکھی ہے جس میں ان کو مدنظر رکھ کر ان کے مسائل پر خصوصی بحث کی ہے۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے اور اس بات کا احساس تھا کہ قرآن مجید کے بے شمار تراجم وتفاسیر کی موجودگی میں ان کو لازماً کوئی ایسا منہج اختیار کرنا پڑے گا جو سابق مفسرین قرآن مجید نے نہیں اختیار کیا یا وہ عنصر ان کی تحریر میں اس مطلوبہ معیار کے حوالے سے نظر نہیں آرہا۔ مختصراً یہ تفسیر اس نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے کہ قرآن مجید تمام اسلامی تعلیمات کا جامع اور ان کی بنیاد ہے اور ایک ایسا معجزانہ کلام جس کا لفظ لفظ اور ہر ہر آیت حکمتوں اور لطائف

سے بھرپور ہے ان لطائف اور حکمتوں کے بیان وتوضیح میں حضرت علامہ رحمہ اللہ نے بھی حصہ لیا۔

اسلام وہ دین فطرت ہے جسے اللہ تبارک تعالی نے ساری دنیا کی فلاح و بہبود کیلئے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمارے لیے بھیجا ہے اس کی سند اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید فرقان حمید اور محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے جو احادیث نبوی ﷺ میں اسناد کے ساتھ درج ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید کی ہمہ گیری اور وسعت کا یہ عالم ہے کہ یہ ہر انسان کیلئے مشعل راہ ہے اور ہر ایک شخص نے اس سے مفید مطالب اور معنی اخذ کیے ابن آدم کیلئے قرآن مجید کا یہ آفاق گیر فیضان تا قیامت جاری رہے گا۔ تفسیر صدیقی میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے آیت کے متن کے ساتھ پہلے لفظی ترجمہ پھر رواں دواں سلیس ترجمہ اور پھر شرح اور تفسیر کا بیان اختیار کیا ہے کیونکہ قرآن مجید کے ترجمہ، ترجمانی وتفسیر کیلئے کوئی ایک طریقہ لے کر چلنا اور پھر اس کے تقاضوں کو پورا کرنا بہت مشکل امر ہے کہ قرآن مجید کے بعض مقامات لفظی ترجمہ کے ذریعے واضح ہوتے ہیں اور بعض مقامات ترجمانی کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر تفسیر از حد ضروری ہوتی ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان تینوں طریقوں کو اختیار کر کے ان تینوں کے عملی تقاضوں کو اس انداز میں پورا کیا ہے کہ اردو زبان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران کوئی اختلافی یا تنازعاتی انداز بیان اختیار نہیں کیا بلکہ مفاہماتی اور اصلاحی انداز بیان کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی دعوت اور اس کی حقانیت و حقائق ان کے سامنے رکھے۔ تفسیر صدیقی میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے آیت کے متن کے ساتھ پہلے لفظی ترجمہ پھر رواں دواں سلیس ترجمہ اور پھر شرح اور تفسیر کا بیان اختیار کیا ہے کیونکہ قرآن مجید کے ترجمہ، ترجمانی وتفسیر کیلئے کوئی ایک طریقہ لے کر چلنا اور پھر اس کے تقاضوں کو پورا کرنا بہت مشکل امر ہے کہ قرآن مجید کے بعض مقامات لفظی ترجمہ کے ذریعے واضح ہوتے ہیں اور بعض مقامات ترجمانی کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر تفسیر از حد ضروری ہوتی ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان تینوں طریقوں کو اختیار کر کے ان تینوں کے عملی تقاضوں کو اس انداز میں پورا کیا ہے کہ اردو زبان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران کوئی اختلافی یا تنازعاتی انداز بیان اختیار نہیں کیا بلکہ مفاہماتی اور اصلاحی انداز بیان کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی دعوت اور اس کی حقانیت وحقائق ان کے سامنے رکھے۔

امتیازی خصائص وخواص

قرآن مجید ایک معجزہ جس کی مثال ہی ممکن نہیں ہے یعنی عدیم النظیر کلام اوراس کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا اور یہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تصنیف نہیں اور نہ ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تالیف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا.

''تو کیا وہ قرآن مجید میں غورنہیں کرتے اور اگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور جانب سے ہوتا تو وہ اس میں بے شمار اختلافات پاتے''۔اور ایک جگہ پر ارشاد مقدس ہے کہ:

و انہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین.

''بے شک وہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے جسے جبرئیل نے واضح عربی زبان میں آپ کے قلب پر نازل کیا ہے تا کہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں''۔

اس حوالے سے جو بھی تالیف اور تصنیف کی جاتی ہے اس عنصر کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے، لہٰذا اس فضیلت میں ان کا بھی حصہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء حیران و ششدررہ گئے اور ان کو یہ تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کا کلام ہے۔قرآن مجید کے مضامین میں توحید ورسالت ہے، ہدایت ہے، ترغیب وترہیب ہے، وعدا ور وعید ہے، امر اورزجر ہے، قصص ہیں، دلائل اور براہین ہیں، مثالیں ہیں، حقائق کائنات ہیں اوران کے اسرار ہیں، ماضی اور مستقبل کے واقعات ہیں، غیب کی خبریں ہیں اور بہ کثرت پیش گوئیاں ہیں جو حرف بہ حرف صادق ہوئیں اور مسلسل صادق ہو رہی ہیں۔

تفسیر صدیقی کے امتیازی خواص اور خصائص درج ذیل ہیں:

(۱) تفسیر صدیقی میں قرآن مجید کا ترجمہ تحت اللفظ نہیں کیا گیا بلکہ اسلوب سیاق وسباق کو مدنظر رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے تا کہ قاری کو آیت کا مفہوم سمجھ میں آجائے۔

(۲) ترجمہ کے دوران قرآن مجید کے الفاظ اور عبارت کی پابندی کا بطور خاص التزام کیا گیا ہے لیکن اس کو

لفظی ترجمہ نہیں کہا جاسکتا۔

(۳) تفسیر صدیقی میں جو عنصر واضح نظر آئے گا وہ یہ ہے کہ اسلام کے مسلمہ عقائد کا دلائل سے بیان ہے۔

(۴) قرآن مجید کی جن آیات میں احکام اور مسائل کا ذکر ہے وہاں مسئلہ کی توضیح کیلئے تمام فقہی مذاہب کا دلائل کے ساتھ ذکر ہے، جس سے وہ مسئلہ کھل کر سامنے آجاتا ہے اور قاری کو اس حوالے سے کوئی بھی فیصلہ کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے۔

(۵) تفسیر صدیقی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں قدمائے مفسرین کی تفاسیر میں جو نکات بیان کیے گئے ہیں، ان سے استفادہ بھی جابجا نظر آتا ہے جس سے اس کے حسن میں اضافہ ہوگیا ہے۔

(۶) قدماء کی تفاسیر میں جو نکات بیان کیے گئے ہیں ان میں سے جو بہت بعید نکات ہیں یا جن کی بنیاد کسی دور دراز تاویل پر ہے ان کو ترک کردیا گیا ہے۔

(۷) تفسیر صدیقی کا سب سے بڑا حسن وہ اس کا کلام رسول اللہ یعنی احادیث مبارکہ اور کلام صحابہ یعنی آثار سے اس کا مزین ہونا ہے یعنی قاری بیک وقت تفسیر کے مطالعہ کے دوران عشق رسالت اور محبت رسالت کے جذبات کو بھی اپنے اندر موجزن پاتا ہے۔

(۸) بیان کردہ احادیث اور آثار کو ان کے حوالہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے یعنی بالتزام ان کی تخریج بھی کی گئی ہے

(۹) نئے اور تازہ مسائل کے ضمن میں غور وفکر اور اجتھاد کی کافی گنجائش ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں علماء کی آراء مختلف ہوتی ہیں اور جو بھی عالم کسی تازہ اور نئے مسئلہ میں غور وفکر سے اجتھاد کرتا ہے تو اس حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے تمام افکار کا ذکر کرنے کے بعد ایک معتدل حل بھی اپنے قاری کے سامنے پیش کیا ہے۔

اصول تفسیر (حضرت علامہ حکیم رحمہ اللہ کی تالیفات تفسیر کی روشنی میں)

جیسا کہ تمہید وتعارف میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں کوئی اختلافی انداز بیان استعمال نہیں کیا ہے اور نہ ہی تعارض والا انداز بیان اختیار کیا ہے بلکہ جو انداز بیان استعمال کیا وہ اصلاحی، دعوتی اور تربیتی اسالیب پر مشتمل ہے۔اس حوالے سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں جو منہج اور اسلوب اختیار کیا ہے اس کی روشنی میں وہ اصول تفسیر جو اخذ

کیے جاسکتے ہیں درج ذیل ہیں۔

(۱) آیات کے مابین ربط

قرآن مجید کوئی تاریخی واقعات کی کتاب نہیں جس کے بیان کردہ واقعات میں تسلسل پایا جائے بلکہ حالات اور واقعات کی ضرورت کے مطابق نازل ہونے والے احکامات کا مجموعہ ہے۔ اس اعتبار سے آیات کے مابین بظاہر کوئی تسلسل اور ربط نظر نہیں آتا کہ ابھی عقائد کا بیان ہے تو اس کے فوراً بعد آداب زندگی کا بیان ہے تو اس کے بعد کسی تاریخی واقعہ سے استشہاد لیا جارہا ہے اور کہیں مناظرانہ طریقہ اختیار کیا جارہا ہے، لیکن ان تمام امور کے باوجود حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ جیسے صاحب نظر سے یہ ربط اور تسلسل پوشیدہ نہ رہا بلکہ آپ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی دقت نظری کی بناء پر یہ ربط اور تسلسل تلاش کیا جو درحقیقت تعمق اور فکر و تدبر کے بغیر نہیں حاصل کیا جاسکتا اور نہ صرف آیات کے مابین ربط واضح فرمایا بلکہ سورتوں کے درمیان بھی موجود ربط اور تعلق مضامین کو بھی بیان اور واضح کیا ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کے مابین ربط واضح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

سورۃ الفاتحہ میں بندہ مومن اللہ کی بارگاہ میں دعا کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کیلئے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے اور پھر اپنے لیے عبادت اور ہدایت کا طالب ہوتا ہے کہ یارب العالمین مجھے ہدایت کا راستہ دکھا اور ان لوگوں کا راستہ دکھا جو کہ راہ ہدایت پر ہیں جن پر تیرا انعام ہوتا رہا، نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو کہ گمراہ ہوئے اور اس کے بعد سورۃ البقرۃ کا آغاز راہ ہدایت پر رہنے والوں کا تعارف اور بندہ مومن نے سورۃ الفاتحہ میں جو دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں اس دعا کی قبولیت اور اس کے حصول کے ذرائع اور وسائل دروس عبرت کی صورت میں واقعات، احکامات اور آداب کے ذریعے واضح فرمادیا۔

(۲) محذوفات ومقدرات کا ظاہر کرنا

قرآن مجید کا اسلوب بیان سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر جہاں قرآن مجید نے مختلف لوگوں کے مکالمات اور احوال کو نقل کیا ہے وہاں محذوفات اور مقدرات کا بھی وجود ہوتا ہے اور یہ قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت ہے کہ مختصر کلمات کے ذریعے انتہائی وسیع مضمون کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ جیسے صاحب نظر وعلم وفن سے ایسے مقامات کی

تفسیر کے دوران تمام محذوفات ومقدرات کا بھی بیان فرمایا ہے کہ ان مقامات پر یہ محذوفات اور مقدرات بھی مراد ہوسکتے ہیں اوراسی مقام پر یہ مقدر ممکن ہے۔جیسا کہ درج ذیل آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ:

وَاِذِا ابْتَلٰی اِبْرَاھِیمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ.

ترجمہ: ''اور جب ابراہیم کواس کے رب نے بعض امور میں آزمایا اور وہ اس آزمائش پر پورا اترے اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنا تا ہوں فرمایا اور میری اولاد میں سے''۔(سورۃ البقرہ)

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان مکالمات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جوکہا کہ ''ومن ذریتی'' یہاں اس سے پہلے اور بعد میں کچھ محذوف ہے اوراس کی تقدیر کچھ یوں ہے ''واجعل من ذریتی آئمۃ'' اورمیری اولاد میں سے بھی امام بنا۔اس مثال اوراس جیسی بے شمار مثالیں جو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے دوران معلوم کیا جاسکتا ہے اوراس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے کتنے غور وفکر سے کام لیا ہے اوران محذوفات اور مقدرات کو بیان کرنے کیلئے کتنے علوم کا بنظر غائر مطالعہ کیا۔

(۳) قرآن مجید کو سمجھنا غیر قرآن پر موقوف نہیں کیونکہ وہ خود مبین ہے:

قرآن مجید بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا اورقرآن مجید نے جابجا اس بات کو دہرایا ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنا ہر مسلمان کی طاقت اور قدرت میں ہے اس کیلئے کوئی خاص طبقہ کا حامل ہونا ضروری نہیں ہے اورقرآن مجید کا یہ دعویٰ اس لیے ہے کہ وہ خود مبین ہے یعنی اپنی وضاحت خود کرنے والا اور متقدمین علماء واولیاء اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید کی بہترین تفسیر خود قرآن مجید ہے کہ قرآن مجید میں مختلف مضامین کی تکرار ملتی ہے اور بعض مضامین تو سینکڑوں مرتبہ دہرائے گئے ہیں جیسا کہ نماز کا موضوع ہے،اس کو مختلف انداز میں سات سو سے زائد مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اور رسالت کا وجود تو خود قرآن مجید ہے یعنی آپ ﷺ کا مقدس اور مبارک وجود قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:''کان خلقه القرآن''.

(۴) قرآن مجید کے بعض کلمات کا ایک سے زائد معانی پر محمول کرنا

قرآن مجید کے کئی الفاظ ایک سے زیادہ معانی پر محیط ہوتے ہیں تو سیاق وسباق کے لحاظ سے جتنے معانی ہوں ان سب کو بیان کرنا جائز ہے۔قرآن مجید میں ایسی اصطلاحات موجود ہیں جو کہ ایک سے زیادہ معانی پر

مشتمل ہیں تو سیاق وسباق کے حوالے سے جتنے بھی معانی مراد ہیں ان سب کا تذکرہ کرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات تو اس کے بغیر آیت کا مطلب ہی واضح نہیں ہوتا اور کبھی تو یہ مقامات کلمات کے حوالے سے مذکور ہیں تو کبھی ضرب الامثال اور محاورات کی صورت میں بیان کیے گئے ہیں۔مثال کے طور پر آیت قرآنی ''ثلاثۃ قروء'' میں لفظ قروء جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو کہ قرء کی جمع ہے اور ذومعنی لفظ ہے یعنی طہارت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور خواتین کے مخصوص ایام کیلئے بھی استعمال ہوا ہے تو ایسے مواقع پر ایسے معانی جو کہ سیاق وسباق کو مدنظر رکھ کر کیے جائیں اور ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۵) مسئلہ ضمائر

قرآن مجید میں بعض اوقات ضمائر ایک سے زائد اسماء کی طرف بجا طور پر لوٹائی جاسکتی ہیں ایسی صورت میں آیت کے جو معنیٰ ممکن ہیں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران ان سب مراجع کو بیان فرمایا ہے تاکہ قاری ان تمام ممکنہ معانی کو جان سکے جو اس آیت میں مراد ہو سکتے ہیں اور اس اصول کو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں استعمال کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو قرآنی علوم میں کس قدر دسترس حاصل تھی اور فہم قرآن مجید میں معاون علوم پر بھی مہارت رکھتے تھے۔

(۶) ایک لفظ کی مختلف معانی پر دلالت کرنا

بعض اوقات ایک لفظ مختلف مفاہیم پر دلالت کرتا ہے اور اس طرح ان تمام معانی پر حاوی ہوتا ہے کہ ترجمہ میں کسی ایک لفظ سے مکمل مفہوم کا ادا ہونا ممکن نہیں ہے،ایسی صورت میں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بجائے ایک لفظ کے کئی الفاظ استعمال فرماتے ہیں تاکہ یہ سب مجموعی طور پر قرآن مجید کے الفاظ کے معنوی تقاضوں کو ممکنہ طور پر واضح کرسکیں۔اس سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے کہ تفسیری علوم پر ان کی کتنی گہری نظر تھی اور کس طرح وہ تفسیر قرآن مجید کے دوران ان تمام امور پر کس طرح گہری نظر تھی۔

(۷) شانِ نزول

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ شانِ نزول سے رجوع کیے بغیر ترجمہ فرماتے ہیں

تاکہ قرآن ہر زمانے سے یکساں طور پر متعلق رہے لیکن اگر مختلف حالات کی بناء پر مختلف ہدایات نازل ہوئیں ہوں تو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ایسی آیات کا شانِ نزول ضرور بیان فرماتے ہیں اور ساتھ میں یہ تاکید بھی فرماتے ہیں کہ اب بھی مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں یا گزریں گے اس کے متعلقہ احکامات ان سے متعلق ہوں گے،اس سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کے مسائل کا قرآن مجید کی رو سے حل بھی بیان فرما دیا ہے کہ ازمنہ ماضی کے مسلمان کس طرح اپنے مسائل سے نمٹنے کیلئے قرآن مجید سے مدد لیا کر کرتے تھے۔

(۸) ناسخ منسوخ

قرآن مجید میں کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا،البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی حکم کے متعلق ہونے کا محل فی الوقت نہ ہو اور آیت کے معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ نسخ کی طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا اور اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دورانِ تفسیر ہر ان دو آیات کی تفسیر کرتے ہوئے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ قرآن مجید میں نسخ ممکن ہی نہیں بلکہ جن آیات میں نسخ بیان کیا جاتا ہے ان آیات کے فہم میں غلط فہمیاں ہیں جس کیلئے ضروری ہے کہ ان کو صحیح سمجھا جائے تاکہ قرآن مجید کو سمجھنا خود قرآن مجید پر موقوف ہو نہ کہ انسانی عقل اپنی بنیاد پر کسی بھی آیت کو ناسخ بیان کرے اور ایک دوسری آیت کو منسوخ بیان فرمائے اور یہ بات قرآن مجید کی شان سے بعید ہے کہ جو کتاب تاقیامت بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے نازل ہوئی ہے،اس کے وجود کے بارے میں بھی ہم شکوک وشبہات کا شکار ہو جائیں کہ کون سی آیت محکم ہے اور کون سی آیت محکم نہیں ہے۔

(۹) مشاکلہ

مشاکلہ کی صورت میں لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے اس آیت کے مرادی معنیٰ لیے جائیں اور وہی بیان کیے جائیں تاکہ بارگاہِ الٰہی میں سوئے ادبی کا احتمال بھی نہ رہے اور جو بات اس آیت میں کہی جارہی ہے وہ بھی بیان ہو جائے اور پڑھنے والا قاری اس آیت کو سمجھ بھی جائے اور اس کو کوئی اشتباہ نہ رہے کیوں کہ یہی قرآن مجید کا اصل مقصود ہے جس کیلئے قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔

(۱۰) محاورہ

کوئی ایسی آیت جس میں کوئی محاورہ استعمال کیا جارہا ہے اس آیت کے ترجمہ کے وقت بھی لفظی ترجمہ کے بجائے مرادی معنی بیان کیے جائیں اور ممکن ہو تو اس مفہوم کا اردو محاروہ کے ساتھ پیش کیا جائے کیونکہ محاورہ میں لفظی یا مرادی معنی لینا ہی ممکن نہیں ہے۔اس کی وضاحت کیلیئے یا اس زبان کا کوئی محاورہ لیا جائے یا اس کا مفہوم بیان کر دیا جائے تاکہ قاری کو کوئی تشنگی نہ رہے۔حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں قرآن مجید کے ان مقامات پر جہاں اللہ تعالیٰ نے مختلف ضرب الامثال اور محاورہ جات استعمال کیے ہیں ان آیات کی تفسیر کیلیئے اسی منہج کو اختیار کیا ہے اس سے بہت آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں کیونکہ کسی بھی زبان کے محاوروں کا ترجمہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے اندر ایک خاص پش منظر ساتھ لیے ہوئے ہیں اوران کو سمجھنا ممکن نہیں اس وقت تک جب تک وہ پس منظر واضح نہ ہو۔

(۱۱) حقیقی اور اعتباری ومجازی معنی

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کیلیئے ایک اہم اصول بیان فرمایا وہ یہ کہ قرآن مجید کے ترجمہ کیلیئے کوئی بھی ایک طریقہ کار اختیار کرنا اور اس پر چلنا ممکن نہیں ہے اس لیے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران جابجا قرآن مجید کی آیات کے ترجمہ میں حقیقی معنی کے سوائے اعتباری اور مجازی معنی بھی بیان فرمائے ہیں جس سے ان کی دقت نظری کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۱۲) قسم یا شہادت

قرآن مجید میں جہاں جہاں قسم یا شہادت کھائی گئی ہے، ان مقامات کی توضیح کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ جہاں جہاں خدائے تعالیٰ نے قسم کھائی ہے وہاں اصل میں حقیقت یہ ہے کہ وہ شہادت ہے اور اس کے بعد وجہ شہادت بھی بیان فرماتے ہیں۔

(۱۳) اعجاز قرآن مجید

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دورانِ تفسیر یہ واضح فرمایا ہے کہ قرآن مجید کس کس امر میں اعجاز ہے اور اعجاز قرآن مجید بہ اعتبار فصاحت و بلاغت اور قرآن مجید کا ہر پہلو اپنے اندر اعجاز

سموئے ہوئے ہے اور اس ضمن میں ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ اس کو جس فن کا بھی آدمی پڑھے گا اس کو اس کتاب میں اپنے فن سے متعلق بہت کچھ ملے گا اور قرآن مجید خود اس کے فن میں معجزہ بن کر ظاہر ہو گا اور اس کی لیاقت کے مطابق اس کے سامنے نکھرے گا اور یہ بہت بڑا معجزہ ہے جو کہ کسی اور کتاب کے حوالے سے نہیں ملتا۔

(۱۴) قرآن مجید اور فقہ

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ثابت فرمایا ہے کہ حدیث کی تمام کتب قرآن مجید سے مربوط اور ائمہ کے مذاہب قرآن مجید سے ہی ماخوذ ہیں اور ائمہ میں سے کسی نے بھی قرآن مجید کے خلاف کوئی بات نہیں کہی اور نہ ہی اس سے کبھی غلط استدلال کیا ہے اور ائمہ کے اقوال قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہیں اور ان سب کا ماخذ قرآن مجید ہے نہ تو ائمہ میں سے کسی نے اپنے دل سے کوئی مسئلہ نکالا اور نہ ہی کسی غیر مذہب سے کوئی مسئلہ لیا اور یہ بات واضح ہے کہ ان سب کا مرجع صرف اور صرف قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید یقینی اور قطعی ہے۔

(۱۵) اعتراضات اور ان کا جواب

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دوران تفسیر جہاں کہیں تردید مذاہب کا موقع درپیش ہوا ہے بجائے اس کے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ معترضین کے اعتراضات بیان فرماتے، آپ نے ان کو بیان کرنے کے بجائے اصل مسئلہ بیان فرما دیا اور نہ صرف اصل مسئلہ بیان فرمایا بلکہ اصل مسئلہ کی تحقیق اور تفہیم بھی فرمادی۔

(۱۶) عصر حاضر پر انطباق

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ایک اہم بات بیان فرمائی ہے کہ کچھ آیات کے مسلسل ترجمہ کرنے کے بجائے کسی نوبت پر مجموعی طور پر ان کے کوئی خاص منشائے الٰہی حاصل ہوتا ہے تو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ''صاحبو'' کہہ کر دور حاضر کے مسلمانوں کو مخاطب فرماتے ہیں اور ایسے حاصل شدہ منشائے الٰہی کی روشنی میں حالات حاضرہ کا جائزہ لیتے ہیں تا کہ آج کے مسلمان پر واضح کہ وہ کس حد تک منشائے الٰہی کی تکمیل کر رہا ہے۔

تفسیر قرآن قرآن کی روشنی میں

یہ ایک واقعی اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید فصیح عربی زبان میں ہے ان الفاظ کی مناسبت اور موقع ومحل پر ان کے معانی کی درستی، اس کے کلام کی نشست اور مقصود سے اس کے محاورات کی مناسبت، زبان عربی کا ذوق اور اس میں مہارت رکھنے والوں کے نزدیک محتاج ثبوت نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید خود اپنے بارے میں کہتا ہے کہ: **بلسان عربی مبین** یعنی یہ قرآن واضح وفصیح عربی زبان میں اتارا گیا ہے۔
نیز وہ کہتا ہے کہ

قرانا عربیا غیر ذی عوج لعلهم یتقون.

''یعنی قرآن عربی جس میں کوئی کجی نہیں تا کہ ان کو تقوی حاصل ہو''۔

یعنی چونکہ تحصیل تقویٰ اس کتاب کے اہم مقاصد میں سے ہے، اس لیے اس کے مطالب صاف و واضح بیان کیے گئے ہیں تا کہ لوگ کج فہمی سے فہم مراد سے دور نہ جا پڑیں، اسی لیے اس موقع پر اس کی صفت ''غیر ذی عوج'' فرمایا گیا کہ اس کے بیان میں کوئی کجی نہیں ہے جب بیان میں کجی نہیں تو فہم میں کیوں ہو؟ اس کے علاوہ قراءت وسماعت میں اس کی تلاوت ودل نشینی، صاحب ذوق کے وجدان میں جو کیفیت پیدا کرتی ہے وہ لفظی بیان سے بالا ہے یہ سب امور قرآن مجید کی زبان کی خوبی اور اس کے مرتبے کی بلندی کے دلائل میں داخل ہے۔ قرآناً عربیاً کے معنی یہ بھی ہیں کہ قرآن مجید فصیح وواضح زبان میں ہے۔ عربی کے معنی فصیح بھی ہیں، لہٰذا سطور سابقہ کے بیان کے بعد ہم صراحتاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید نے اپنے اجمال کی تفصیل اور اپنے اشارات کی توضیح وتصریح خود بھی کی ہے اور منکرین کے جواب بھی دیئے ہیں، چنانچہ یہ امر قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے علاوہ اس کے صراحتاً بھی فرمادیا کہ

ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق و احسن تفسیرا.

''اور نہیں لاتے یہ منکر تیرے پاس کوئی بات مگر ہم تیرے پاس بالکل حق اور نہایت درست شرح یعنی جواب بھیجتے ہیں''۔ اسی معنی میں ایک اور جگہ اس طرح فرمایا کہ

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن ھدی للناس و بینات من الھدی و الفرقان.

''رمضان کا مہینہ روزوں کیلئے مقرر ہے جس قرآن کا نزول شروع ہوا سب لوگوں کیلئے ہدایت اور

ہدایت کے روشن دلائل اور (حق وباطل) میں فرق کرنے والا''۔

یعنی یہ بات بآسانی کہی جاسکتی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن مجید کی مدد سے کی جاسکتی ہے اور قرآن مجید نے خود اپنی تعریف ''کتابا متشابھا'' کے الفاظ سے کی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ:

اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی.

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام اتارا ہے، کتاب باہم دگر مشابہ، جوڑے جوڑے اسی طرح یہ بات بھی قرآن مجید نے بار بار واضح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کی باتیں اور اپنی آیات مختلف شکلوں اور مختلف انداز میں پیش فرمائی ہیں اس کیلئے تصریف کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی گردش دینے کے ہیں۔ اگر آپ قرآن مجید کی تلاوت کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ ایک مضمون مختلف سورتوں میں بار بار سامنے آتا ہے اور ایک مبتدی یہ دیکھ کر خیال کرتا ہے کہ یہ ایک ہی مضمون کی تکرار ہے لیکن قرآن پر تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ قرآن مجید تکرار محض سے بالکل پاک ہے اور اس میں ایک بات جو بار بار آتی ہے تو بعینہ ایک ہی پیش وعقب اور ایک ہی قسم کے لواحق وتضمنات کے ساتھ نہیں آتی بلکہ ہر جگہ اس کے اطراف وجوانب اور اس کے تعلقات و روابط بدلے ہوئے ہوتے ہیں مقام کی مناسبت سے اس میں مناسب حال تبدیلیاں ہوتی ہیں اور ایک مقام میں ایک پہلو مخفی ہوتا ہے اور دوسرے مقام میں وہ واضح ہوتا ہے۔ ایک جگہ اس کا اصل رخ غیر متعین ہوتا ہے تو دوسرے سیاق وسباق میں اب وہ رخ بالکل واضح اور معین ہو جاتا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ایک ہی لفظ ایک آیت میں بالکل مبہم نظر آتا ہے تو دوسری آیت میں وہ بالکل بے نقاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک جگہ ایک بات کی دلیل سمجھ میں نہیں آتی لیکن دوسری جگہ وہ بالکل آفتاب کی طرح روشن نظر آتی ہے۔ قرآن مجید کا یہ اسلوب ظاہر ہے کہ اسی مقصد کیلئے ہے کہ اس کی ہر بات طالب کے ذہن نشین ہو جائے۔ لہٰذا یہ عرض کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی مشکلات جتنی خود قرآن مجید سے واضح ہوسکتی ہیں، دوسری کسی بھی چیز سے واضح نہیں ہوئی اور ممکن ہے یہ بات کسی کو محض مبالغہ نظر آئے لیکن یہ امر واقعہ اور بہت بڑی سچائی ہے جس کو جھٹلانے والا سورج کی روشنی کا انکار کرنے والا ہے کہ ایک ایک بات اتنے گونا گوں و بوقلموں اسلوبوں سے سامنے آتی ہے کہ اگر آدمی عقل سلیم رکھتا ہو تو اس کو پکڑ لیتا ہے۔ اس اعتبار سے قرآن مجید کی تفسیر کیلئے سب سے اعلیٰ و برتر درجہ ہے جو ہم فہم قرآن مجید کیلئے استعمال کر سکتے ہیں۔

تفسیر قرآن احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی تفسیر کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر احادیث مبارکہ سے کی جائے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا تھا لہذا جس آیت کی بابت ان کا قول ملے گا اس کو ہر لحاظ سے ترجیح دی جائے گی کہ وہ صاحب قرآن مجید کا قول ہے اور بالخصوص جہاں تک قرآن مجید کی بنیادی اصطلاحات کا تعلق ہے، مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، عمرہ، قربانی، مسجد حرام، صفا مروہ، سعی، طواف وغیرہ ان کی تفسیر سو فی صد سنت متواترہ یعنی احادیث کی روشنی میں کی ہے، اس لیے کہ قرآن مجید اور شریعت کی اصطلاحات کا مفہوم بیان کرنے کا حق صرف صاحب وحی محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو ہے۔ آپ ﷺ جس طرح اس کتاب کو لانے والے تھے، اسی طرح اس کے معلم اور مبین بھی ہیں اور یہ تعلیم و تربیت آپ کے فریضہ رسالت ہی کا ایک حصہ تھا۔

اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ یہ بات قطعیت کے ساتھ معلوم ہو کہ فلاں اصطلاح کا یہ مطلب خود آنحضرت ﷺ نے بتایا ہے۔ سو جہاں تک معروف دینی اصطلاحات کا حقیقی مفہوم کا تعلق ہے یہ سوال کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، اس لیے کہ اس قسم کی ساری اصطلاحات کا حقیقی مفہوم بالکل عملی شکل میں سنت متواترہ میں محفوظ کر دیا گیا ہے اور یہ سنت متواترہ بعینہٖ انھی قطعی ذرائع سے ثابت ہے جن سے قرآن مجید ثابت ہے امت کے جس تواتر نے دین کی تمام اصطلاحات کی عملی مفہوم ہم تک منتقل کیا ہے، اسی تواتر نے دین کی تمام اصطلاحات کا عملی مفہوم بھی ہم تک منتقل کیا ہے اور اگر فرق ہے بھی تو صرف یہ کہ ایک چیز قولی تواتر سے منتقل ہوئی ہے دوسری چیز عملی تواتر سے۔ اس وجہ سے اگر قرآن مجید کا ماننا ہم پر واجب ہے تو ان ساری اصطلاحات کی اس عملی صورت کو بھی ماننا ہم پر واجب ہے جو سلف سے خلف تک بالتواتر منتقل ہوئی ہے۔ ان کی صورت میں اگر کوئی جزوی قسم کا اختلاف ہے تو اس اختلاف کی دین میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور اسی قطعیت کے ساتھ جانتے اور مانتے ہیں کہ جس قطعیت کے ساتھ قرآن مجید کو جانتے اور مانتے ہیں رہا بعض جزوی امور میں کوئی فرق تو یہ فرق کوئی اہمیت رکھنے والی چیز نہیں ہے، اس طرح کے معاملات میں دلائل کی روشنی میں جس پہلو پر بھی جس کا اطمینان ہو اس کو وہ اختیار کر سکتا ہے اور اس حوالے سے یہ امر توجہ کے قابل ہے کہ منکرین حدیث کی یہ جسارت کہ وہ صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ اور عمرہ و قربانی کا مفہوم بھی اپنی طرف سے بیان کرتے ہیں اور امت کے اس تواتر نے جو شکل ہم تک منتقل کی ہے اس میں اپنی ہوائے نفس کے مطابق ترمیم و تغیر کرنا چاہتے ہیں صریحاً خود قرآن مجید کے انکار کے مترادف ہے اس لیے کہ جس تواتر نے ہم تک قرآن مجید کو منتقل کیا ہے اسی تواتر نے ان اصطلاحات کی عملی صورتوں کو بھی ہم تک منتقل کیا ہے اگر وہ ان کو نہیں مانتے تو پھر

خود قرآن مجید کو ماننے کیلئے کوئی وجہ بھی باقی نہیں رہ جاتی اور اصطلاحات کے بارے میں تنہا لغت پر اعتماد بھی بالکل غلط ہے، صوم وصلوٰۃ کا لغت میں جو بھی مفہوم ہو لیکن دین میں وہی مفہوم معتبر ہوگا جو شارع علیہ السلام نے متعین فرمادیا ہے۔ ان دینی اصطلاحات کے حوالے سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر صدیقی کے مقدمہ کے آغاز میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی طرح تمام اصطلاحات شرعیہ مثلاً نماز، زکوٰۃ، جہاد، روزہ، حج، مسجد حرام، صفا و مروہ اور مناسک حج وغیرہ اور ان سے جو اعمال متعلق ہیں تواتر و توارث کے ساتھ سلف سے لے کر خلف تک سب محفوظ رہے اس میں جو معمولی جزوی اختلافات ہیں وہ بالکل ناقابل لحاظ ہیں شیر کے معنی سب کو معلوم ہیں اگرچہ مختلف ممالک کے شیروں کی شکلوں صورتوں میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ اسی طرح جو نماز مطلوب ہے، وہی نماز ہے جسے مسلمان پڑھتے ہیں ہرچند کہ اس کی صورت وہیئت میں بعض جزوی اختلافات ہیں جو لوگ اس قسم کی چیزوں میں زیادہ کھوج لگاتے ہیں اور کریدتے رہتے ہیں وہ اس دین قیم کے مزاج سے بالکل ہی ناآشنا ہیں جس کی تعلیم قرآن مجید نے دی ہے۔ پس ایسے اصطلاحی الفاظ کا معاملہ پیش آئے جن کو پوری حد و تصویر قرآن مجید میں بیان نہ ہوئی ہو تو صحیح راہ یہ ہے کہ جتنے حصے پر امت مجتمع و متفق ہے اتنے پر قناعت کرو اور اخبار آحاد پر زیادہ اصرار نہ کرو، ورنہ خود بھی شک میں پڑ جاؤ گے اور دوسروں کے اعمال کو بھی غلط ٹھہراؤ گے اور تمہارے درمیان کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جو اس جھگڑے کا فیصلہ کر سکے۔ تمام دینی اصطلاحات کی تفسیر و تشریح کے دوران ہم نے یہی منہج اختیار کیا ہے جو کہ منہج صحابہ کہلاتا ہے۔ البتہ ان کے اسرار و مصالح میں نے واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور اس باب میں رہنمائی قرآن مجید اور صحیح احادیث سے حاصل کی ہے یعنی قرآن مجید کی تفسیر کا سب سے اعلی و برتر درجہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے ہے اور اس کے بعد کا درجہ قرآن مجید کی تفسیر احادیث مبارکہ سے کی جائے کہ قرآن مجید کا بغیر احادیث کے سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے اور بعض مقامات پر دونوں طریقوں کا بیک وقت استعمال کرنا قرآن مجید کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

تفسیر قرآن اقوال صحابہ کی روشنی میں

قرآن مجید کی تفسیر میں ان دونوں مدارج کے بعد جو درجہ شمار کیا جاتا ہے وہ ہے قرآن مجید کی تفسیر اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کی روشنی میں کی جائے کیوں کہ انھوں نے وحی کو اترتے دیکھا اور اس پر عمل ہوتے دیکھا لہٰذا ان کے اقوال سب سے زیادہ معتبر ہیں بلکہ ایسے مقامات جہاں کسی آیت کی تفسیر میں کوئی قرآنی نص نہ ملے اور نہ ہی کوئی حدیث اس کی وضاحت اور تفسیر میں ملے تو ایسے وقت میں علمائے سلف و خلف سب کا اتفاق و اجتماع ہے کہ صحابہ کرام کے اقوال پر بھروسہ و اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی تفسیر کے ظنی ماخذوں میں

سب سے اشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ چیز ذخیرہ احادیث و آثار ہیں، اگر ان کی صحت ثابت ہو جائے تو تفسیر میں ان کی وہی اہمیت ہے جو اہمیت سنت متواترہ کی ہے اور اس ضمن میں علماء نے بہت جھود کی ہیں اور خاص طور پر اس فن میں کتب لکھی گئی ہیں یعنی ایسی تفاسیر لکھی گئی ہیں جن میں التزام کے ساتھ اس منہج کا اہتمام کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے دوران قرآن مجید اور سنت مبارکہ اور اقوال صحابہ سے باہر نہ جایا جائے اور یہاں ایک نکتہ سمجھنا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ ان مرویات یعنی احادیث و آثار کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ ان کو خود قرآن مجید پر حاکم بنا دیتے ہیں وہ نہ تو قرآن مجید کا درجہ پہچانتے ہیں اور نہ ہی حدیث کا۔ اس کے برعکس کچھ لوگ ایسے بدبخت ہیں کہ جو ان احادیث و آثار کو سرے سے حجت ہی نہیں مانتے اس طرح وہ اس نور ہدایت سے اپنے آپ کو بالکل ہی محروم کر لیتے ہیں جو کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ اہم روشنی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اگر حدیث کی صحت ثابت ہے تو ان کا ماخذ و منبع بھی قرآن مجید ہی ہے۔ لہٰذا اس حوالے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تحریر شدہ تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے میں صرف انہی احادیث تک استفادے کو محدود نہیں رکھا جو قرآن مجید کی کسی آیت کے تعلق کی صراحت کے ساتھ وارد ہوئی ہیں بلکہ پورے ذخیرے احادیث سے امکان بھر فائدہ اٹھایا ہے بلکہ خاص طور پر حکمت قرآن مجید کے مسائل میں جو مدد مجھے احادیث سے ملی ہے وہ کسی اور دوسری چیز سے نہیں ملی اگر کوئی ایسی حدیث مجھے ملی ہے جو قرآن مجید سے متصادم نظر آئی ہے تو میں نے ایک عرصے تک اس پر توقف کیا اور غور و فکر کرتا رہا اور اس کو اس وقت چھوڑا جب میرے نزدیک یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اس حدیث کو ماننے سے یا تو قرآن مجید کی مخالفت لازم آئے گی یا اس کی زد میں دین اسلام کا کوئی اصول زد میں آئے گا اور جہاں تک بات صحیح احادیث کی ہے تو ایسی نوبت ان کے بارے میں بہت کم آئی ہے کہ ان کی موافقت قرآن مجید سے نہ ہو سکے اگر آئی بھی ہے تو علی کل حال میں ہر صورت میں قرآن مجید کی نص کو ترجیح دی ہے اور اس کی ترجیح کے بعد وجوہ ترجیح بھی بیان کر دیئے ہیں جبکہ قرآن مجید کی ترجیح کسی بھی وجوہات کی محتاج نہیں ہے۔ افضل ہر حال میں افضل و اعلیٰ ہوتا ہے اور راجح ہوتا ہے۔

تفسیر صدیقی کے اسلوب پر ایک نظر

قرآن مجید کوئی تاریخی واقعات کی کتاب نہیں جس کے بیان کردہ واقعات میں تسلسل پایا جائے بلکہ حالات اور واقعات کی ضرورت کے مطابق نازل ہونے والے احکامات کا مجموعہ ہے۔ اس اعتبار سے آیات کے مابین بظاہر کوئی تسلسل اور ربط نظر نہیں آتا کہ ابھی عقائد کا بیان ہے تو اس کے فوراً بعد آداب زندگی کا بیان ہے

تو اس کے بعد کسی تاریخی واقعہ سے استشہاد لیا جا رہا ہے اور کہیں مناظرانہ طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے لیکن ان تمام امور کے باوجود حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ جیسے صاحب نظر سے یہ ربط اور تسلسل پوشیدہ نہ رہا بلکہ آپ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی دقت نظری کی بناء پر یہ ربط اور تسلسل تلاش کیا جو درحقیقت تعمق وفکر وتدبر کے بغیر نہیں حاصل کیا جا سکتا اور نہ صرف آیات کے مابین ربط واضح فرمایا بلکہ سورتوں کے درمیان بھی موجود ربط اور تعلق مضامین کو بھی بیان اور واضح کیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کے مابین ربط واضح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

سورۃ الفاتحہ میں بندہ مومن اللہ کی بارگاہ میں دعا کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کیلئے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے اور پھر اپنے لیے عبادت اور ہدایت کا طالب ہوتا ہے کہ یارب العالمین مجھے ہدایت کا راستہ دکھا اور ان لوگوں کا راستہ دکھا جو کہ راہ ہدایت پر ہیں جن پر تیرا انعام ہوتا رہا نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو کہ گمراہ ہوئے۔ اور اس کے بعد سورۃ البقرۃ کا آغاز راہ ہدایت پر رہنے والوں کا تعارف اور بندہ مومن نے سورۃ الفاتحہ میں جو دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں اس دعا کی قبولیت اور اس کے حصول کے ذرائع اور وسائل درس وعبرت کی صورت میں واقعات، احکامات اور آداب کے ذریعے واضح فرما دیا۔

اس سے محسوس ہوتا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے انتہائی دقت کے ساتھ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے تھے اور انتہائی قیمتی نکات کا استنباط کرتے اور پھر اس کو تحریر فرماتے تھے۔ قرآن مجید کا اسلوب بیان سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر جہاں قرآن مجید نے مختلف لوگوں کے مکالمات اور حوار نقل کیا ہے وہاں محذوفات اور مقدرات کا بھی وجود ہوتا ہے اور یہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت ہے کہ مختصر کلمات کے ذریعے انتہائی وسیع مضمون کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ جیسے صاحب نظر وعلم وفن سے ایسے مقامات کی تفسیر کے دوران تمام محذوفات ومقدرات کا بھی بیان فرمایا ہے کہ ان مقامات پر یہ محذوفات اور مقدرات بھی مراد ہو سکتے ہیں اور اسی مقام پر یہ مقدر ممکن ہے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ:

واذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی.

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے بعض امور میں آزمایا اور وہ اس آزمائش پر پورا اترے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بناتا ہوں فرمایا اور میری اولاد میں سے۔ (سورۃ البقرۃ:۱۲۴)

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ان مکالمات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جوفرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جوفرمایا ''ومن ذریتی'' یہاں اس سے پہلے اور بعد میں کچھ محذوف ہے اوراس کی تقدیر کچھ یوں ہے ''واجعل من ذریتی آئمۃ'' اور میری اولاد میں سے بھی امام بنا۔

اس مثال اور اس جیسی بے شمار مثالیں جو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے دوران معلوم کیا جاسکتا ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے کتنے غوروفکر سے کام لیا ہے اور ان محذوفات اور مقدرات کو بیان کرنے کیلئے کتنے علوم کا مطالعہ بنظر غائر کیا۔قرآن مجید بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا اور قرآن مجید نے جابجا اس بات کو دہرایا ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنا ہر مسلمان کی طاقت اور قدرت میں ہے اس کیلئے کسی خاص طبقہ کا حامل ہونا ضروری نہیں ہے اور قرآن مجید کا یہ دعویٰ اس لیے ہے کہ وہ خود مبین ہے یعنی اپنی وضاحت خود کرنے والا اور متقدمین وعلماء واولیاء اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید کی بہترین تفسیر خود قرآن مجید ہے کہ قرآن مجید میں مختلف مضامین کی تکرار ملتی ہے اور بعض مضامین تو سینکڑوں مرتبہ دہرائے گئے ہیں جیسا کہ نماز کا موضوع ہے،اس کو مختلف انداز میں سات سو سے زائد مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اور رسالت کا وجود تو خود قرآن مجید ہے یعنی آپ ﷺ کا مقدس اور مبارک وجود قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے۔جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ'' (آپ ﷺ کا خلق قرآن تھا)

قرآن مجید کے کئی الفاظ ایک سے زیادہ معانی پر محیط ہوتے ہیں تو سیاق وسباق کے لحاظ سے جتنے معانی ہوں ان سب کو بیان کرنا جائز ہے۔قرآن مجید میں ایسی اصطلاحات موجود ہیں جو کہ ایک سے زیادہ معانی پر مشتمل ہیں تو سیاق وسباق کے حوالے سے جتنے بھی معانی مراد ہیں ان سب کا تذکرہ کرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات تو اس کے بغیر آیت کا مطلب ہی واضح نہیں ہوتا اور کبھی تو یہ مقامات کلمات کے حوالے سے مذکور ہیں تو کبھی ضرب الامثال اور محاورات کی صورت میں بیان کیے گئے ہیں۔مثال کے طور پر آیت قرآنی ''ثلاثۃقروء' میں لفظ قروء جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو کہ قرء کی جمع ہے اور ذو معنی لفظ ہے یعنی طہارت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور خواتین کے مخصوص ایام کیلئے بھی استعمال ہوا ہے تو ایسے مواقع پر ایسے معانی جو کہ سیاق وسباق کو مدنظر رکھ کر کیے جائیں اور ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

قرآن مجید میں بعض اوقات ضمائر ایک سے زائد اسماء کی طرف بجا طور پر لوٹائی جاسکتی ہیں ایسی صورت

میں آیت کے جو معنی ممکن ہیں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران ان سب مراجع کو بیان فرمایا ہے تا کہ قاری ان تمام ممکنہ معانی کو جان سکے جو اس آیت میں مراد ہو سکتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں اور اس اصول کو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں استعمال کیا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو قرآنی علوم میں کس قدر دسترس حاصل تھی اور فہم قرآن مجید میں معاون علوم پر بھی مہارت رکھتے تھے۔بعض اوقات ایک لفظ مختلف مفاہیم پر دلالت کرتا ہے اور اس طرح ان تمام معانی پر حاوی ہوتا ہے کہ ترجمہ میں کسی ایک لفظ سے مکمل مفہوم کا ادا ہونا ممکن نہیں ہے،ایسی صورت میں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بجائے ایک لفظ کے کئی الفاظ استعمال فرماتے ہیں تا کہ یہ سب مجموعی طور پر قرآن مجید کے الفاظ کے معنوی تقاضوں کو ممکنہ طور پر واضح کر سکیں۔اس سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح تفسیر قرآن مجید کے دوران ان تمام امور پر کس طرح آپ گہری نظر رکھتے تھے۔
حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ شان نزول سے رجوع کیے بغیر ترجمہ فرماتے ہیں تا کہ قرآن ہر زمانے سے یکساں طور پر متعلق رہے لیکن اگر مختلف حالات کی بناء پر مختلف ہدایات نازل ہوئی ہوں تو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ایسی آیات کا شانِ نزول ضرور بیان فرماتے ہیں اور ساتھ میں یہ تاکید بھی فرماتے ہیں کہ اب مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں یا گزریں گے اس کے متعلقہ احکامات ان سے متعلق ہوں گے۔حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کے مسائل کا قرآن مجید کی رو سے حل بھی بیان فرما دیا ہے کہ ازمنہ ماضی کے مسلمان کس طرح اپنے مسائل سے نمٹنے کیلئے قرآن مجید سے مدد لیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں کوئی حکم منسوخ نہیں ہوا البتہ یہ ممکن ہے کہ کسی حکم کے متعلق ہونے کا محل فی الوقت نہ ہو اور آیت کے معنیٰ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ نسخ کی طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا اور اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دورانِ تفسیر ہر ان دو آیات کی تفسیر کرتے ہوئے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ قرآن مجید میں نسخ ممکن ہی نہیں بلکہ جن آیات میں نسخ بیان کیا جاتا ہے ان آیات کے فہم میں غلط فہمیاں ہیں جس کیلئے ضروری ہے کہ ان کو صحیح سمجھا جائے تا کہ قرآن مجید کو سمجھنا خود قرآن مجید پر موقوف ہو نہ کہ انسانی عقل اپنی بنیاد پر کسی بھی آیت کو ناسخ بیان کرے اور ایک دوسری آیت کو منسوخ بیان

فرمائے اور یہ بات قرآن مجید کی شان سے بعید ہے کہ جو کتاب تا قیامت بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے نازل ہوئی ہے اس کے وجود کے بارے میں بھی ہم شکوک وشبہات کا شکار ہو جائیں کہ کون سی آیت محکم ہے اور کون سی آیت محکم نہیں ہے۔

مشاکلہ کی صورت میں لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے اس آیت کے مرادی معنی لیے جائیں اور وہی بیان کیے جائیں تا کہ بارگاہ الٰہی میں سوئے ادبی کا احتمال بھی نہ رہے اور جو بات اس آیت میں کہی جا رہی ہے وہ بھی بیان ہو جائے اور پڑھنے والا قاری اس آیت کو سمجھ بھی جائے اور اس کو کوئی اشتباہ نہ رہے کیوں یہی قرآن مجید کا اصل مقصود ہے جس کیلئے قرآن مجید نازل کیا گیا ہے۔کوئی ایسی آیت جس میں کوئی محاورہ استعمال کیا جا رہا ہے اس آیت کے ترجمہ کے وقت بھی لفظی ترجمہ کے بجائے مرادی معنیٰ بیان کیے جائیں اور ممکن ہو تو اس مفہوم کا اردو محاروہ کے ساتھ پیش کیا جائے کیونکہ محاورہ میں لفظی یا مرادی معنی لینا ہی ممکن نہیں ہے اس کی وضاحت کیلئے یا اس زبان کا کوئی محاورہ لیا جائے یا اس کا مفہوم بیان کر دیا جائے تا کہ قاری کو کوئی تشنگی نہ رہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں قرآن مجید کے ان مقامات پر جہاں اللہ تعالیٰ نے مختلف ضرب الامثال اور محاورہ جات استعمال کیے ہیں ان آیات کی تفسیر کیلئے اسی منہج کو اختیار کیا ہے اس سے بہت آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں کیونکہ کسی بھی زبان کے محاوروں کا ترجمہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے اندر ایک خاص پس منظر ساتھ لیے ہوئے ہیں اور ان کو سمجھنا ممکن نہیں اس وقت تک جب تک وہ پس منظر واضح نہ ہو۔حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ایسی آیات کی تفسیر اور تشریح میں ان محاوروں کا پس منظر بھی بیان فرمایا ہے، تا کہ بات سمجھنے میں آسانی ہو اور کوئی دقت نہ ہو۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کیلئے ایک اہم اصول بیان فرمایا وہ یہ کہ قرآن مجید کے ترجمہ کیلئے کوئی بھی ایک طریقہ کار اختیار کرنا اور اس پر چلنا ممکن نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کے مختلف مقامات کا ترجمہ مختلف اعتبارات کے لحاظ سے ہوتا ہے، اس لیے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے دوران جا بجا قرآن مجید کی آیات کے ترجمہ میں حقیقی معنی کے سوائے اعتباری اور مجازی معنی بھی بیان فرمائے ہیں جس سے ان کی دقت نظری کا اندازہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں قسم یا شہادت کھائی گئی ہے ان مقامات کی توضیح کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ جہاں جہاں خدائے تعالیٰ نے قسم کھائی ہے

وہاں اصل میں حقیقت یہ ہے کہ وہ شہادت ہے اور اس کے بعد وجہ شہادت بھی بیان فرماتے ہیں۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دوران تفسیر یہ واضح فرمایا ہے کہ قرآن مجید کس کس امر میں اعجاز ہے اور اعجاز قرآن مجید اجمالا اور اعجاز قرآن مجید بہ اعتبار فصاحت و بلاغت اور قرآن مجید کا ہر پہلو اپنے اندر اعجاز سموئے ہوئے ہے اور اس ضمن میں ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ اس کو جس فن کا بھی آدمی پڑھے گا اس کو اس کتاب میں اپنے فن سے متعلق بہت کچھ ملے گا اور قرآن مجید خود اس کے فن میں معجزہ بن کر ظاہر ہو گا اور اس کی لیاقت کے مطابق اس کے سامنے نکھرے گا اور یہ بہت بڑا معجزہ ہے جو کہ کسی اور کتاب کے حوالے سے نہیں ملتا۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ثابت فرمایا ہے کہ حدیث کی تمام کتب قرآن مجید سے مربوط اور ائمہ کے مذاہب قرآن مجید سے ہی ماخوذ ہیں اور ائمہ میں سے کسی نے بھی قرآن مجید کے خلاف کوئی بات نہیں کہی اور نہ ہی اس سے کبھی غلط استدلال کیا ہے اور ائمہ کے اقوال قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل ہیں اور ان سب کا ماخذ قرآن مجید ہے نہ تو ائمہ میں سے کسی نے اپنے دل سے کوئی مسئلہ نکالا اور نہ ہی کسی غیر مذہب سے کوئی مسئلہ لیا اور یہ بات واضح ہے کہ ان سب کا مرجع صرف اور صرف قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید یقینی اور قطعی ہے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے دوران تفسیر جہاں کہیں تردید مذاہب کا موقع درپیش ہوا ہے بجائے اس کے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ معترضین کے اعتراضات بیان فرماتے انھوں نے ان کو بیان کرنے کے بجائے اصل مسئلہ بیان فرمادیا اور نہ صرف اصل مسئلہ بیان فرمایا بلکہ اصل مسئلہ کی تحقیق اور تفہیم فرمادی ہے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے ایک اور اہم امتیازی بات بیان فرمائی ہے کہ کچھ آیات کے مسلسل ترجمہ کرنے کے بجائے کسی نوبت پر مجموعی طور پر ان کے کوئی خاص منشائے الٰہی حاصل ہوتا ہے تو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ''صاحبو'' کہہ کر دور حاضر کے مسلمانوں کو مخاطب فرماتے ہیں اور ایسے حاصل شدہ منشائے الٰہی کی روشنی میں حالات حاضرہ کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ آج کے مسلمان پر واضح ہو کہ کس حد منشائے الٰہی کی تکمیل کر رہا ہے۔

احادیث شریفہ کی فقہی ترتیب وتبویب

تمہید

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی خدمات کی روشنی میں ہمیشہ یاد رکھیں جائیں گے اور کبھی بھی فراموش نہ کیے جاسکے گے کہ ان کی علمی خدمات چہار جانب تھی انھوں نے کوئی بھی علمی موضوع اپنی گراں قدر تحقیقات سے خالی نہ چھوڑا بلکہ اپنی نادر اور خوبصورت تحقیق سے اس فن میں اضافہ کیا جو آنے والوں کیلئے ایک راہ ہدایت کے مترادف تھا کہ وہ لوگ بھی اسی نہج پر چل کر علم اور دین اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں اور کس طرح اپنی زندگیوں کو مفید اور بہتر بنا سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیدا کیے لیکن بہت کم تعداد میں۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی انھی علمی خدمات میں ایک بہت شاندار اور زریں کارنامہ کتب احادیث میں موجود احادیث کی فقہی ترتیب اور تبویب تھی کہ ان سے تسہیل فہم احادیث کے ضمن میں اس سے قبل ایسی کوئی شاندار مثال نہ گزری تھی اس خدمت کیلئے لازمی بات تھی کہ جو شخص بھی ایسا کام کرے گا وہ خود بھی اصول حدیث بلکہ تمام اسلامی علوم پر اس کی مہارت ہونی چاہیے اور اس کے پاس فقاہت کا ہونا بھی از حد ضروری ہے کہ اس کے بغیر احادیث کا سمجھنا ہی ممکن نہیں ہے ایسا شخص جس کو عربی زبان پر بھی عبور حاصل ہو اور زبان و بیان کے تمام آداب سے بھی آگاہ ہو بلکہ علم فصاحت اور بلاغت بھی اس کو معلوم ہوں غرض یہ کہ جتنے بھی معاون علوم ہوسکتے ہیں ان سب پر کماحقہ دسترس حاصل ہونا بہت ضروری ہے کہ اس کے بغیر یہ عظیم الشان کام جو کہ جماعتیں بھی مل کر نہ کرسکیں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ تن تنہا کر دکھایا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ عزم صمیم ہوتو بڑے سے بڑا کام بھی انسان کے سامنے چھوٹا ہوسکتا ہے بلکہ انسان کو اگر اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے تو اسی لیے کہ وہ اپنے عزم وارادوں سے ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے علم وفضل اور وسعت معلومات کے لحاظ سے بڑے بلند پایہ عالم تھے، بالخصوص علم حدیث اور اس کے متعلقات میں اپنے تمام معاصرین سے سبقت لے گئے تھے۔ اہل عصر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی علم حدیث کی اس خدمت کی وجہ سے اپنی مثال آپ تھے۔ اس عہد کے تمام جلیل المرتبت والقدر علماء، یگانہ روزگار فضلاء اور یکتائے زمانہ مورخین حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذہانت، ذکاوت، علم وفضل، عظمت اور جلالت قدر کے معترف نظر آتے ہیں۔

مبحث اول

حدیث کی تعریف

اسلام میں رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔تقریر ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمل کسی کو کرتے ہوئے دیکھا یا آپ ﷺ کے سامنے کوئی عمل واقع ہوا لیکن آپ ﷺ نے اس پر کوئی ممانعت نہیں کی بلکہ اس پر سکوت اور خاموشی اختیار فرمائی، پس اپنے سامنے کسی کام کے ہونے کے باوجود اس پر سکوت اور خاموشی آپ ﷺ کی رضا پر دلالت کو ظاہر کرتی ہے یا کسی صحابی نے کسی وقت کوئی بات کہی یا آپ ﷺ کے سامنے کوئی قول نقل کیا اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہے تو یہ بھی تقریر ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث صرف آپ ﷺ کے فرامین یا آپ ﷺ کے اقوال ہی نہیں بلکہ حدیث میں آثار بھی شامل ہیں جس میں آپ ﷺ کے روزمرہ زندگی کے اخلاق و عادات، افعال اور اقوال اور روزمرہ زندگی کے دیگر معمولات شامل ہیں اور حدیث کا ایک اور اصطلاحی نام سنت ہے مگر سنت اور حدیث میں یہ فرق ہے کہ حدیث صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریر کیلئے مخصوص ہے لیکن سنت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال اور افعال کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں میں بعض ممتاز صاحب علم وفضل وتقوی نے جو کچھ بھی کہا یا جو کچھ بھی کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کہا۔کیوں کہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

'تمہارے لیے تمہارے رسول ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے قول وفعل میں آپ ﷺ ہی کی پیروی کیا کرتے تھے،اسی لیے ان کے اقوال وافعال کو بھی اس میں شامل کیا جاتا ہے یعنی جو مدرک بالقیاس کے خلاف نہ ہوں یا اسرائیلیات سے متاثر نہ ہوں اور دینی معاملات میں ان کو بطور دلیل سند اور مثال کے تسلیم کیا گیا ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا کہ:

اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ.

یعنی میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے تم ہدایت پاؤ گے۔

لیکن اس کے باوجود صحابہ اپنے اقوال وافعال کو سنت کہلانا پسند نہیں کرتے تھے اور اس لفظ کو صرف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص رکھتے تھے۔ جیسا کہ جاحظ نے لکھا ہے کہ: ''صحابہ ابوبکر یا عمر کی سنت کہنا ناپسند کرتے تھے بلکہ اس کے مقابلہ میں کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کی سنت۔

اور سنت کا لغوی مطلب عادت یا طریقہ کے ہیں اور اس سے اصطلاح میں وہ مقدس طریقہ یا عادت مراد لی جاتی ہے جس کی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی گئی ہے۔

حدیث کی اہمیت:

اسلام میں حدیث، قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ مقدس اہم اور صحیح ترین دستاویز ہے۔ حدیث کو صرف دینی معاملات میں ہی نہیں بلکہ زبان وادب میں بھی بطور دلیل، سند اور کسوٹی کے جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور انسان کے کلام، یا بات چیت یا عمل وفعل کو حاصل نہیں ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ قرآن مجید میں اسلام کے عقائد وارکان اور تعلیمات کا صرف اصولی اور اکثر جگہ اجمالی ذکر ہے لیکن ان کی تشریح وتوضیح اور تفسیر رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیثوں کے ذریعے کی ہے۔ مثلاً قرآن مجید نے نماز، زکوٰۃ، روزہ یا حج کا تفصیلی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ یہ اعمال ارکان اسلام میں سے ہیں چنانچہ اس حوالے سے قرآن مجید نے نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں صرف اتنا کہا ہے کہ:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔

یعنی نماز قائم کرو اور زکوہ ادا کرو۔

لیکن نماز کس طرح پڑھی جائے اور زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے؟ یہ تمام امور احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں کہ کس نماز میں کتنی رکعت پڑھی جائیں اور کیسے پڑھی جائیں اور کن اوقات میں پڑھی جائیں اور ان تمام باتوں کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف اپنے اقوال کے ذریعے کی بلکہ اپنے افعال کے ذریعے بھی کر کے دکھائی اور اس بات کی وضاحت اس طرح کی کہ:

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔

نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو۔

المختصر قرآن مجید نے بنی نوع انسان کیلئے جو ضابطہ حیات مقرر کیا اور جن اخلاقی، اجتماعی اور عام انسانی قدروں کی نشاندہی کی اور ملک اور سماج کی فلاح وبہبود کیلئے جو اصول بتائے۔ حدیث ان کی توضیح اور تفسیر کرتی

ہے اور اس نقطہ نظر سے درحقیقت حدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی عملی تفسیر، تشریح اور توضیح ہے۔ جس کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو قرآن مجید کے احکام کو سمجھنا ہی دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے بلکہ ان پر عمل کرنا ہی ناممکن ہو جاتا ہے اور یہاں ایک بات بہت اہم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گو کہ عربی زبان کے ماہر تھے اور عربی زبان کے نشیب و فراز کو بہ خوبی جانتے تھے لیکن اس کے باوجود انھوں نے قرآن مجید کو آپ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں سمجھا تھا اور امت کو سمجھایا بھی تھا اور یہ ایک مثالی منہج تھا اور اس کی ایک بہت مشہور مثال وہ روایت ہے، جس میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر

اب سوال یہ تھا کہ ''حیط ابیض'' اور ''حیط اسود'' سے کیا مراد ہے؟۔ چنانچہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سمجھنے میں غلطی کی اور یہ کیا کہ اپنے تکیہ پر کالا اور ایک سفید دھاگا رکھ کر سو گئے، یا پیر کے انگوٹھوں میں کالا اور سفید دھاگا باندھ لیا اور جب تک ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو گئے کھاتے پیتے رہے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کے علم میں یہ معاملہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''حیط ابیض'' اور ''حیط اسود'' سے دن اور رات کا کنارہ مراد ہے۔

اور اس طرح کی بے شمار مثالیں کتب احادیث سے پیش کی جا سکتی ہیں بلکہ کتب احادیث اس امر سے تعبیر ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا کیوں حدیث دراصل قرآن مجید کی توضیح ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے افعال یا اقوال سے جس کی وضاحت کی ہے اور صحابہ کرام نے ان تمام اقوال اور افعال کو اپنے حافظوں میں محفوظ کر لیا اور پھر امت تک اس کو پہنچا دیا جس سے دین محفوظ ہوا

روایت حدیث:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کی حدیثوں کو سن کر دوسرے لوگوں کو سنانے لگے تھے اور اس طرح روایت حدیث کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی شروع ہو گیا تھا جو کہ آپ ﷺ کے علم ہی سے شروع ہوا تھا اور اس میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس امر سے منع نہ کیا تھا بلکہ اس کی ترغیب دلاتے تھے۔ چنانچہ ابن عباس سے ایک روایت بھی ملتی ہے کہ جس میں آپ ﷺ کا فرمان ملتا ہے کہ:

اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما، لوگوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کے خلفاء کون ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جولوگ میری حدیثوں کو روایت کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ آپ کی خدمت میں مختلف قبائل اور علاقوں سے آنے والے وفود آتے تھے تو آپ ﷺ ان سے کہا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھ سے سنتے ہو وہ یاد کرلیا کرو اور تمہارے پیچھے جولوگ ہیں ان کو جا کر یہ سب کچھ سناؤ بلکہ آپ ﷺ نے ہر صحابی کو یہ ہدایت کی تھی کہ: بلغوا عنی ولو آیۃ میری آیات لوگوں تک پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو اور حجۃ الوداع کے موقع پر بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جولوگ موجود ہیں وہ غائب تک میری بات پہنچادیں اور اس کے علاوہ آپ ﷺ سے علاقوں میں اپنے وفود بھیجا کرتے تھے وہ تمام وفود آپ ﷺ کی باتیں ہی ان تک پہنچاتے تھے اور دین اسلام کی تبلیغ میں بہت بڑا بلکہ ایک اساسی حصہ احادیث مبارکہ کا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے کلام کی اس انداز سے ترتیب کے عام لوگ بھی اس سے بخوبی مستفید ہوسکیں۔ یہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک انتہائی شاندار کارنامہ ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

فقہی ابواب کی تقسیم

درج ذیل سطور میں حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتب احادیث کی تمام احادیث کو جمع کر کے ان کو ابواب کے تحت تقسیم کیا جو اپنی اہمیت کے پیش نظر مکمل نقل کیا جارہا ہے جو کہ آنے والوں کیلئے صدائے عام ہے کہ کلام رسالت کی خدمت میں ہی عین سعادت ہے۔

وضو اور غسل کے مسائل کے احکامات

(۱) پاک اور ناپاک پانی

(۲) سمندر وغیرہ کا پانی پاک کرنے والا ہے

(۳) جس پانی سے وضو کیا جائے استعمال کے بعد بھی پاک ہے

(۴) پانی میں پاک کرنے کی صلاحیت کے جاتے رہنے کا بیان

(۵) اگر وضو کرنے والے نے چہرہ دھونے کے بعد کسی برتن سے چلو بھر پانی لیا تو وہ مستعمل نہیں ہوگا

(۶) عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی کا حکم

(۷) نجاست ملے پانی کا شرعی حکم

(۸) مویشیوں کا جھوٹا پانی

(۹) بلی کا جھوٹا پانی

(۱۰) کتے کے منہ ڈالنے سے ناپاک ہونے والے برتنوں کو پاک کرنے کا بیان

(۱۱) کپڑے سے گندگی کو رگڑ کر اور مل کر دور کرنے کا بیان

(۱۲) نجاست دور کرنے کیلئے پانی کی مقدار کا تعین

(۱۳) ناپاک زمین سے پانی بہانے سے اسے پاک کرنا

(۱۴) جوتے کے تلوے کو لگ جانے والی نجاست کا حکم

(۱۵) جب بچہ روٹی نہ کھاتا ہو تو اس کے پیشاب پر پانی بہالینا ہی کافی ہے

(۱۶) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب ناپاک نہیں ہے

(۱۷) مرد کی رطوبت کا بیان

(۱۸) مرد کے مادہ منویہ کے بارے میں شرعی حکم

(۱۹) جن جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا اور وہ مرنے سے ناپاک نہیں ہوتے

(۲۰) مسلمان موت سے ناپاک نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے بال اور اعضاء علیحدہ ہونے سے ناپاک ہوتے ہیں

(۲۱) جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کے چمڑے سے فائدہ نہ اٹھایا جائے

(۲۲) دباغت سے ہر قسم کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے

(۲۳) مردار جانور کی دباغت کردہ کھال کا کھانا حرام ہے

(۲۴) دباغت سے مردار کی کھال کو پاک قرار دینے کا حکم کی منسوخی کے بارے میں بیان

(۲۵) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ ذبح کرنے کے باوجود حرام ہے

استعمال کیے جانے والے برتنوں کی شرعی حیثیت

(۱) سونے اور چاندی کے برتنوں کی شرعی حیثیت

(۲) برتنوں کو سونے اور چاندی سے مڑھنے کی حرمت تاہم تھوڑی سی چاندی استعمال کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں

(۳) تانبے وغیرہ کے برتنوں میں کھانے پینے کی اجازت

(۴) برتنوں کا ڈھانپنا اچھی عادت ہے

(۵) کافروں کے برتنوں کی شرعی حیثیت

رفع حاجت کے بارے میں احکامات

(۱) بیت الخلاء میں داخل اور نکلتے وقت کیا کہا جائے

(۲) جن چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو انہیں بیت الخلاء نہیں لے جانا چاہیے

(۳) رفع حاجت کے وقت گفتگو کی ممانعت

(۴) کھلی جگہوں پر رفع حاجت کیلئے دور جانا چاہیے اور پردہ پوشی کرنی چاہیے

(۵) رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کی ممانعت

(۶) عمارتوں میں رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے یا پیٹھ کرنے کی اجازت

(۷) پیشاب کیلئے نرم زمین کا تلاش کرنا

(۸) ضرورت کے وقت برتنوں میں پیشاب کرنے اجازت

(۹) کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں حکم

(۱۰) پانی یا پتھروں سے استنجا کرنا

(۱۱) تین سے کم پتھروں سے استنجا کرنے کی ممانعت

(۱۲) جو چیزیں استنجا کیلئے پتھروں کی بجائے استعمال کی جاسکتی ہیں

(۱۳) گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے کی ممانعت

(۱۴) کھائی ہوئی چیزوں یا دوسری حرام چیزوں سے استنجا جائز نہیں

(۱۵) ناپاک چیزوں سے استنجا کرنے کی ممانعت

(۱۶) پانی کے ساتھ استنجا کرنا

(۱۷) وضو سے پہلے استنجا کرنے کی ضرورت

مسواک کے احکام اور فطرت کی سنتیں

(۱) مسواک کرنے کی تاکید

(۲) کلی کرتے وقت ہاتھ کی انگلی سے مسواک کرنا

(۳) روزہ دار کا مسواک کرنا

(۴) انسانی فطرت کی سنتیں یعنی عادات

(۵) ختنہ کرانے کے بارے میں

(۶) مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کے بارے میں

(۷) سفید بالوں کو نوچنے کی ممانعت

(۸) سفید بالوں کو مہندی یا وسمہ سے رنگنا اور کالے رنگ سے رنگنے کی ناپسندیدگی

(۹) سر کے بال بڑھانے، انہیں سنوارنے اور انہیں کٹوانے کی ناپسندیدگی

(۱۰) کہیں سے بال کاٹنے اور کہیں سے چھوڑ دینے اور بال کٹوانے کی اجازت

(۱۱) آنکھوں میں سرمے کا استعمال اور بالوں پر تیل اور خوشبو لگانا

(۱۲) بالوں کو ہٹانے کیلئے جسم پر چونا لگانا

وضو کے احکام اس میں کیا فرض ہے اور کیا سنت ہے

(۱) وضو کیلئے نیت فرض ہے

(۲) وضو کیلئے بسم اللہ پڑھنا

(۳) کلی کرنے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا اور سونے سے پہلے بھی ہاتھ دھونا چاہیے

(۴) کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

(۵) ہاتھوں اور چہرے کو دھونے کے بعد کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا جواز

(۶) ناک میں پانی ڈال کر اچھی طرح صاف کرنا

(۷) داڑھی کو دھونے کیلئے اس پر پانی بہا دینا کافی ہے

(۸) گھنی داڑھی کے اندر پانی پہچانا ضروری نہیں

(۹) وضو کرتے وقت داڑھی کو ہاتھ سے ملنے کا پسندیدہ عمل

(۱۰) چہرے کی شاخوں یعنی آنکھوں کے اندر پانی ڈالنا

(۱۱) بازؤں کو کہنیوں تک دھونا اور اعضاء کو فرض سے زیادہ دھونا

(۱۲)وضو کرتے وقت انگوٹھی کو حرکت دینا انگلیوں کے درمیان پانی پہچانا اور جہاں رگڑنے کی ضرورت ہوا سے رگڑنا

(۱۳)پورے سر کا مسح کرنا اوراس کے طریقہ اور سر کے کچھ حصے کے بارے میں

(۱۴) کیا ایک سے زیادہ مرتبہ مسح کرنا سنت ہے یا نہیں

(۱۵) کان سر کا حصہ ہیں اوراس کے ساتھ ان کا بھی مسح کیا جائے

(۱۶) کن پٹیوں پر مسح کرنا وہ بھی سر کا حصہ ہیں

(۱۷) کانوں کا اندر باہر سے مسح کرنا

(۱۸) گردن کا مسح

(۱۹)عمامہ یعنی پگڑی کے اوپر مسح کرنا جائز ہے

(۲۰) پگڑی پہنے ہوئے سر کا وہ حصہ جو ظاہر ہواس کا مسح کرنا ضروری ہے

(۲۱) پاؤں کا دھونا فرض ہے

(۲۲)وضو میں اعضاء کو دھوتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے

(۲۳)وضو میں ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ اعضاء دھونے چاہیے، اس سے زیادہ ناپسندیدہ ہے

(۲۴)وضو سے فارغ ہو کر کیا کہنا چاہیے

(۲۵)دوبارہ وضو کرنا

(۲۶)دوسرے کی مدد سے وضو کرنا

(۲۷)وضو اور غسل کے بعد تولیے سے اعضاء کو خشک کرنا

موزوں پر مسح کرنے کے شرعی احکام

(۱)موزوں پر مسح کے جائز ہونے کے بارے میں

(۲)موزوں یا جرابوں پر جوتوں سمیت مسح کرنا

(۳)موزے پہننے سے پہلے وضو کی شرط

(۴)موزوں پر مسح کرنے کی مدت

(۵)موزے کے اوپر کے حصے پر مسح کرنا

وضوٹوٹ جانے کے بارے میں احکامات

(۱) پیشاب یا ہوا کے خارج ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے
(۲) رفع حاجت اور پیشاب کے علاوہ جسم سے ناپاک چیز نکلنے پر وضو کرنا
(۳) نیند سے وضوٹوٹ جانے کا بیان
(۴) بیوی کو چھونے سے وضو کرنے کا حکم
(۵) مرد کے آلہ تناسل سے چھونے سے وضو کا ٹوٹ جانا
(۶) اونٹ کا گوشت کھانے سے دوبارہ وضو کرنا
(۷) اگر کسی باوضو شخص کو اپنے وضوٹوٹنے کا شک ہو
(۸) نماز، طواف اور قرآن مجید کو چھونے کیلئے وضو ضروری ہے

ان امور کی تفصیل جن کی وجہ سے وضو کرنا پسندیدہ ہے

(۱) آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا اور اس بارے میں رخصت کا ذکر
(۲) ہر نماز کیلئے تازہ وضو کی فضیلت
(۳) ذکر الٰہی کیلئے باوضو ہونا پسندیدہ عمل ہے لیکن فرض نہیں
(۴) سونے کے ارادے سے پہلے وضو کرنے کی فضیلت
(۵) جنابت کی حالت والے کیلئے وضو کی تاکید اور یہ کہ کھانے پینے اور دوبارہ مباشرت کیلئے وضو کرے تو اچھا ہے
(۶) حالت جنابت والے شخص کیلئے وضو نہ کرنے کی تاکید

غسل کی فرضیت کے احکام

(۱) مرد کے مادہ منویہ کے خارج ہونے پر غسل فرض ہے
(۲) خاوند اور بیوی کی شرم گاہوں کے ملنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے
(۳) جسے احتلام کا شک ہو لیکن مادہ منویہ کے خارج ہونے کا کوئی نشان نہ ہو
(۴) جب کافر مسلمان ہو تو اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے
(۵) حیض کے خاتمے پر غسل کا حکم

(۶) حیض والی عورت اور جنبی مرد کیلئے قرآن مجید کی تلاوت جائز نہیں ہے
(۷) جنابت والے شخص کیلئے مسجد کی جانے کی اجازت لیکن وہ وہاں صرف وضو کیلئے ٹھہر سکتا ہے
(۸) جنابت والے شخس کا ایک غسل سے اپنی بیویوں سے مباشرت کرنا

پسندیدہ غسل کے شرعی احکام

(۱) جمعہ کے دن غسل کرنا
(۲) عیدین کیلئے غسل کرنا
(۳) میت کو غسل دینے کے بعد نہانا
(۴) احرام باندھنے سے پہلے عرفہ میں قیام اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا
(۵) کیا لیکیوریا والی عورت کو ہر نماز کیلئے غسل کرنا چاہیے
(۶) بے ہوش آدمی کے ہوش میں آنے کے بعد نہانے کا حکم
(۷) غسل کیسے کرنا چاہیے
(۸) بالوں کی جڑوں کو اچھی طرح تر کرنا اور جو ایسا نہ کرے اس کا حکم
(۹) حائضہ عورت کا غسل کے وقت بال کھولنا اور خون کے دھبوں کو صاف کرنا
(۱۰) نہانے اور وضو کیلئے پانی کی مقدار
(۱۱) جن علماء نے پانی کی اس مقدار کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور اگر کم پانی سے غسل ہو سکے تو جائز ہوگا
(۱۲) غسل کرنے والے کو پردہ میں نہانا چاہیے اور اکیلا نہانے کا بیان
(۱۳) بغیر چادر کے نہانے کیلئے پانی میں داخل ہونا
(۱۴) حمام میں داخل ہونے کے بارے میں

تیمّم کے بارے میں احکامات

(۱) جنابت والا آدمی اگر پانی نہ ملے تو کیسے نماز پڑھے
(۲) جنابت والے شخص کیلئے زخم کی صورت میں تیمّم کی اجازت
(۳) سردی کے خوف سے حالت جنب والا شخص تیمّم کر سکتا ہے

(۴) پانی نہ ملنے کی صورت میں عورت سے مباشرت کی اجازت
(۵) تیمّم کیلئے وقت کی شرط
(۶) اگر کوئی وضو کیلئے تھوڑا سا پانی پائے تو اسے استعمال کرے
(۷) تیمّم کیلئے صرف پاک مٹی کی شرط
(۸) تیمّم کا طریقہ
(۹) نماز کے اول وقت میں کسی نے تیمّم کر کے نماز پڑھی اور پھر پانی مل گیا
(۱۰) نماز کی ادائیگی کے دوران پانی مل جائے تو
(۱۱) ضرورت کے وقت وضو اور تیمّم کے بغیر نماز ادا کرنے کی اجازت

حیض کے بارے میں شرعی احکامات

(۱) حیض والی عورت لیکوریا کی بیماری کی صورت میں کیا کرے
(۲) حیض اور لیکوریا کے خون میں تمیز کرنا
(۳) حیض کے دنوں کی مدت کے بارے میں بیان
(۴) حیض کے بعد زرد اور گدلے رنگ کا پانی آنا
(۵) لیکوریا والی عورت ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرے
(۶) حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت حرام ہے
(۷) حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کا کفارہ
(۸) حائضہ عورت کیلئے نماز بالکل معاف ہے لیکن روزوں کو قضا کرنا ہوگا
(۹) حائضہ عورت کا جھوٹا اور اس کے ساتھ مل کر کھانا
(۱۰) لیکوریا کی بیماری والی عورت سے مباشرت کرنا

بچے کی پیدائش کے بعد نفاس کے بارے میں احکامات

(۱) بچے کی پیدائش کے بعد نفاس کا زیادہ سے زیادہ عرصہ
(۲) بچے کی پیدائش کے بعد عورت کا نماز کو ترک کرنا

نماز کے مسائل کے بارے میں احکامات

(۱) نماز کب فرض ہوئی

(۲) نماز ترک کرنے والے کو قتل کرنا

(۳) نماز ترک کرنے والے کو کافر قرار دینے کی دلیل

(۴) ان کے دلائل جو تارک نماز کو کافر نہیں سمجھتے

(۵) بچوں کو نماز کا عادی بنانے کیلئے انہیں پڑھانے کا حکم

(۶) جب کافر اسلام قبول کرے تو اسے پہلے کی نمازوں کی قضا نہ دینی ہوگی

نمازوں کے اوقات کے بارے میں احکامات

(۱) نماز ظہر کا وقت

(۲) سخت گرمی کی وجہ سے ظہر کی نماز کو جلدی یا دیر سے ادا کرنا

(۳) نماز عصر کا اول اور آخری وقت

(۴) نماز عصر کے وقت میں اختلافات اور اس کی ترجیح

(۵) نماز عصر کے نماز وسطی ہونے کے متعلق بحث

(۶) نماز مغرب کے وقت کا بیان

(۷) نماز مغرب سے پہلے اگر کھانا حاضر ہو تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے

(۸) نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کرنا

(۹) نماز مغرب کو نماز عشاء کہنے کے بجائے نماز مغرب ہی کہنا چاہیے

(۱۰) عشاء کی نماز کے وقت کے بارے میں بیان

(۱۱) عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور بعد میں قصہ گوئی کی کراہیت

(۱۲) نماز عشاء کو عشاء یارات کی نماز کہنا

(۱۳) صبح کی نماز کا وقت

(۱۴) جس نے نماز کا ایک حصہ جماعت کے ساتھ ادا کیا وہ باقی نماز پوری کرے

(۱۵) قضا ہو جانے والی نمازوں کا دوبارہ ادا کرنا

(۱۶) قضا نمازوں کو ترتیب سے ادا کرنا

اذان کے احکام کے بارے میں

(۱) اذان کی فرضیت اور فضیلت

(۲) اذان کے الفاظ

(۳) اذان کو بلند آواز سے کہنا

(۴) مؤذن اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں دے اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت گردن کو دائیں اور بائیں گھمائے۔

(۵) اذان اوّل وقت میں دینی چاہیے

(۶) اذان اور اقامت سنتے وقت کیا کہنا چاہیے

(۷) جس نے اذان دی ہو، وہی اقامت کہے

(۸) اذان اور اقامت کے درمیان فرق کرنے کیلئے بیٹھنا

(۹) اذان کی اجرت نہ لی جائے

(۱۰) قضا نماز پڑھنے والا پہلی نماز کی اذان اور اقامت کے بعد بعد کی نمازوں کیلئے صرف اقامت کہے۔

نماز میں ستر یعنی جسم کو ڈھانپنے کے احکامات

(۱) نماز میں جسم کا ڈھانپنا فرض ہے

(۲) ستر یعنی جسم کو ڈھانپنے کی حد کیا ہے

(۳) جن فقہاء کے نزدیک صرف شرم گاہیں ہی ستر ہیں

(۴) گھٹنا اور ناف ستر میں ہیں یا نہیں

(۵) آزاد عورت چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم ڈھانپے

(۶) نماز میں کندھے ننگے کرنے کی ممانعت اور مجبوری کی حالت میں اسکا جواز

(۷) جس نے صرف ایک قمیص میں چادر کے بغیر نماز ادا کی اور رکوع وغیرہ میں اس کا ستر ننگا ہو گیا

(۸)دو کپڑوں میں نماز ادا کرنا پسندیدہ ہے اگر چہ ایک کپڑے میں بھی نماز ادا ہو سکتی ہے؟

(۹)ایک کپڑے سے جسم کو کس کر ڈھانپنے کا بیان

(۱۰)نماز میں کپڑا لٹکانا یا منہ کو ڈھانپنا

(۱۱)ریشمی لباس اور حرام مال کے لباس میں نماز ادا کرنا

لباس کے بارے میں شرعی احکامات

(۱)سونا اور ریشم مردوں کیلئے حرام اور عورتوں کیلئے جائز ہے

(۲)ریشمی چادر پر بیٹھنا اس کے پہننے کی طرح ہے

(۳)تھوڑے سے ریشمی کپڑے کے جھنڈے اور کپڑے میں پیوند لگانا

(۴)مریض کیلئے ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت

(۵)اونی کپڑا جو ریشم کو ملا کر بنایا جائے اس کا حکم

(۶)زرد رنگ سے رنگا ہوا کپڑا جو سرخ دکھائی دے

(۷)سفید، سرخ، سبز، زعفرانی اور دوسرے رنگوں کا لباس پہننا

(۸)تصاویر والے کپڑوں، فرشتوں اور پردوں کا حکم

(۹)قمیص، عمامہ اور شلوار پہننے کا حکم

(۱۰)خوبصورت لباس پہننے کی اجازت لیکن عاجزی کے ساتھ شہرت اور فخر سے اجتناب کرتے ہوئے

(۱۱)عورت ایسے لباس سے اجتناب کرے جس سے اسکا بدن ظاہر ہو یا وہ مردوں کے لباس سے مشابہ ہو

(۱۲)لباس کو دائیں طرف سے پہننا اور نیا کپڑا پہنتے وقت کی دعا

نجاستوں سے بچنے اور نماز ادا کرنے کی جگہوں کے بارے میں احکامات

(۱)نماز ادا کرنے کیلئے نجاست سے بچنا اور لاعلمی کی وجہ سے نہ بچا تو اس کا حکم

(۲)معصوم بچوں کو نماز میں اٹھانا، بچوں کے کپڑے اور ان میں نجاست کا خدشہ

(۳)ناپاک جانوروں پر سواری کی حالت میں نماز ادا کرنا یا جس جانور کو نجاست لگی ہو

(۴)مختلف قسم کی چٹائیوں پر نماز ادا کرنا

(۵) جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز ادا کرنے کا حکم

(۶) وہ جگہیں جہاں نماز پڑھنا جائز ہے اور جہاں ممنوع ہے

(۷) خانہ کعبہ میں نفل نماز ادا کرنا

(۸) عذر کی وجہ سے فرض نماز سواری پر ادا کرنا

(۹) کشتی میں نماز ادا کرنا

(۱۰) کفار کی عبادت گاہوں میں اور قبریں توڑ کر مسجد بنانے کا حکم

(۱۱) مسجد بنانے کی فضیلت

(۱۲) مساجد کی تعمیر میں فضول خرچی سے بچنا

(۱۳) مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کیا پڑھنا چاہیے

(۱۴) مسجدوں میں جھاڑو دینا، انہیں پاک رکھنا اور ناپسندیدہ بو سے بچانا

(۱۵) مساجد کو کن چیزوں سے بچانا چاہیے اور کون سے کام ان میں جائز ہیں

(۱۶) مسجد کے قبلے کو ایسی چیزوں سے بچانا جو نمازی کو غافل کر دیں

(۱۷) اذان کے بعد مسجد سے کسی عذر کے بغیر نکلنا ممنوع ہے

قبلہ کی طرف رخ کرنے کے بارے میں احکامات

(۱) نماز ادا کرنے کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے

(۲) خانہ کعبہ سے دور اشخاص کیلئے عین خانہ کعبہ کی بجائے اس کی سمت کی طرف رخ کرنا

(۳) خوف کی وجہ سے قبلہ رخ نہ ہونا

(۴) مسافر اپنی سواری پر نفل نماز ادا کر سکتا ہے چاہے وہ جس طرف رخ کرے

نماز ادا کرنے کا طریقہ

(۱) نماز شروع کرنے کیلئے تکبیر کہنا فرض ہے

(۲) امام، اقامت اور صفوں کی درستگی کے بعد تکبیر کہے

(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

(۴) نماز ادا کرنے والے کو اپنی سجدہ کرنے کی جگہ پر نظر رکھنا چاہیے اور نظر اوپر اٹھانے کی ممانعت

(۵) نماز کی تکبیر اولی اور قرات کے درمیان کسی دعا کا پڑھنا

(۶) نماز میں قرات سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا

(۷) نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بارے میں اختلاف

(۸) کیا بسم اللہ سورۃ الفاتحہ کا حصہ ہے اور تمام سورتوں کا پہلا حصہ ہے یا نہیں؟

(۹) نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی کفیت

(۱۰) مقتدی جب امام کی قرات سنے تو وہ قرات کرے یا خاموش رہے

(۱۱) سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین کہنے کی صحیح کیفیت

(۱۲) جو شخص اچھی طرح قرآن مجید نہ پڑھ سکتا ہو

(۱۳) پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد دوسری سورت کی قرات کا حکم

(۱۴) کیا آخری دو رکعتوں میں سورت کی قرات مسنون ہے؟

(۱۵) نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد جو بھی سورت پڑھی جائے اس میں ترتیب کا حکم

(۱۶) مختلف نمازوں میں قرات کی تفصیل

(۱۷) رکوع اور سجدے کیلئے اللہ اکبر کہنا اور سر اٹھانا

(۱۸) امام کو تکبیر اونچی آواز میں کہنا تا کہ مقتدی سن سکیں

(۱۹) رکوع کی شکل

(۲۰) رکوع اور سجدے میں کیا پڑھا جائے

(۲۱) رکوع اور سجود میں قرآن مجید کی قرات کی ممانعت

(۲۲) رکوع سے اٹھنے اور کھڑا ہونے کے بعد کیا کہا جائے

(۲۳) رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا چاہیے

(۲۴) سجدہ کی شکل اور یہ کہ کس طرح سجدے میں جائیں

(۲۵) سجدے کے اعضاء

(۲۶) نماز ادا کرنے والا اپنی چادر بچھا کر بھی سجدہ کر سکتا ہے چاہے اس کے اعضاء زمین پر نہ لگیں

(۲۷) دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کا حکم

(۲۸) دوسری رکعت کے بعد تشہد سے کس طرح اٹھنا چاہیے اور آرام کیلئے بیٹھنا

(۲۹) دوسری رکعت کی قرات کو اعوذ باللہ پڑھے بغیر شروع کرنا

(۳۰) پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھنے کا حکم

(۳۱) دو رکعتوں کے بعد تشہد میں کس طرح بیٹھا جائے اسی طرح دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا کا حکم

(۳۲) نماز میں تشہد فرض ہے

(۳۳) تشہد میں بڑی انگلی سے اشارہ کرنا اور یہ کہ ہاتھ کس طرح رکھے جائیں

(۳۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا

(۳۵) درود شریف میں جس آل کا تذکرہ ہے وہ کون لوگ ہیں

(۳۶) نماز کے آخری میں کون سی دعا مانگنی چاہیے

(۳۷) نماز میں جن دوسری دعاؤں کی اجازت ہے

(۳۸) نماز کو سلام پھیرنے سے مکمل کرنا

(۳۹) نماز کے اختتام پر سلام پھیرنا فرض ہے

(۴۰) نماز کے بعد دعا اور ذکر الٰہی کے بارے میں بیان

(۴۱) نماز کا آخری سلام پھیرنے کے بعد امام کتنی دیر توقف کرے اور پھر مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے

(۴۲) امام پیچھے دائیں اور بائیں دونوں طرف سے پیچھے مڑسکتا ہے

(۴۳) امام کا مقتدیوں سمیت کچھ دیر مسجد میں رکنا تاکہ عورتیں نکل سکیں

(۴۴) تسبیحات کا انگلیوں اور گٹھلیوں پر گننا

کن چیزوں سے نماز باطل ہوجاتی ہے نماز میں کیا چیزیں ناپسندیدہ ہیں اور کیا جائز ہیں؟

(۱) نماز میں بولنے کی ممانعت

(۲) اگر کسی نے لاعلمی کی بناء ناجائز دعا نماز میں مانگ لے تو ایسی نماز کا حکم

(۳) نماز میں کھانسنا اور پھونک مارنا

(۴)اللہ تعالیٰ کے خوف سے نماز میں رونا

(۵)نماز میں چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

(۶)جسے نماز میں کوئی معاملہ درپیش ہو تو مرد کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورت کو تالی بجانا چاہیے

(۷)نماز میں امام کی قرات کی تصحیح کروانا

(۸)نماز پڑھنے والا جب آیات رحمت یا عذاب کی آیات کی تلاوت کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکار سکتا ہے

(۹)نماز میں سلام کا جواب دینے کا حکم

(۱۰)نماز میں اپنے سامنے یا دائیں، بائیں تھوکنے کی ممانعت

(۱۱)نماز میں بچھو یا سانپ کو ہلاک کرنے کی اجازت

(۱۲)دل میں غلط خیالات کے آنے سے نماز کا حکم

(۱۳)مصائب میں نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کا حکم

نماز پڑھنے والے کیلئے سترہ کا حکم

(۱)سترہ کا حکم

(۲)سترہ کی حکمت

(۳)نمازی کے آگے سے گزرنے والے کا حکم

مختلف نمازوں کے بارے میں تفصیلی احکامات

(۱)سنت موکدہ نمازیں جو ہمیشہ ادا کی جائیں

(۲)نماز ظہر سے پہلے اور بعد میں چار چار رکعت نماز نفل اور نماز عصر سے قبل چار رکعت اور نماز عشاء کے بعد چار چار رکعت نفل پڑھنا

(۳)صبح کو نماز سے پہلے دو رکعت نفل کی تاکید اور اس میں مختصر قرأت اور اس کی ہیئت

(۴)نماز ظہر کی سنتوں کی قضا کے بارے میں حکم

(۵)نماز عصر کی سنتوں کی قضا کے بارے میں حکم

(۶)وتر کی نماز سنت موکدہ ہے

(۷)وتر کی نماز میں رکعت کی تعداد

(۸)نماز وتر کا وقت اور اس میں تلاوت قرآن مجید اور اسمیں دعائے قنوت پڑھنا

(۹)نماز وتر اگر رہ جائے تو اس کا حکم

(۱۰)نماز تراویح کا حکم

(۱۱)مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان نفل کی ادائیگی

(۱۲)رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز کا شرعی حکم

(۱۳)چاشت کی نماز کا حکم

(۱۴)مسجد میں داخل ہونے کے احترام میں دو رکعت کا حکم

(۱۵)ہر وضو کے بعد نفل نماز ادا کرنا

(۱۶)نماز استخارہ

(۱۷)نماز میں زیادہ دیر تک کھڑے رہنا اور زیادہ رکوع اور سجدے کرنا

(۱۸)نماز نفل کو خفیہ ادا کرنا اور اسے باجماعت پڑھنے کا حکم

(۱۹)نفل نماز پڑھنے کی کیفیت

(۲۰)نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے

(۲۱)باجماعت نماز کی اقامت کے بعد نفل نماز کا حکم

(۲۲)جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۲۳)طواف خانہ کعبہ کے بعد دو رکعت نماز کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے؟

سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر

(۱)سورت حج، سورت ص اور مفصل سورتوں میں سجدوں کی تفصیل

(۲)جہری اور سری نمازوں میں سجدہ تلاوت کا حکم

(۳)تلاوت کرنے والا سجدہ کرے تو تلاوت سننے والے کو بھی سجدہ کرنا چاہیے اور اگر وہ نہ کرے تو سننے والا بھی نہ کرے اس امر کی تفصیل

(۴)سواری پر سجدہ تلاوت کرنا اور یہ کہ سجدہ تلاوت کا حکم

(۵) سجدہ تلاوت کیلئے تکبیر کہنا اور یہ کہ اس میں کیا پڑھے
(۶) سجدہ شکر کا شرعی حکم

سجدہ سہو یعنی نماز میں غلطی کی اصلاح کا سجدہ

(۱) اگر مکمل نماز ادا کرنے سے پہلے سلام پھیر لیا جائے
(۲) جسے اپنی نماز کے بارے میں شک پڑ جائے
(۳) اگر کوئی پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد بھول کر کھڑا ہو جائے تو اسے لوٹنا نہیں چاہیے
(۴) اگر چار کی بجائے پانچ رکعتیں ادا کر لی جائیں
(۵) نماز کے سلام پھیرنے کے بعد اگر سجدہ سہو کیا جائے تو تشہد پڑھنا

نماز با جماعت کے بارے میں احکام

(۱) نماز با جماعت کی فرضیت اور اہمیت
(۲) عورتوں کا مساجد میں نماز ادا کرنا اور یہ کہ ان کا گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے
(۳) دور کی مسجد اور جس مسجد میں نمازی زیادہ ہوں میں جانے کی فضیلت
(۴) مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے اطمینان سے جانا
(۵) امام کو نماز مختصر کرنے کیلئے کہنا
(۶) امام کا پہلی رکعت کا لمبا کرنا تا کہ جو مسجد میں داخل ہو چکا ہے وہ پہلی رکعت میں شامل ہو جائے
(۷) امام کی ہر حرکت کے مطابق حرکت کی جائے اور اس پہلے حرکت کی ممانعت
(۸) ایک بچے اور عورت سے بھی با جماعت ہو سکتی ہے
(۹) کسی عذر کی بناء ہر مقتدی کا علیحدہ نماز ادا کرنا
(۱۰) امام کا نفل نماز کو بغیر جماعت کے ادا کرنا
(۱۱) اگر اصل امام آجائے تو جانشین امام پیچھے ہٹ جائے اور مقتدی بن جائے
(۱۲) نماز با جماعت کے بعد دوسری جماعت کرانے کا حکم
(۱۳) بعد میں آنے والا نمازی ہر صورت میں جماعت میں شامل ہو جائے اور رکوع میں شامل ہونے سے اس

کی رکعت کو پورا تصور کیا جائے گا

(۱۴) جماعت میں بعد میں شامل ہونے والا امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز پوری کرے

(۱۵) جس نے اکیلے نماز ادا کی پھر جماعت مل گئی تو وہ جماعت کے ساتھ وہی نماز ادا کرے تو اس کی نماز نفل ہوگی

(۱۶) کسی عذر کی بناء پر نماز باجماعت کا ترک کرنا

نماز باجماعت کی امامت اور ائمہ کی فضیلت کے بارے میں صفات

(۱) کون امامت کا زیادہ حق دار ہے

(۲) نابینا، غلام یا آزاد کردہ غلام کی امامت

(۳) بچے یعنی نابالغ کی امامت کے بارے میں شرعی حکم

(۴) مقیم کا مسافر کی امامت میں ادا کرنا

(۵) کیا فرض نماز ادا کرنے والا نفل نماز ادا کرنے والے کی امامت میں نماز ادا کرسکتا ہے

(۶) کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے والے کا بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے نماز ادا کرنا

(۷) کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے والے بھی بیٹھ کر امامت کرانے والے کے ساتھ بیٹھ کر ہی نماز ادا کریں گے؟

(۸) وضو والے کا تیمّم والے کے پیچھے نماز ادا کرنا

(۹) ایسے امام کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی جس نے بے علمی میں نماز کی کوئی شرط یا فرض کو پورا نہ کیا ہو

(۱۰) اس امام کے بارے میں حکم جسے اپنے بے وضو ہونے کا علم ہوجائے یا وہ قضائے حاجت پر مجبور ہو

(۱۱) ایسے لوگوں کی امامت کرنا جو امام کو پسند کرتے ہوں

نماز باجماعت میں امام اور مقتدی کتنے فاصلے پر کھڑے ہوں اور صفیں بنانے کے بارے میں شرعی احکامات

(۱) اگر ایک مقتدی ہو تو وہ امام کے کس طرف کھڑا ہوگا اور ایک سے زیادہ ہوں تو کیا کیفیت ہوگی اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو کیسے کھڑے ہوں گے

(۲) امام کا صف کے درمیان میں کھڑا ہونا اور سمجھ دار لوگوں کا امام کی قریب والی صف میں ہونا

(۳) بچے اور عورتیں مردوں کے مقابلے میں کہاں کھڑی ہوں

(۴) صف کے پیچھے اکیلے نماز ادا کرنے کا حکم

(۵) نماز میں داخل ہونے سے پہلے کیا کرنا

(۶) جماعت کی صفوں کو درست کرنا

(۷) جماعت کیلئے صفوں کو سیدھے کرنا

(۸) کیا امام کے اپنی جگہ پر کھڑے ہونے سے پہلے مقتدی صفیں بنا سکتے ہیں

(۹) مقتدیوں کا مسجد کے ستونوں کے درمیان صفیں بنانا

(۱۰) امام اور مقتدیوں کے درمیان کسی چیز کا حائل ہونا

(۱۱) ایسا مقتدی جو مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لیے خاص کر لیتا ہے

(۱۲) نفل نماز، فرض نماز کے بجائے کسی اور جگہ ادا کرنا

(۱۳) مریض کی نماز

(۱۴) کشتی میں نماز ادا کرنا

مسافر کی نماز کا حکم

(۱) مسافر کیلئے نماز کو آدھا کرنا اور پوری نماز ادا کرنے کا جواز

(۲) دن کے وقت سفر شروع کرنے کی صورت میں رات کو نماز قصر نہ کرنے کا حکم

(۳) جس نے کسی شہر میں چار دن ٹھہرنے کی نیت کی تو وہ نماز قصر کر سکتا ہے

(۴) جو کسی شہر میں اپنے کام کیلئے ٹھہرا لیکن دنوں کا تعین نہیں کیا

(۵) جس نے کسی شہر میں قیام کے دوران وہاں شادی کر لی یا وہاں اس کی بیوی رہتی ہے تو وہ پوری نماز ادا کرے اس بارے میں مکمل تفصیل

دو نمازوں کے جمع کرنے کے بارے میں احکام

(۱) سفر میں کسی ایک وقت کی نماز میں دو وقت کی نمازوں کو جمع کیا سکتا ہے

(۲) بارش یا کسی اور وجہ کی بناء پر مقیم کا دو نمازوں کا جمع کرنا

(۳) ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ دو فرض ادا کرنا بشرطیکہ اس کے درمیان کوئی نفل نماز نہ ادا کی جائے اس کے بارے میں تفصیل

جمعہ کی نماز کے بارے میں احکام

(۱) جمعہ کی نماز ترک کرنے کے بارے میں شدید وعید

(۲) جمعہ کی نماز کس پر فرض ہے اور کس پر نہیں

(۳) چالیس آدمیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز ہوتی ہے اور دیہات میں جمعہ کے بارے میں احکام

(۴) جمعہ کی نماز کیلئے صاف ستھرا ہونا اور خوبصورتی اختیار کرنا

(۵) جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس دن دعا کی قبولیت کی گھڑی اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

(۶) جو شخص مسجد میں جس جگہ بیٹھا ہے وہ اس کا زیادہ حق دار ہے

(۷) مسجد میں بیٹھنے کے آداب اور ضرورت کے بغیر لوگوں کے درمیان سے گزرنے کی ممانعت

(۸) امام کے آنے سے پہلے اور جمعہ کی نماز سے پہلے نفل ادا کرنا

(۹) جب امام منبر پر بیٹھے تو نمازیوں کو سلام کرے اور اس کے بیٹھنے کے بعد اذان دی جائے اور مقتدیوں کو امام کی طرف متوجہ ہونا چاہیے

(۱۰) جمعہ کا خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ کی ثناء پر مشتمل ہونا چاہیے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت اور لوگوں کو نصیحت کی جائے

(۱۱) جمعہ کے دونوں خطبات کس حالت میں دیئے جائیں اور ان کے آداب

(۱۲) امام کے خطبے کے دوران باتیں کرنے سے منع، تاہم کسی مصلحت کے لیے آہستہ سے بات کرنے کی اجازت

(۱۳) جمعہ کی نماز میں کون سی سورت تلاوت کی جائے اور اس دن صبح کی نماز میں تلاوت کی جانے والی سورتیں

(۱۴) جمعہ کے خطبے یا نماز میں نمازیوں کی تعداد کا کم ہونا

(۱۵) نماز جمعہ کے بعد نفل نماز کی ادائیگی

(۱۶) اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن واقع ہوں

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے بارے میں احکامات

(۱) عید کے دن خوبصورت بننا اور بغیر ضرورت کے ہتھیار اٹھانا منع ہے

(۲) عید کی نماز کیلئے تکبیریں کہتے ہوئے پیدل چلنا چاہیے اور عورتوں کا عید کی نماز میں شامل ہونا
(۳) عید الفطر کی نماز پر جانے سے پہلے کچھ کھالینا جب کہ عید الاضحیٰ کے دن ایسا نہ کرنا
(۴) عید کی نماز کیلئے آنے جانے کیلئے مختلف راستے اختیار کرنا اور

مجبوری کی صورت میں جامع مسجد میں نماز ادا کرنا اور اس کے بارے میں تفصیل

(۵) عید الفطر کی نماز کا وقت
(۶) عید کی نماز خطبہ سے پہلے ادا کی جائے اور اس کیلئے کسی اذان یا اقامت کی ضرورت نہیں ہے
(۷) عید کی نمازوں میں تکبیروں کی تعداد اور وہ کس وقت کہیں جائیں
(۸) عید کی نماز سے قبل اور بعد میں کوئی نفل نماز نہیں ہے
(۹) عید کا خطبہ اور اس کے احکامات
(۱۰) عید الاضحیٰ پر خطبہ دینا پسندیدہ عمل ہے
(۱۱) جب بادلوں کی وجہ سے عید کا چاند نظر نہ آئے اور اس کا علم دوسرے دن ہو
(۱۲) ذوالحج کے پہلے دس دنوں اور بعد کے تین دنوں میں ذکر الٰہی اور اطاعت الٰہی پر زور دینا

صلوٰۃ خوف کے بارے میں احکامات

(۱) صلوٰۃ خوف کی مختلف قسمیں
(۲) صلوٰۃ خوف کی ایک دوسری صورت
(۳) صلوٰۃ خوف کی تیسری قسم
(۴) صلوٰۃ خوف کی چوتھی قسم
(۵) صلوٰۃ خوف کی پانچویں قسم
(۶) صلوٰۃ خوف کی چھٹی قسم
(۷) سخت خوف کی حالت میں نماز کو اشاروں سے ادا کرنا اور کب اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز ہے

سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر نماز کے احکام

(۱) سورج گرہن کیلئے اذان دینا اور نماز ادا کرنے کا طریقہ

(۲) کیا نماز کسوف یعنی سورج گرہن کی نماز کی ہر رکعت میں تین، چار یا پانچ رکوع ہیں

(۳) صلوٰۃ کسوف میں اونچی آواز میں قرات کرنا

(۴) چاند گرہن کیلئے نماز کسوف اور اس میں زیادہ رکوع ہیں

(۵) سورج گرہن کے وقت صدقہ دینے، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور گناہوں سے معافی مانگنے کی تاکید

بارش کیلئے دعا کے بارے میں احکام

(۱) بارش کیلئے دعا

(۲) نماز استسقاء کی شکل اور خطبے سے پہلے اس کو ادا کرنا

(۳) نیک لوگوں کے ذریعے بارش کی دعا کرانا اور کثرت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اور بارش کی دعا کیلئے اپنے ہاتھ اٹھانا

(۴) بارش کی دعا کیلئے امام اور لوگ کس طرح اور کس وقت اپنی چادروں کو الٹیں

(۵) زیادہ بارش کی صورت میں کیا دعا مانگنی چاہیے

نماز جنازہ کے بارے میں احکام

(۱) بیمار کی عیادت یعنی بیمار پرسی کرنا

(۲) جس مسلمان نے موت سے پہلے لا الہ پڑھا اور قریب المرگ شخص کو کلمہ کی تلقین کرنا اور میت کو ڈھانپ دینا اور اس کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کے بارے میں حکم

(۳) میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا اور اس کا قرض ادا کرنا

(۵) میت کو ڈھانپنا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دینا

میت کو نہلانے کا حکم

(۱) میت کا قریبی رشتہ دار یا رفیق اسے غسل دے اور اس پر پردہ کرے

(۲) میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا کا حکم

(۳) شہید کی میت کو غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر وہ حالت جنابت میں ہو تو پھر اسے جنابت سے پاک کرنے کیلئے غسل دینا چاہیے

(۴) میت کو غسل دینے کا طریقہ

میت کے کفن وغیرہ کے بارے میں احکامات

(۱) میت کے کفن دفن کا انتظام اس کے اپنے مال سے کیا جائے

(۲) سادہ اور سستے کفن میں دفنانا

(۳) مرد اور عورت کے کفن کی تفصیلات

(۴) شہید جن کپڑوں میں شہادت حاصل کرے اسے انہی کپڑوں میں دفنایا جائے

(۵) میت کے جسم پر خوشبو لگانا اور اسے کفن پہنانا تاہم حج کا احرام باندھے ہوئے علیحدہ کفن کی ضرورت نہیں

نماز جنازہ کے بارے میں احکامات

(۱) کس کا جنازہ پڑھا جائے اور کس کا نہ پڑھا جائے اور انبیاء پر درود بھیجنا

(۲) شہید پر نماز جنازہ کا ترک کرنا

(۳) بچے اور حمل سے ساقط ہونے والے بچے پر نماز جنازہ

(۴) امام کا خائن اور خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ ادا کرنا

(۵) جو شخص شرعی حد میں قتل کیا جائے اس کی نماز جنازہ کا حکم

(۶) غائبانہ نماز جنازہ اور ایک ماہ تک قبر پر نماز جنازہ کا ادا کرنا

(۷) میت پر نماز جنازہ ادا کرنے کی فضیلت اور اس کا ثواب

(۸) موت کا اعلان کرنے کی ناپسندیدگی

(۹) نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں کہی جائیں

(۱۰) نماز جنازہ میں قرات اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا

(۱۱) میت کی مغفرت کیلئے کس قسم کی دعا کرنا چاہیے

(۱۲) نماز جنازہ میں امام مرد اور عورت کی میت کی سامنے کس طرح کھڑا ہو

(۱۳) مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا

(۱۴) جنازہ کا اٹھانا اور اس کے ساتھ چلنا

(۱۵) میت کے ساتھ چلنا لیکن دوڑنا نہیں

(۱۶) جنازے کے آگے چلنا اور اس کے ساتھ سواری پر جانا

(۱۷) جنازے کے ساتھ رونے والی عورت یا آگ کا اپنے ساتھ لے جانا

(۱۸) جب جنازہ گزرے تو اس کے احترام میں کھڑے ہو جانا

میت کے دفن کرنے اور قبروں کے بارے میں شرعی احکام

(۱) قبر کو گہرا کرنا اور اس کے ایک طرف لحد بنانا

(۲) میت کو کدھر سے قبر میں داخل کیا جائے اور اس وقت اس پر کیا پڑھا جائے اور قبر پر مٹی ڈالنے کے بارے میں بیان اور تمام تفصیلات اوران کے احکامات

(۳) قبر کو زمین کی سطح سے بلند کرنا اور اس پر پانی ڈالنا اور اس کی پہچان کی نشانی بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنے اور اس پر کچھ لکھنے کا حکم

(۴) عورت کو کون دفن کرے

(۵) قبر پر بیٹھنے اور چلنے کے آداب

(۶) میت کو رات کے وقت دفن کرنا

(۷) میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنا

(۸) قبروں پر مساجد بنانے اور دیا جلانے کا حکم

(۹) مردوں کو نیک کاموں کا ثواب پہنچنا

(۱۰) مصیبت زدہ کی غمگساری کرنا اور اس کے صبر کے ثواب کے بارے میں

(۱۱) اہل میت کیلئے کھانا تیار کرنا نہ کہ ان کی جانب سے لوگوں کو کھانا کھلایا جائے

(۱۲) میت پر جائز اور ناپسندیدہ رونے کے بارے، میں

(۱۳) میت پر چیخ کر رونے کا حکم

(۱۴) میت کے غم میں جزع وفزع، منہ پر تھپڑ مارنے اور بالوں کو بکھیرنے کا حکم

(۱۵) میت کی صفات کے بارے میں بات چیت کرنا

(۱۶) میت کی برائیوں کے ذکر سے اجتناب کرنا

(۱۷) مردوں کیلئے قبروں کی زیارت کی پسندیدگی اور عورتوں کے لیے ناپسندیدگی
(۱۸) کسی جائز مقصد کیلئے میت کو اس کی قبر سے منتقل کرنا یا اس کی قبر کھودنا

نظامِ زکوٰۃ کے بارے میں احکامات

(۱) زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے
(۲) زکوۃ ادا کرنے کی تاکید اور اسے نہ ادا کرنے والے کی سزا
(۲) جانوروں پر زکوٰۃ کی شرح
(۴) غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں پر زکوٰۃ نہیں ہے
(۵) سونے چاندی پر زکوٰۃ کا حکم
(۶) کھیتوں اور پھلوں پر زکوٰۃ کا حکم
(۷) شہد پر زکوٰۃ کا حکم
(۸) دبے ہوئے خزانے اور معدنی پیداوار پر زکوٰۃ کا حکم

زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں شرعی احکامات

(۱) زکوۃ ادا کرنے کے بارے میں شرعی حکم
(۲) زکوۃ کو جلدی ادا کرنا چاہیے
(۳) زکوۃ جس شہر سے وصول کی جائے وہیں غریبوں میں تقسیم کردی جائے
(۴) جس نے کس کو زکوٰۃ کا حق دار سمجھ دار کر زکوٰۃ دی اسے زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے
(۵) حکمراں خواہ عادل ہو یا ظالم زکوٰۃ اسے دینے سے ادا ہو جاتی ہے
(۶) زکوۃ کیلئے مویشیوں کی گنتی پانی پیتے وقت کرنی چاہیے
(۷) اگر زکوٰۃ کے مختلف قسم کے جانور ہوں تو امام کی جانب انہیں داغنا

آٹھ قسم کے لوگ جن پر زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے

(۱) زکوٰۃ کے حق دار

(۲) زکوٰۃ اکٹھی کرنے والے سرکاری ملازم

(۳) تالیف قلب کیلئے زکوٰۃ خرچ کرنا یا زکوٰۃ کا سیاسی خرچ

(۴) غلاموں کو آزاد کرانے پر زکوٰۃ خرچ کرنا

(۵) قرض اور جرمانہ ادا کرنے والوں پر زکوٰۃ خرچ کرنا

(۶) فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کی مد سے رقم خرچ کرنا

(۷) زکوٰۃ کے مستحق تمام لوگوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کی کوشش کرنا

(۸) بنو ہاشم کے خاندان اور ان کے غلاموں وغیرہ کیلئے زکوٰۃ کے مال کی حرمت

(۹) زکوٰۃ دینے والوں کو اپنا مال خریدنے سے منع کر دیا گیا

(۱۰) زکوٰۃ الفطر یا فطرانہ

روزوں کے بارے میں شرعی احکامات

(۱) گواہی سے روزہ اور عید الفطر کا دن ثابت ہونا

(۲) بادل اور شک والے دن چاند دیکھنا

(۳) اگر ایک شہر کے لوگ چاند دیکھ لیں تو کیا دوسرے شہروں پر بھی اس کا اطلاق ہوگا

(۴) فرض روزے کیلئے رات سے نیت کرنے کی ضرورت

(۵) بچے کو اگر طاقت ہو تو روزہ رکھے اور کس پر روزے فرض ہیں

روزہ کن باتوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور روزہ کے کیا عمل پسندیدہ ہیں اور کیا ناپسندیدہ ہیں

(۱) روزہ کی حالت میں پچھنا لگوانے کے بارے میں بیان

(۲) کیا قے کرنے یا سرمہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۳) بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۴) روزہ کی حالت میں غیبت اور برائی سے بچنا اگر کوئی گالی دے تو اس کا کیسے جواب دیا جائے

(۵) روزہ دار کا کلی کرنا یا گرمی سے نہانا

(۶) روزہ دار کیلئے بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے

(۷) روزہ دار نے اگر حالت جنب میں صبح کی ہوتو

(۸) بیوی سے مباشرت کے ذریعے روزہ توڑ دینے کا کفارہ

(۹) دو یا تین دن کا لگاتار روزہ رکھنے کی کراہت

(۱۰) روزہ افطار کرنے اور سحری کھانے کے آداب

بعض حالات میں روزہ نہ رکھنے اور بعد میں اس کے قضا رکھنے کا شرعی حکم

(۱) سفر کی حالت میں روزہ رکھنا یا نہ رکھنا

(۲) جس نے روزہ رکھا اور اسی دن وقت سے پہلے افطار کرلیا

(۳) جس نے دن کے کسی وقت سفر شروع کیا ہوتو کیا روزہ کھول سکتا ہے

(۴) اگر مسافر کسی شہر میں گیا ہو اور قیام کی نیت نہ ہوتو پھر بھی اسے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے

(۵) بیمار، بوڑھے مرد، بوڑھی عورت، حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورتوں کے بارے میں حکم

(۶) رمضان المبارک کے قضا روزوں کو ترتیب یا بلا ترتیب رکھا جاسکتا ہے اور انہیں ماہ شعبان تک موخر کیا جاسکتا ہے

(۷) میت کے نذر مانے ہوئے روزے

نفلی روزوں کے بارے میں احکام

(۱) ماہ شوال کے چھ روزے

(۲) ذوالحج کے مہینے میں دس نفلی روزے رکھنا اور یوم عرفہ کے دن حج کرنے والوں کے سوا دوسروں کو روزہ رکھنے کی تاکید کا بیان

(۳) محرم کے مہینے کے روزے اور عاشورہ کے روزے کی تاکید

(۴) ماہ شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے رکھنے کی تاکید

(۵) سوموار اور جمعرات کے دن روزے رکھنے کی تاکید

(۶) جمعہ یا ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی ناپسندیدگی

(۷) ایام بیض اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا

(۸) ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور ساری عمر روزہ رکھنے کی کراہت

(۹) مسافر اور مجاہد اگر نفلی روزے رکھیں
(۱۰) نفلی روزے کو وقت سے پہلے افطار کیا جاسکتا ہے
(۱۱) رمضان المبارک سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے رکھنے کا حکم
(۱۲) عید الفطر، عید الاضحیٰ کے تین دن بعد تک روزے رکھنے کی ممانعت

اعتکاف کے بارے میں شرعی حکم

(۱) اعتکاف کا شرعی حکم
(۲) اعتکاف کا وقت
(۳) اعتکاف کی فضیلت
(۴) اعتکاف اور لیلۃ القدر

حج کے بارے میں شرعی احکام

(۱) حج اور عمرہ کی فرضیت اور ان کا ثواب
(۲) حج فوری طور پر کرنا چاہیے
(۳) اگر کوئی شخص خود حج نہ کر سکے تو اس کی طرف سے حج کرنا
(۴) حج کے اخراجات وغیرہ کی استطاعت
(۵) حج کیلئے بحری سفر اختیار کرنا اگر ہلاکت کا خطرہ نہ ہو
(۶) عورت کے حج یا دوسرے سفر کی ذومحرم کے بغیر اجازت نہیں ہے
(۷) جس شخص نے خود حج نہ کیا ہو اس کا کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنا
(۸) بچے اور غلام پر حج فرض نہیں لیکن اگر وہ ادا کریں تو ان کا حج ٹھیک ہوگا

احرام باندھنے کے مقامات اور احرام کے بارے میں احکام

(۱) احرام کیلئے مقامات کا تعین اور ان سے پہلے احرام باندھا جاسکتا ہے
(۲) مکۃ المکرّمۃ میں بغیر احرام کے داخل ہونا

(۳) حج کے مہینے اوران سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت

(۴) عمرہ سارے سال کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے

(۵) احرام باندھنے والا کس طرح غسل کرے، خوشبو لگائے اور سلے ہوئے کپڑے اتار دے

(٦) احرام باندھنے کی شرائط

(۷) عمرہ میں حج کا داخل کرنا

(۸) کسی نے بغیر نیت کے حج کا احرام باندھا اور کہا کہ میں فلاں شخص کی طرح احرام باندھتا ہوں

(۹) حج کے موقع پر تلبیہ کہنا اور اس کی تعریف اور شرعی حکم

(۱۰) حج کو عمرہ میں تبدیل کرنا

احرام باندھے ہوئے شخص کو کن چیزوں سے بچنا چاہیے اور کون سے امور اس کیلئے جائز ہیں

(۱) احرام والے شخص کو جس لباس سے بچنا چاہیے

(۲) جس نے قمیص کے ساتھ احرام باندھا وہ کیا کرے

(۳) احرام باندھے ہوئے شخص کو گرمی سے بچانے کیلئے اس پر سایہ کرنے اور سر ڈھانپنے کی ممانعت

(۴) احرام باندھے ہوئے شخص کا ضرورت کے وقت تلوار کا ساتھ رکھنا

(۵) احرام والے کیلئے ایسی خوشبو لگانے کی ممانعت جس کا اثر دیر تک رہے

(٦) کسی عذر کی وجہ سے بالوں کو کٹوانا اوران کا فدیہ

(۷) احرام والے شخص کا پچھنا لگوانا اور سر دھونا

(۸) احرام والے کیلئے نکاح کرنا اور بیوی سے مباشرت کرنا

(۹) احرام والے کیلئے شکار کی ممانعت اور اس کے بارے میں فدیہ کا بیان

(۱۰) احرام والے شخص کیلئے شکار کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا منع ہے لیکن اس کیلئے یا اس کی مدد سے شکار نہ کیا گیا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے

(۱۱) حرم کعبہ میں شکار اور اس کے درخت

(۱۲) احرام کی حالت میں حرم کعبہ میں کن چیزوں کو قتل کرنے کی اجازت ہے

(۱۳) تمام شہروں پر مکۃ المکرّمۃ کی فضیلت

(۱۴) مدینہ منورۃ کی حرمت اور اس میں شکار کھیلنے کی ممانعت

(۱۵) طائف کے علاقے میں شکار کی ممانعت

مکۃ المکرّمۃ میں داخل ہونے کے بارے میں احکامات

(۱) مکۃ المکرّمۃ میں کہاں سے داخل ہونا چاہیے

(۲) خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی ہاتھوں کا اٹھانا اور اس وقت کیا دعا پڑھی جائے

(۳) طواف قدوم کا حکم اور اس کی کیفیت

(۴) حجر اسود کو ہاتھ سے چھونا اور اس کا بوسہ لینا اور اس وقت کیا کہنا چاہیے

(۵) صرف رکن یمانی اور حجر اسود کو چھونا ہے اور دوسرے پتھروں کو نہیں چھونا

(۶) طواف کرنے والا خانہ کعبہ کے دائیں طرف سے طواف شروع کرے اور اس کی ابتداء حجر اسود سے کرے

(۷) خانہ کعبہ کے طواف کیلئے طہارت اور جسم کا ڈھانپنا

(۸) طواف کے دوران کون سی دعا پڑھی جائے

(۹) کسی عذر کی بناء پر سوار ہو کر طواف کرنا

(۱۰) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا اور اس کی قرات کی کیفیت اور اس کے بعد حجر اسود کو چھونا

(۱۱) صفا اور مروۃ کے درمیان تیز تیز چلنا

(۱۲) حج تمتع والا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کے بعد احرام کھول سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لایا ہو اس کی مکمل تفصیل

(۱۳) منی سے عرفات تک جانا اور وہاں پر ٹھہرنے کے احکام

(۱۴) مزدلفہ کی طرف جانا اور پھر وہاں سے منیٰ کو جانا اور اس کے متعلق احکام

(۱۵) جمرہ عقبہ پر شیطان کو کنکریاں مارنا اور قربانی کے دن کے احکام

(۱۶) قربانی کرنا، بال منڈوانا اواس وقت کون سے امور جائز ہیں

(۱۷) قربانی کے دن منی سے آخری طواف کیلئے آنا

(۱۸) قربانی کرنا، بال منڈوانا، شیطان کو کنکریاں مارنا اور آخری طواف کرنے سے پہلے کے بارے میں بیان

(۱۹) دسویں ذوالحجہ یعنی قربانی کے دن خطبہ دینے کی پسندیدگی

(۲۰) حج قران کی مکمل کیفیت

(۲۱) منیٰ میں راتوں کے گزارنے کا بیان

(۲۲) شیطان کو کنکریاں مارنے کی مکمل تفصیل

(۲۳) ایام تشریق یعنی قربانی کے بعد کے تین دنوں کے خطبے کا حکم

(۲۴) منیٰ سے واپسی پر وادی محصب میں قیام کرنا

(۲۵) خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو کر برکت حاصل کرنا

(۲۶) چاہ زمزم کا پانی

(۲۷) حج وغیرہ سے واپسی پر کیا کہنا چاہیے

(۲۸) اگر کسی کا حج فوت ہو جائے یا اسے راستے میں ہی روک لیا جائے

(۲۹) عمرہ سے روکے جانے والے کا بیان اور اس کے بارے میں مکمل احکام

(۳۰) قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

حج کی قربانیوں اور عیدالاضحیٰ کی قربانی کے بارے میں احکام

(۱) حج کی قربانی کیلئے اونٹ نشانی کیلئے زخمی کرنا اور انہیں قلادہ پہنانا

(۲) حج کیلئے متعین قربانی کے جانور کو تبدیل کرنے کی ممانعت

(۳) اونٹ اور گائے قربانی کیلئے سات بھیڑوں کے برابر ہے

(۴) حج کی قربانی کیلئے مخصوص جانور کو سواری کیلئے استعمال کرنا

(۵) اگر قربانی کا جانور خانہ کعبہ پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جائے

(۶) حج تمتع، حج قران اور نفلی حج کی قربانی کا گوشت کھانا

(۷) جو شخص قربانی کیلئے مکہ المکرّمہ جانور بھیجے اس پر ان کی قربانی سے پہلے کوئی چیز حرام نہیں

(۸) عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی ترغیب

(۹) رسول اللہ ﷺ کی عیدالاضحیٰ کی قربانی سے اس کے واجب نہ ہونے کا ثبوت

(۱۰) جو شخص قربانی کا ارادہ کرے تو اسے ذوالحج کے پہلے دس دن کن امور سے بچنا چاہیے

(۱۱) کس عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے

(۱۲) جانور میں کسی عیب کی وجہ سے اس کو قربانی کی ممانعت

(۱۳) خصی جانور کی قربانی

(۱۴) تمام اہل خانہ کی طرف سے صرف ایک قربانی کا جواز

(۱۵) قربانی عیدگاہ میں کرنی چاہیے اور ذبح کرتے وقت اس پر بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھنا چاہیے

(۱۶) اونٹ کی بائیں ٹانگ باندھ کر اسے کھڑی حالت میں نحر کرے

(۱۷) قربانی کا جانور ذبح کرنے کا وقت

(۱۸) قربانی کا گوشت کھانا اور کھلانا اور اسے ذخیرہ کر کے رکھنا

(۱۹) قربانی کے جانوروں کی کھالیں اور جھولیں صدقہ میں دینی چاہیے

(۲۰) قربانی کا گوشت لوٹ لینے کی اجازت

عقیقہ کے بارے میں احکام اور پیدائش کی سنتیں

(۱) عقیقہ سنت ہے

(۲) جانوروں کے پہلے بچے کی قربانی اور رجب کے مہینے میں قربانی کا منسوخ ہونا

خرید و فروخت کے شرعی احکام۔ کن چیزوں کی فروخت جائز ہے اور کن کی ناجائز

(۱) ناپاک چیزوں، بافرمانی کے آلات اور غیر منافع بخش چیزوں کی فروخت کے بارے میں

(۲) اپنی ضرورت سے زائد پانی فروخت کی ممانعت

(۳) نر جانور کے نطفے کی قیمت وصول کرنے کی ممانعت

(۴) دھوکے والی خرید و فروخت کی ممانعت

(۵) کسی چیز کو فروخت کرتے وقت اس میں سے کچھ مستثنیٰ کرنا

(۶) ایک چیز کو نقد اور ادھار پر بیچنا

(۷) بیع عربان یعنی مشروط کرائے کے سودے کی ممانعت

(۸) شراب کی حرمت اور اس سے متعلقہ احکام

(۹) جو مال قبضے میں نہ ہو اس کی فروخت کی ممانعت یا سودا کرنے کے بعد بازار سے خرید کر دینا

(۱۰) فروخت کی گئی چیز کو دوسرے کے پاس فروخت کرنے کی ممانعت

(۱۱) ادھار کو ادھار سے فروخت کرنے کی ممانعت

(۱۲) غلہ کو جب تک دو صاعوں میں سے نہ ناپا جائے اس کی فروخت جائز نہیں

(۱۳) غلاموں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے

(۱۴) شہری تاجر دیہاتی کا مال بیچنے کی ممانعت

(۱۵) خرید و فروخت میں دھوکہ دینے کی ممانعت

(۱۶) دیہاتہ سواروں کا مال خریدنے کیلئے ان سے ملاقات کی ممانعت

(۱۷) اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی ہو تو اس کے نرخ بڑھا کر خریدنے کی ممانعت

(۱۸) گواہوں کے بغیر خرید و فروخت کا حکم

درختوں اور پھلوں کی فروخت کے بارے میں احکامات

(۱) پیوند لگانے کے بعد کھجور کا درخت بیچنا

(۲) پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی فروخت کی ممانعت

(۳) خریدے ہوئے پھل پر اگر کوئی آفت آجائے

خرید و فروخت کی شرائط کے بارے میں احکامات

(۱) فروخت کی جانے والی چیز سے فائدہ اٹھانے کی شرط وغیرہ

(۲) ایک ہی سودے میں دو شرطیں جمع کرنے کی ممانعت

(۳) غلام کو آزاد کرنے کی شرط پر خریدنا

(۴) غلام کو فروخت کرتے وقت ولایت کی کوئی شرط کی کوئی حیثیت نہیں

(۵) فروخت میں دھوکے سے سلامتی کی شرط

(۶) جب تک فروخت کرنے والا اور خریدنے والا ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں وہ سودے کو منسوخ کر سکتے ہیں

سود کی حرمت کے بارے میں احکامات

(۱) کون سے معاملات سود کی تعریف میں آتے ہیں

(۲) اگر اجناس میں برابری کا علم نہ ہوتو ان میں ایک جنس کی قیمت زیادہ ہوگی

(۳) سونے وغیرہ کا سنے کے دیناروں سے خریدنا

(۴) وزن اور پیمائش میں کس کا اعتبار کیا جائے گا

(۵) تازہ کھجوروں اور سبز چارہ کی خشک کھجوروں یا غلہ سے فروخت کی ممانعت

(۶) خیرات کیلئے مخصوص درختوں پر کھجوروں کی فروخت کی اجازت

(۷) ندہ جانور کے بدلے میں گوشت کی فروخت

(۸) جن چیزوں کی پیائش یا وزن نہ ہو سکے انہیں کیسے خرید وفروخت کی جائے گا۔

(۹) جس نے ادھار پر کوئی چیز زیادہ قیمت پر فروخت کی وہ اسے کم قیمت پر نہ خریدے

(۱۰) ادھار پر زیادہ قیمت پر فروخت کر کے وہی سودا نقد رقم پر خریدنا

(۱۱) کاروبار میں شبہات والے معاملات

خرید وفروخت میں عیوب کے بارے میں احکامات

(۱) مسلمان بھائی کا عیب اس پر واضح کرنا فرض ہے

(۲) فروخت کے بعد تبدیلی کے باوجود عیب دار چیز واپس کی جاسکتی ہے

(۳) دودھ والے جانوروں کا دودھ زیادہ کر کے فروخت کرنا

(۴) بازار کی اجناس کے سرکاری نرخ مقرر کرنا

(۵) ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

(۶) اسلامی سکے کو توڑ کم کرنے کی ممانعت

(۷) خرید وفروخت کرنے والوں میں اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جائے

غیر موجود چیزوں کو نقد رقم کے عوض فروخت کرنے کے مسائل، قرض کے بارے میں احکام

(۱) قرض دینے کی فضیلت

(۲) حیوان قرض پر لینا اور ان کے بدلے میں ویسا ہی حیوان یا کسی اور چیز کا ادا کرنا

(۳) قرض ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دینا جائز ہے اس سے پہلے کچھ دینا ناجائز ہے

رہن یعنی گروی رکھنے کے بارے میں احکام

قرض کو قرض سے بدلنے اور اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے بارے میں احکام

(۱) اگر دولت مند قرض کو قرض سے بدلے تو اسے تسلیم کر لینا چاہیے

(۲) قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والا، قرض ادا کرنے بعد ہی بری الذمہ ہوگا

(۳) اگر کسی چیز کے اصل مالک کو اپنی چیز کہیں ملے تو خریدار اسے مالک کے حوالے کر کے فروخت کرنے والے سے قیمت واپس لے سکتا ہے۔

مفلسی کے بارے میں احکام

(۱) دولت مند سے زبردستی قرض واپس لینا اور تنگ دست کو مہلت دینا

(۲) سامان خریدنے کے بعد اگر خریدار مفلس ہو گیا ہو تو اس کا مالک وہ واپس لے سکتا۔ ہے

(۳) قرض ادا کرنے والے پر پابندی لگانا اور اس کا مال فروخت کر کے قرض ادا کرنا

(۴) فضول خرچی پر اس کے مال میں تصرف کرنے پر پابندی لگانا

(۵) جوان ہونے کی علامتیں

(۶) یتیم کا نگران، اس کے مال سے ضروت کے وقت کیا خرچ کرسکتا ہے

(۷) کھانے پینے کے اخراجات میں نگران کا یتیم کو اپنے ساتھ شامل کر لینا

صلح کرنا اور پڑوسی کے حقوق

(۱) معلوم اور غیر معلوم معاملات میں صلح کرانا جائز ہے، اور جائز طریقہ کیا ہے

(۲) کسی کو عمداً قتل کرنے پر مقررہ دیت سے زیادہ پر صلح کرنا

(۳) پڑوسی کی دیوار پر اس کی اجازت کے بغیر چھت کا شہتیر رکھنا

(۴) راستے کی چوڑائی کے بارے اختلاف کا فیصلہ کس طرح کیا جائے

(۵) بارش کے پانی کے اخراج کے لئے گلی کی طرف چھت کے پرنالے کا رخ کرنا

☆ شراکت اور مضاربت کے بارے میں شرعی احکام

وکالت کے بارے میں شرعی احکام

(۱) کن معاملات میں وکالت جائز ہے اور حقوق کا پورا کرنا وغیرہ

(۲) کسی نے ایک چیز کی خرید کے لئے وکیل مقرر کیا اور اس نے اس قیمت میں زیادہ چیز خریدی اور زائد قیمت میں تصرف کرنے کے بارے میں

(۳) اگر کسی نے اپنے وکیل کے ذریعے صدقہ کا مال دیا اور اس نے وہ مال مالک کے بیٹے کو دے دیا

آب پاشی اور مزارعت کے بارے میں احکام

(۱) مزارعت کی شرعی حیثیت

(۲) مزارعت میں اگر کوئی فریق زمین کے خاص حصے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص کرے تو یہ جائز نہیں اجارہ یعنی اجرت پر کام کرانے کے بارے میں احکام

(۱) جائز منافع کے لئے کسی کو اجرت پر رکھنا

(۲) پچھنا لگانے والے حجام کی کمائی کے بارے میں

(۳) عبادت پر اجرت لینا

(۴) غیر معلوم منافع اور غیر متعین اجرت کی ممانعت

(۵) متعین اجرت کے نرخ پر کام کرنا

(۶) اجرت کے لئے خرید وفرخت کا لفظ استعمال کرنا

(۷) مزدور کس وقت اجرت وصول کرنے کا حق دار ہے اور اس کے کام مکمل کرنے کے بارے میں امانت رکھنے یا استعمال کے لئے کسی چیز کے ادھار لینے کے احکام بنجر زمینوں کو آباد کرنے کے احکام

(۱) بنجر زمینوں کو آباد کرنا

(۲) اپنی ضرورت سے زائد پانی کو روکنے کی ممانعت

(۳) لوگ تین چیزوں میں برابر کے کے شریک ہے اور کم پانی کی صورت میں نچلے کھیتوں کے بجائے، اوپر کے

کھیتوں کی آب پاشی کرنا

(۴) بیت المال کے جانوروں کے لئے چراگاہ مخصوص کرنا

(۵) معدنیات کی کانیں عطا کرنا

(۶) سرکاری اراضی عطا کرنا

(۷) کھلی گلیوں اور سڑکوں پر خرید و فرخت کے لئے بیٹھنا

(۸) ایسا جانور جس کے مالک کسی وجہ سے اس کو رکھوالی نہ کر سکیں کسی کا مال غصب کرنے اور دوسروں کے مال کی ضمانت دینے کے احکام

(۱) کوشش سے یا کسی سے مذاق میں مال چھین لینا

(۲) چھینی ہوئی اراضی کا ثبوت مہیا کرنا

(۳) دوسروں کی زمین میں زبردستی کاشت کرنے اور لگائے گئے پودوں کا کاٹنا

(۴) چھنی ہوئی بھیڑ کا ذبح کرنا اور اس کا گوشت پکانا

(۵) اگر کوئی چیز ضائع کی جائے تو ویسی ہی چیز سے اس کی تلافی کی جائے

(۶) جانوروں کا کسی کو زخمی کرنا

(۷) ڈاکو سے دفاع کرنا چاہیے چاہیے اسے قتل ہی کرنا پڑے اور جسے ڈاکو قتل کر دیں وہ شہید ہوگا

(۸) جس پر حملہ کیا جائے اس کے لئے لڑنا ضروری نہیں، ہاں اگر طاقت ہو تو لڑائی کی جاسکتی ہے

(۹) شراب کے برتنوں کو توڑنے کا حکم

کسی کو کوئی چیز عطیہ دینے یا تحفہ دینے کے احکام

(۱) تحفہ قبول کر کے اپنے قبضے میں کر لینا چاہیے اور اس کے بارے میں معروف طریقے پر عمل کیا جائے

(۲) کفار کے تحفہ قبول کرنے اور تبادلے میں انہیں تحفہ بھیجنا

(۳) تحفہ اور عطیہ کا بدلہ دینا

(۴) اولاد کو مساوی عطیہ دینا اور کسی کو اس کے بھائیوں پر ترجیح دینے کی ممانعت

(۵) والد اپنے بیٹے کا مال لے سکتا ہے

(۶)عمر بھر کے لئے کسی کو اپنی جائیداد کا عطیہ دینا
(۷)عورت اپنے اور اپنے خاوند کے مال سے کیا خرچ کر سکتی ہے
(۸)غلام کے خیرات کرنے کے بارے میں

وقف کے بارے میں شرعی احکام

(۱)وقف کی شرعی حیثیت
(۲)مشترکہ جائیداد میں سے اپنا حصہ وقف کرنا
(۳)اپنے رشتہ داروں کے لئے وقف کرنا، یا وصیت کے ذریعے انہیں وقف میں شامل کرنا
(۴)اولاد پر وقف میں بیٹے کے ساتھ پوتا بھی شامل ہے
(۵)کعبہ شریف کے فاضل مال کے بارے میں حکم

وصیت کے بارے میں شرعی احکام

(۱)وصیت کی فرضیت اور اپنی زندگی میں اس پر عمل کرنے کی فضلیت
(۲)ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا اور کسی وارث کیلئے وصیت کرنے کو ناپسند قرار دینا
(۳)مریض صرف اپنے ایک تہائی مال کی خیرات کر سکتا ہے
(۴)کیا کافر باپ کی مسلمان اولاد اس کی وصیت پوری کرنے کی پابند ہے
(۵)اپنی خلافت، غلاموں کو آزاد کرانے اور نسب کے فیصلے کے بارے میں وصیت کرنا
(۶)حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی زندگی گزارنے کی وصیت کرنا
(۷)میت کے وارث کو جب اس پر قرض کا علم ہو جائے تو اسے فوراً ادا کرنا چاہیے

وراثت کے بارے میں احکام

(۱)وراثت کا علم حاصل کرنا
(۲)وراثت کا علم پہلے وارثوں میں تقسیم کیا جائے اگر کچھ مال بچ جائے تو اسے دور کے رشتہ داروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اس بارے میں مکمل تفصیل

(۳) سگے بھائیوں کی موجودگی میں سوتیلے بھائی کی وراثت سے محرومی

(۴) بیٹوں کی موجودگی میں بہنوں کو عصبہ یعنی دور کا رشتہ دار قرار دیا جاتا ہے

(۵) دادا اور دادی کا وراثت میں حصہ

(٦) رشتہ داروں، آزاد کردہ غلاموں وغیرہ کی وراثت کے بارے میں

وراثت کے بارے میں احکام

(۱) وراثت کا علم حاصل کرنا

(۲) وراثت کا مال پہلے وارثوں میں تقسیم کیا جائے اگر کچھ مال بچ جائے تو اسے دور کے رشتہ داروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اس بارے میں مکمل تفصیل

(۳) سگے بھائیوں کی موجودگی میں سوتیلے بھائی کی وراثت سے محرومی

(۴) بیٹوں کی موجودگی میں بہنوں کو عصبہ یعنی دور کا رشتہ دار قرار دیا جاتا ہے

(۵) دادا اور دادی کا وراثت میں حصہ

(٦) رشتہ داروں، آزاد کردہ غلاموں وغیرہ کی وراثت کے بارے میں

(۷) زنا کاری کی ملزم عورت اور اس کے ناجائز بیٹے کی وراثت کے بارے میں

(۸) عورت کے حمل کی وراثت کے بارے میں

(۹) آزاد کردہ غلاموں کی وراثت

(۱۰) آزاد کردہ غلام کی ولایت کا حق فروخت کرنے کی ممانعت

(۱۱) کیا آزادکردہ غلام کے مال کے وارث اس کے آقا کے دور کے رشتہ دار ہوسکتے ہیں

(۱۲) غلام کا جتنا حصہ آزاد ہو وہ اتنے حصے کا وارث بن سکتا ہے

(۱۳) دین میں اختلاف کی وجہ سے وراثت کی ممانعت اور وراثت کے مال کی تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہونے والے میراث کا حکم

(۱۴) قاتل کسی کا وارث نہیں بن سکتا اور مقتول کی جو دیت ملے گی اسے اس کی بیوی اور دوسرے رشتہ داروں میں شرعی حکم کے مطابق تقسیم کیا جائے

(۱۵)انبیاء کا کوئی مال وراثت نہیں ہوتا

غلاموں کو آزاد کرنے کے بارے میں احکام

(۱)غلامی کا وجود اب دنیا سے ختم ہو چکا ہے

(۲)غلام کو اس شرط پر آزاد کرنا کہ وہ اپنے آقا کی خدمت کرتا رہے

(۳)رشتہ دار غلام کے بارے میں

(۴)جس نے اپنے غلام کا مثلہ کیا یعنی اس کا کوئی عضو کاٹا تو وہ اسے آزاد کر دے

(۵)مشترکہ غلام میں اپنا حصہ آزاد کرنا

(۶)موت کے بعد غلام کو آزاد کرنا

(۷)معاوضے کے بدلے غلام کو آزاد کرنا

(۸)آزاد آدمی کی ایسی لونڈی جس کی اولاد ہو جائے اس کی فروخت جائز نہیں ہے

نکاح کے بارے میں احکام

(۱)شادی کرنے کی ترغیب اور قدرت رکھنے کے باوجود شادی نہ کرنے پر ناپسندیدگی

(۲)کس قسم کی عورت سے شادی کرنا مناسب ہے

(۳)نابالغ لڑکی کا نکاح ولی کی ذمہ داری ہے جب کہ بالغ عورت اپنا نکاح خود کرا سکتی ہے

(۴)جس عورت کی منگنی ہو چکی ہو اس سے شادی کی درخواست کرنا منع ہے

(۵)عورت کی عدت میں اس سے منگنی کی درخواست کرنا

(۶)جس عورت سے شادی کی جائے اسے شادی سے پہلے دیکھنا

(۷)اجنبی عورت سے تنہائی میں ملنا جائز نہیں اور نظروں کو بھی نیچا رکھا جائے

(۸)ہاتھوں ار چہرے کے سوا عورت کو سارے جسم کا پردہ رکھنا چاہیے

(۹)مخنثوں کے بارے میں حکم

(۱۰)عورتوں کا مردوں کو دیکھنا

(۱۱)نکاح کیلئے ولی کی شرط

(۱۲) نابالغ لڑکی کا نکاح اور اس بارے میں عورتوں کی اجازت حاصل کرنا
(۱۳) بیٹے کا اپنی ماں کا ولی بن کر شادی کرانا
(۱۴) مطلقہ عورتوں کو شادی سے روکنے کی ممانعت
(۱۵) نکاح کیلئے گواہوں کی شرط
(۱۶) نکاح میں کفو یعنی میاں بیوی میں سماجی برابری کا مسئلہ
(۱۷) نکاح کیلئے خطبہ کی پسندیدگی اور میاں بیوی کیلئے دعا کرنا
(۱۸) اگر میاں بیوی ایک ہی شخص کو ہی وکیل مقرر کر لیں
(۱۹) وقتی نکاح یعنی متعہ کا بیان اور اس کی اجازت کی منسوخی
(۲۰) حلالہ کے بارے میں بیان
(۲۱) ادلے بدلے کا نکاح کا حکم
(۲۲) نکاح میں کون سی شرائط جائز ہیں
(۲۳) زنا کار مرد اور زنا کار عورت کا نکاح
(۲۴) بیوی کی پھوپھی یا خالہ سے نکاح ممنوع ہے
(۲۵) تعدد ازواج کا مسئلہ اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت
(۲۶) غلام کا اپنے آقا کی مرضی کے بغیر شادی کرنا
(۲۷) غلام کی لونڈی بیوی کو آزاد ہونے کے بعد نکاح قائم رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہے
(۲۸) اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے شادی کرنا
(۲۹) اگر منکوحہ بیوی میں کوئی عیب پایا جائے تو اسے لوٹایا جا سکتا ہے

کفار کے نکاحوں کے بارے میں احکام

(۱) کفار کے مختلف قسم کے نکاح اور انہیں اسلام لانے کے بعد پہلے کے نکاح پر رکھا جا سکتا ہے
(۲) اسلام قبول کرنے سے پہلے جس کی زوجیت میں دو بہنیں یا چار سے زیادہ بیویاں ہوں
(۳) غیر مسلم میاں بیوی جو ایک دوسرے سے پہلے اسلام قبول کر لیں

(۴) جو عورت جنگ کے نتیجے میں لونڈی بنائی جائے اور اس کا خاوند دار الکفر میں ہو

حق مہر کے بارے میں احکام

(۱) کم یا زیادہ حق مہر پر نکاح جائز ہے لیکن درمیانی حق مہر کو زیادہ پسند کیا گیا ہے

(۲) قرآن مجید کی تعلیم بھی حق مہر کے طور پر مقرر کی جاسکتی ہے

(۳) شادی کے موقع پر حق مہر مقرر نہ کرنا

(۴) رخصتی سے پہلے حق مہر مقرر نہ کرنا

(۵) خاوند کا اپنی ہونے والی بیوی یا اس کے رشتہ داروں کو تحفہ بھیجنا

شادی کے بعد ولیمہ اور بیوی سے تعلقات قائم کرنے کے احکام

(۱) ولیمہ پر ایک یا ایک سے زائد بھیڑیں ذبح کرنا

(۲) ولیمہ کی دعوت قبول کرنا

(۳) اگر کسی کو دو جگہ سے ایک ہی وقت کیلئے دعوت دی جائے

(۴) تمام لوگوں کو کھلی دعوت دینا اور اسے قبول کرنا

(۵) اگر دعوت میں کوئی ناپسندیدہ چیز ہو تو دعوت سے واپس ہوا جا سکتا ہے

(۶) شادی کے موقع پر درہم یا کوئی زور چیز لٹانا اور ان پر جھپٹنا

(۷) ختنہ کی دعوت قبول کرنا

(۸) شادی کے موقع پر گانا بجانا

(۹) شادی کے موقع پر پسندیدہ اوقات اور دلہن سے پہلی ملاقات پر کیا کہا جائے

(۱۰) عورتوں کو کون سی زینت پسند ہے اور کون سی ناپسند

(۱۱) عزل کے احکام

(۱۲) بوقت مباشرت بیوی سے پردہ کرنا اور بسم اللہ پڑھنا

(۱۳) زوجین مباشرت کے بارے میں کسی کو نہ بتائیں

(۱۴) عورتوں سے ان کی دبر میں مباشرت کرنے کی ممانعت

(۱۵)عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور میاں بیوی کے حقوق

(۱۶)مسافر کو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آنے کی ممانعت

(۱۷)کنواری اور خاوند دیکھی بیویوں کے درمیان دنوں کی تقسیم

(۱۸)تعدد ازواج کی صورت میں بیویوں کے درمیان عدل

(۱۹)اگر کوئی عورت اپنی باری اپنی سوکن کو بخش دے تو کوئی حرج نہیں

طلاق کے بارے میں احکام

(۱)ضرورت کے وقت طلاق کی اجازت اور بغیر ضرورت اس کی ممانعت

(۲)طلاق کے بارے میں بیٹے کی اپنے باپ کی اطاعت

(۳)عورت کو ایام کے دنوں میں اور جس طہارت کے دنوں میں مباشرت کی جا چکی ہو طلاق دینا جائز نہیں

(۴)ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینا اور علیحدہ علیحدہ طلاقیں دینا

(۵)مذاق مذاق میں طلاق دینا یا کسی کو طلاق دینے پر مجبور کرنا یا نشہ کی حالت میں طلاق دینا

(۶)غلام کی طلاق کے بارے میں

(۷)شادی سے پہلے طلاق دینا

(۸)اشاروں اور کنایوں سے طلاق دینا بشرطیکہ طلاق دینے کی نیت ہو

خلع یعنی عورت کے حق طلاق کے احکام

(۱)عورتوں سے طلاق کے بعد رجوع کرنا

(۲)پہلے خاوند سے دوبارہ شادی کے بارے میں احکام

(۳)عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا

لعان یعنی میاں بیوی کا ایک دوسرے پر زنا کاری کا الزام لگانا

(۱)بیوی اگر فحاشی کا ارتکاب کرے

(۲)لعان کرنے والے میاں بیوی دوبارہ کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے

(۳) بیوی پر زنا کاری کا الزام لگانے کی سزا حد قذف ہے لیکن لعان سے یہ حد ساقط ہو جاتی ہے
(۴) اپنی بیوی پر کسی شخص کا نام لے کر زنا کاری کا الزام لگانا
(۵) لعان میں جو قسم اٹھا کر جو گواہیاں دی جاتی ہیں وہ قسم کے شرعی حکم میں ہیں
(۶) ناجائز حمل کی صورت میں لعان کرنا اور اس کا تسلیم کرنا
(۷) اگر حمل کے دوران زنا کاری کا الزام لگایا گیا ہو تو پھر بچہ جننے کے بعد لعان کرنا
(۸) جس عورت پر بچہ جننے کے بعد لعان کیا جائے تو علیحدگی کی صورت میں اس کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے شوہر پر نہ ہوگی۔
(۹) اگر بچے کا رنگ والدین کے رنگ کے مطابق نہ ہو تو بیوی پر زنا کاری کا الزام لگانے کی ممانعت
(۱۰) بیٹا باپ کا ہوگا نہ کہ زنا کار کا ہوگا
(۱۱) اگر ایک لونڈی کے ایک سے زیادہ آقا اس سے مباشرت کریں
(۱۲) قیافہ شناسی کی شرعی حیثیت
(۱۳) کسی پر زنا کاری کے الزام لگانے کی شرعی حد
(۱۴) اگر کوئی مرد کسی عورت سے زنا کاری کا اقرار کرے تو یہ قذف کا الزام نہ سمجھا جائے گا

عورت کی عدت کے بارے میں احکام

(۱) حاملہ عورت کی عدت، بچہ جننے کے بعد ختم ہو جاتی ہے
(۲) عدت کا حساب تین حیضوں سے پاکی کا ہے اور اس کی تشریح
(۳) جس عورت کا خاوند مر جائے تو عدت کے دنوں میں اسے خاوند کا سوگ منانا چاہیے
(۴) سوگ منانے والی عورت کن چیزوں سے اجتناب کرے اور کن چیزوں کے استعمال کرنے کی اجازت ہے
(۵) جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ کہاں عدت گزارے
(۶) مطلقہ عورت کا نفقہ اور رہائش کا حق
(۷) طلاق رجعت والی عورت کا عدت کے دوران اخراجات اور رہائش کا حق
(۸) لونڈی کی ملکیت کے بعد اس کے حمل کے بارے میں تحقیق کی جائے

رضاعت کے بارے میں احکام

(۱) کتنادودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے

(۲) بری عمر کے آدمی کا رضاعت کا دودھ پینے کا حکم

(۳) جو کچھ نسب کے رشتوں سے حرام ہوتا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے

(۴) رضاعت کے ثبوت کیلئے صرف ایک عورت کی گواہی کافی ہے

(۵) دودھ چھڑانے کے موقع پر دودھ پلانے والی کو کیا معاوضہ دیا جائے

بیوی کے اخراجات کے بارے میں احکام

(۱) دوسرے رشتہ داروں کے مقابلے میں بیوی، اخراجات کی پہلے حق دار ہے

(۲) بیوی کے اخراجات کیلئے خاوند کی مالی حیثیت کا خیال رکھنا ہوگا

(۳) خاوند اگر بیوی کو پورا خرچ نہ دے تو وہ خفیہ طور پر اس کے مال کو اپنی ضروریات کیلئے خرچ کرسکتی ہے

(۴) اگر خاوند غریبی یا کسی اور وجہ سے بیوی کے اخراجات پورے نہ کرسکے تو اسے خاوند سے علیحدگی کا حق ہے

(۵) رشتہ داروں پر خرچ کرنا اور ان میں سب سے زیادہ کون حق دار ہے

(۶) بچے کی کفالت کا زیادہ حق دار کون ہے

(۷) غلام کے کھانے پینے کے اخراجات اور اس سے نرمی سے پیش آنا

(۸) جانوروں کی خوراک کا اہتمام کرنا

قتل کی دیت کے بارے میں احکام

(۱) قتل عمد کے قصاص اور دیت کے بارے میں وارث کا اختیار

(۲) مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور ذمی کے قتل کی ممانعت

(۳) مرد کو عورت کے قصاص میں قتل کرنا اوڈنڈے سے قتل کرنے کا حکم

(۴) ایسا قتل کہ جس میں قتل کے ارادے کا شبہ ہو

(۵) اگر ایک آدمی نے کسی کو پکڑ رکھا ہو اور دوسرے نے اسے قتل کردیا ہو

(۶) دانت توڑنے کا قصاص

(۷) کسی نے دوسرے شخص کے ہاتھ پر کاٹا اور اس نے ہاتھ جھٹک کر نکالا، جس سے کاٹنے والے کے اگلے دانت گر جائیں

(۸) جس نے کسی بند گھر میں گھر والوں کی اجازت کے بغیر جھانکا

(۹) زخم کے مندمل ہونے سے پہلے قصاص جائز نہیں ہے

(۱۰) قتل کی ذمہ داری تمام مردوں اور عورتوں کے وارثوں پر عائد ہوتی ہے

(۱۱) قصاص معاف کرنے کی فضیلت اور اس بارے میں سفارش کرنا

(۱۲) قاتل کے اقرار سے قصاص کا ثبوت

(۱۳) دو گواہوں سے قتل کا ثبوت

(۱۴) قتل سے برات کیلئے قسمیں کھانا

(۱۵) کیا خانہ کعبہ میں قصاص لیا جاسکتا ہے اور شرعی حدود قائم کی جاسکتی

(۱۶) قاتل کی توبہ اور مسلمانوں کو اس گناہ عظیم سے بچنے کی تلقین

مختلف جرائم کے خون بہا کے بارے میں احکام

(۱) انسانی نفس کے قتل یا کسی عضو کو زخمی کرنے کا خون بہا

(۲) غیر مسلم ذمی رعایا کی دیت

(۳) عورت کے قتل اور اس کے دوسرے زخموں کی دیت

(۴) حمل یعنی پیٹ کے بچے کی دیت

(۵) کسی لڑائی میں دارالاسلام کے مسلمان کو کافر گمان کر کے قتل کر دیا تو اس کے بارے میں احکام

(۶) شیر کے شکار کیلئے کھودے ہوئے گڑے میں گر جانے سے مرنے کی دیت

(۷) دیت میں دی جانے والی مختلف چیزوں اور اونٹوں کی عمریں

(۸) عورت اور اس کے حمل کے قتل کی دیت

شرعی حدود کے بارے میں احکام

(۱) شادی شدہ زنا کار کو سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ زنا کار کو کوڑے مارنا

(۲) شادی شدہ اہل کتاب زنا کار کو سنگ سار کرنے کا حکم اس سزا کیلئے مسلمان ہونے کی شرط نہیں

(۳) زنا کاری کے جرم کا چار بار اقرار کرنا

(۴) زنا کے مجرم سے اس کے بارے میں سوال جواب کرنا اور اس کے ایسے جواب کو تسلیم کرنا کہ جس میں کوئی تردد نہ ہونا

(۵) جس نے ایسے گناہ کا اقرار کیا کہ جس پر شرعی حد نافذ ہو سکتی ہو لیکن اس نے اس گناہ کی نشان دہی نہ کی ہو تو اسی پر حد شرعی نافذ نہ ہو گی

(۶) جرم کے اقرار کے بعد اس سے رجوع کر لینا

(۷) کسی کے تہمت لگانے سے شرعی حد واجب نہیں ہوتی اور شک و شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے

(۸) اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کاری کے جرم کا اقرار کیا لیکن اس عورت نے انکار کیا ہو

(۹) جب کسی کا جرم ثابت ہو جائے تو اس پر لازمی حد شرعی نافذ کی جائے اور اس بارے میں سفارش کرنے کی ممانعت اور اس بارے میں احکامات

(۱۰) جب زنا کاری کا جرم مجرم کے اقرار سے ثابت ہو جائے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس جرم کا گواہ یا حکمران سنگساری کی ابتداء کرے

(۱۱) سنگساری کیلئے گڑھا کھودنا

(۱۲) حاملہ عورت کا بچہ جننے تک سنگساری کو موخر کرنا یہاں تک کہ وہ بچہ جن لے اس طرح مریض کے صحت یاب ہونے تک اسے کوڑے نہ لگائے جائیں

(۱۳) شرعی حد کے کورے کی تعریف اور یہ کہ اسے کس طرح کوڑے مارے جائیں

(۱۴) جس نے ذو محرم عورت سے زنا کیا یا قوم لوط کا عمل کیا یا جانور کے ساتھ غلط کام کیا

(۱۵) جس نے اپنی بیوی کی لونڈی کے ساتھ زنا کاری کی

(۱۶) غلام کی زنا کاری کی سزا پچاس کوڑے ہیں

(۱۷) غلام کا آقا خود غلام پر شرعی حد نافذ کر سکتا ہے

چوری کے جرم میں ہاتھ کاٹنے کی سزا کے بارے میں احکام

(۱) کتنے مال کی چوری میں چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے

(۲)چوری کیلئے محفوظ جگہ کی شرط اور جلد خراب

(۳)محفوظ جگہ کی تعریف اور اس بارے میں عرف کا خیار کھا جائے گا

(۴)خائن، دھوکے سے مال بٹورنے والا، چھین لینے والے اور ادھار پر لی ہوئی چیز کو واپس کرنے سے انکار کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

(۵)چوری کے اقرار پر ہاتھ کاٹنا اور صرف ایک دفعہ کا اقرار کافی نہیں

(۶)چور کے ہاتھ کاٹنے کی جگہ کو آگ سے سینکنا اور اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کے گلے میں لٹکانا

(۷)اگر چور کو شرعی حد سے بچانے کیلئے اسے چوری کا مال بخش دیا جائے اور اس بارے میں سفارش کی جائے

(۸)کیا دار الحرب میں ہاتھ کاٹنے کی شرعی حد یا دوسری شرعی حدود نافذ کی جاسکتی ہیں

شراب نوشی کی شرعی حد کے بارے میں تفصیل

(۱)حرام شراب کی تفصیل اور اس کی شرعی حد

(۲)اگر کوئی چوتھی بار شراب پیئے تو اس کے قتل کا حکم کی منسوخی

(۳)اگر کوئی شخص نشہ میں مست ہو یا اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو لیکن وہ شراب نوشی کے جرم کا انکار کرے

(۴)شرعی حد سے کم سزا کی مقدار اور اس تہمت کے نتیجے میں قید کی سزا

(۵)اسلامی حکومت کے باغی اور ڈاکوؤں پر حد شرعی

(۶)خارجیوں اور باغیوں سے لڑائی کرنا

(۷)حکمرانوں کے ظلم پر صبر کرنا اور ان سے لڑائی نہ کرنا اور نہ ہی ان خلاف تلوار اٹھانا

(۸)جادوگر کی شرعی حد اور جادو اور کہانت کی برائی

(۹)رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کرنے کا حکم کے بارے میں

مرتد کے قتل کرنے اور اس کے اسلام لانے کے بارے میں احکام

(۱)مرتد کے قتل کا حکم

(۲)کس چیز کی وجہ سے کافر مسلمان بن جاتا ہے

(۳)غلط شرط کے ساتھ اسلام قبول کرنے کو صحیح قرار دیتا ہے

(۴) بیٹے کو کافر باپ کی طرح کافر سمجھا جائے اور اگر والدین میں سے ایک نے اسلام لے آئے تو پھر ان کی اولاد کے بارے میں حکم کی تفصیل

(۵) مرتد لوگوں کے مال کا حکم اور ان کے جرائم

جہاد اور جنگ کے بارے میں شرعی احکام

(۱) جہاد کی رغبت، شہادت کی فضیلت اور جہاد کیلئے گھوڑے تیار کرنے اور اسلامی لشکر کی چوکیداری کرنا

(۲) جہاد فرض کفایہ ہے اور یہ ہر نیک وبد مسلمان پر فرض ہے

(۳) جہاد میں نیت کا خالص ہونا ضروری ہے اور جہاد کا معاوضہ لینے کے بارے میں

(۴) جہاد پر جانے کیلئے والدین کی اجازت ضروری ہے

(۵) جس آدمی پر قرض ہو تو وہ قرض خواہ کی اجازت کے بغیر جہاد میں شریک نہیں ہوسکتا

(۶) جہاد میں مشرکوں سے مدد حاصل کرنا

(۷) اسلامی حکمراں کا اپنے لشکر کے لوگوں سے مشورہ کرنا

(۸) فوجی لشکر کو ہر حالت میں اپنے سپہ سالار کا حکم ماننا چاہیے جب تک کہ وہ کسی گناہ کا ارتکاب کا حکم نہ دے

(۹) دشمنوں کو لڑائی سے پہلے اسلام کی دعوت دینا

(۱۰) اسلامی حکمراں جہاد سے پہلے اپنی چالوں کو خفیہ رکھنے کیلئے اور دشمن کی نقل وحرکت معلوم کرنے کیلئے کیا کرے اس بارے میں مکمل تفصیل

(۱۱) فوجی لشکروں اور اور فوجی دستوں کی تیاری اور اس مقصد کیلئے مختلف رنگ کے جھنڈے اختیار کرنا

(۱۲) مجاہدوں کے ساتھ چلنا اور ان کا استقبال کرنا

(۱۳) جنگ میں بیماروں اور زخمیوں کی مدد اور دوسرے کاموں کے لیے عورتوں کا لے جانا

(۱۴) کن اوقات میں لڑائی کیلئے جانا پسندیدہ ہے اور کس وقت لڑائی شروع کی جائے

(۱۵) جنگ میں مجاہدوں کی صفیں بنانا اور پہچان کیلئے نشان مقرر کرنا اور آواز بلند نہ کرنا

(۱۶) جنگ کے دوران فخر کے اظہار کی پسندیدگی

(۱۷) لڑائی کے دوران جو شخص اسلامی نشان کا اعلان کرے تو اس سے نہیں لڑنا چاہیے

(۱۸) کافروں پر شب خون مارنے اوران پر منجنیق سے حملہ کرنے کا جواز

(۱۹) لڑائی میں عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور رہبانوں کو قتل کرنے کی ممانعت

(۲۰) دشمن کے ناک کان کاٹنے اوراسے جلانے کی ممانعت اور وہاں درختوں، عمارتوں کو گرانے کی ممانعت

(۲۱) دشمن کی تعداد اگر دگنی ہو تو ان سے لڑائی میں پیٹھ دکھانا جائز نہیں ہے

(۲۲) جنگ میں جھوٹ سے کام لینے کی اجازت

(۲۳) جنگ میں انفرادی لڑائی کی دعوت دینا

(۲۴) جنگ میں فتح کے بعد تین دن میدان جنگ میں قیام کرنا

(۲۵) مال غنیمت کے بارے میں تفصیلات

(۲۶) مال غنیمت میں سے کن لوگوں کو حصہ دینا چاہیے

(۲۷) مختلف لوگوں کے حصوں کی مکمل تفصیل

(۲۸) لڑائی کے خاتمے پر جو مدد کیلئے آئے اس کے بارے میں حکم

(۲۹) تالیف قلب کیلئے مال غنیمت میں سے کسی کو زیادہ مال دینا

(۳۰) مسلمانوں کا لوٹا ہوا مال جو کفار سے مل جائے اس کا حکم

(۳۱) جاسوسی کا حکم

(۳۲) قیدیوں کے احکام

(۳۳) مفتوحہ اراضی کا حکم

دشمنوں کو امان دینے اوران سے صلح کرنے کے بارے میں احکام

(۱) دشمن کا امان دینے کے بعد قتل کرنا حرام ہے خواہ یہ امان مسلمانوں کا ایک فرد ہی کیوں نہ دے

(۲) اگر کافر ایلچی ہو تو اسے امان دی جائے گی

(۳) کفار سے معاہدہ کی شرط کی پابندی اور صلح کی مدت کے بارے میں

(۴) مشرکوں سے غیر متعین مال پر صلح کرنا

(۵) جس دشمن سے صلح نامہ ہو اوراس صلح نامے کے خاتمے سے پہلے اس پر حملہ کرنے کی نیت سے سفر کرنا

(۶)محصور کافر اگر کسی مسلمان کو اپنا حاکم بنائیں

(۷)غیر مسلموں کو ذمی بنانا اوران سے جزیہ لینا

(۸)ذمی لوگوں کیلئے حجاز میں سکونت رکھنے کی ممانعت

(۹)غیر مسلموں کے ساتھ سلام کرنے کی ابتداء نہ کرنا اوران کے بیمار کی عیادت کرنا

(۱۰)مال غنیمت کے خمس کی تقسیم کس طرح ہو

گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کے بارے میں احکام

(۱) گھڑ دوڑ میں جیتنے کیلئے شرط لگانا

(۲) گھڑ دوڑ میں محلل کا شامل کرنا اوراس پر شرط لگانے کے آداب

(۳)تیراندازی کی حوصلہ افزائی

(۴)جانوروں کو تیراندازی کیلئے نشانہ بنانا، انہیں خصی بنانا اورانہیں لڑانے، داغنے کی ممانعت

(۵) کس قسم کے گھوڑے پسندیدہ اور کس قسم کے ناپسندیدہ ہیں اوران کی نسل میں اضافہ کی کوشش کرنا

(۶)پیدل دوڑ، کشتی لڑنا اور نیزوں سے کھیلنا وغیرہ

(۷)جوا، نرد یا شطرنج کھیلنے کی ممانعت

(۸)موسیقی کے آلات کا شرعی حکم

(۹)سفر سے واپسی آنے والوں کا استقبال دف بجا کر کرنا

کھانے، شکار اور جانوروں کے ذبح کرنے کے بارے میں احکام

(۱)صفحہ ارض پر موجود تمام چیزیں حلال ہیں جب تک کسی کے حرام ہونے کا حکم جاری نہ کیا جائے

(۲)کون سے گھریلو جانور حلال ہیں

(۳) گھریلو گدھوں کے حرام ہونے کے بارے میں

(۴)پنجوں والے درندوں اور پرندوں کا گوشت حرام ہے

(۵)بلی اور نیولے کا گوشت حرام ہے

(۶)گوہ سوسمار کے گوشت کے بارے میں حکم

(۷) بجو اور خرگوش کے گوشت کا حکم

(۸) گندگی کھانے والے جانوروں کے بارے میں حکم

(۹) بعض موذی جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت اور کن جانداروں کو قتل نہ کیا جائے

شکار کے بارے میں احکام

(۱) کتے پالنے اور کالے کتے کو قتل کرنے کا حکم

(۲) شکار کیلئے سدھائے ہوئے کتے اور باز وغیرہ

(۳) اگر سدھایا ہوا کتا بھی شکار میں سے کچھ کھالے

(۴) شکاری کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا فرض ہے

(۵) تیر کمان کے ساتھ شکار کرنے کا حکم

(۶) بندوق وغیرہ کے ساتھ شکار کا حکم

(۷) جانور ذبح کرنے کیلئے ضروری اور پسندیدہ طریقہ

(۸) مادہ جانور کے پیٹ کا بچہ بھی اس کے ذبح کرنے سے ذبح ہو جاتا ہے

(۹) جو گوشت زندہ جانور سے کاٹ لیا جائے تو وہ مردار شمار ہوگا

(۱۰) مچھلیوں، مکڑیوں اور سمندری جانوروں کے بارے میں حکم

(۱۱) مجبور آدمی کو مردار کھانے کے بارے میں حکم

(۱۲) دوسرے کا کھانا اس کی اجازت کے بغیر کھانا منع ہے

(۱۳) مسافر کیلئے دوسرے کا مال کھانے کی اجازت لیکن اس مال کو اٹھا کر نہ لے جائے

(۱۴) مہمان نوازی کے بارے میں احکام

(۱۵) گھر وغیرہ میں اگر نجاست گر جائے تو

(۱۶) کھانے کے آداب

جائز اور ناجائز مشروبات کے بارے میں احکام

(۱) شراب حرام ہے اور پہلے جو اس کی اجازت تھی وہ منسوخ کر دی گئی

(۲)شراب کن چیزوں سے بنائی جاتی ہے اور ہرنشہ آور چیز حرام ہے

(۳)جن برتنوں میں نبیذ بنانا جائز نہیں

(۴)دو اجناس کو ملاکران سے شراب بنانا

(۵)شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنے کی ممانعت

(۶)مختلف اجناس کا رس اور اس کے تیز ہونے یا تین رات گزرنے سے پہلے استعمال کرنا

(۷)پانی پینے کے آداب

طب اور علاج کرانے کے بارے میں احکام

(ا)علاج کرانے یا نہ کرانے کی اجازت

(۲)حرام چیزوں سے علاج کرانا

(۳)جسم کو علاج کیلئے آگ سے داغنا

(۴)جسم سے خون نکلوانے کیلئے کس وقت پچھنا لگوانا چاہیے

(۵)جھاڑ پھونک اور گنڈے تعویز کا حکم

(۶)بری نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرنا یا اس کیلئے نظر لگانے والے پانی سے غسل کرنا

ماخذ و مراجع

(1) عبدالقدیر صدیقی، تفسیر صدیقی، ص۔۳۴، ج۔ا

(2) تاریخ ادب عربی، حسن زیات، ص۔۱۶۷

(3) محمد عبدالمجید، عظمت قرآن ص۔۳۶

(4)القرآن

(5)القرآن، سورۃ الزمر، آیت نمبر۔۵

(6) القرآن

(7)القرآن

(8)القرآن

(9)القرآن

(10)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبرا

(11)القرآن،سورۃ کہف،آیت نمبر۔ا

(12)القرآن،سورۃ ھود،آیت نمبر۔ا

(13)القرآن،سورۃ طارق

(14)القرآن،سورۃ حم السجدہ

(15)سیوطی جلال الدین،الاتقان فی علوم القرآن،ص۔۴۷،ج۔ا

(16)محمد الرازی،تفسیر رازی،ص۔۴۶،ج۔ا

(17)محمد الرازی،تفسیر رازی،ص۲۵۷،ج۔۵

(18)محمد المہائمی،تبصیر الرحمان وتیسیر المنان،ص۔۱۳۶،ج۔۴

(19)محمد المہائمی،تبصیر الرحمان وتیسیر المنان،ص۔۱۵۹،ج۔۴

(20)محمد المہائمی،تبصیر الرحمان وتیسیر المنان،ص۔۱۲۸،ج۔۴

(21)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۱۳۶،ج۔۳

(22)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۷۹،ج۔ا

(23)شاہ ولی اللہ الدھلوی، حجۃ اللہ البالغۃ،ص۔۱۲۶،ج۔ا

(24)شاہ ولی اللہ الدھلوی، حجۃ اللہ البالغۃ،ص۔۱۲۶،ج۔ا

(25)شاہ ولی اللہ الدھلوی، حجۃ اللہ البالغۃ،ص۔۱۵۲،ج۔ا

(26)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۹۱،ج۔ا

(27)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر۲۷

(28)القرآن،سورۃ العنکبوت،آیت نمبر۶۹

(29)القرآن،سورۃ النساء،آیت نمبر۸۲

(30)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۲۴،ج۔ا

(31)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۷۶،ج۔۱

(32)القرآن،سورۃ النساء،آیت نمبر۸۲

(33)القرآن،سورۃ الشعراء۔آیت نمبر۔۱۹۲،۱۹۳

(34)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر۔۱۲۳

(35)القرآن،سورۃ الزمر

(36)القرآن

(37)القرآن

(38)القرآن،سورۃ الزمر،آیت نمبر۔۲۳

(39)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۶۸،ج۔۱

(40)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۲۴،ج۔۱

(41)القرآن،سورۃ البقرۃ،آیت نمبر۔۱۲۳

(42)عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی،ص۔۲۴۸،ج۔۱

(43)القرآن،سورۃ

(44)الجاحظ، کتاب الحیوان،ص۳۳۶،ج۔۱

(45)القرآن،سورۃ البقرۃ

(46)القرآن،سورۃ البقرۃ

(47) ماخوذ از کتاب ابواب الفقہ فی کتب الاحادیث من عبدالقدیر صدیقی

❁ ❁ ❁
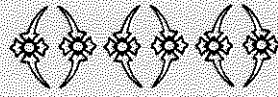
باب چہارم

شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کی فصوص الحکم کا ترجمہ و تشریح اور علم و عمل تصوف کی تبلیغ
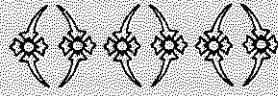
مبحث اول

فصوص الحکم، تعارف

عالم تصوف اور علم لدنی کی راہ میں بنیادی اور اساسی کتب میں سے اہم کتاب جو کہ اپنے اندر سمندر کو سموئے ہوئے ہے بلکہ کہنے والوں نے تو یہ تک کہا کہ اپنے فن پر یہ پہلی اور آخری کتاب ہے۔ گو کہ فن تصوف میں متعدد کتب موجود ہیں اور مختلف حضرات نے ایک ہی معنی کو مختلف اصطلاحات اور اسالیب میں ادا کیا جس سے طالب علم کو بسا اوقات مطالعہ کے وقت بہت پریشانی لاحق ہو جاتی ہے لہٰذا جو قاری خواہ وہ مبتدی ہو یا منتہی دونوں کے لیے کتاب فصوص الحکم ایک راہ ہدایت کا مقام رکھتی ہے۔

کتاب کا نام فصوص الحکم جو کہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے "فصوص" اور "الحکم"، فصوص لفظ فص کی جمع ہے اور فص کے معنی ہیں نگینے اور خلاصے کے یعنی جس طرح نگینے پر عبارت کندہ ہوتی ہے اسی طرح ایک ایک نبی کے دل کو ایک ایک حکمت اور تجلی اور انکشاف سے نسبت خاص رہتی ہے۔

الحکم حکمت کی جمع ہے جس کے معنی ہیں مصلحت، اسرار، خواص، خوبیاں، فوائد یعنی فصوص الحکم کا مطلب ہوا کہ احکام الہیہ اور کلام انبیاء کا خلاصہ۔

فصوص الحکم مشہور صوفی بزرگ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی تالیف ہے اور اصل کتاب عربی زبان میں تصنیف کی گئی ہے اور اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں جیسے انگلش، اردو، فارسی وغیرہ اور اس کی شروحات تو اردو اور فارسی اور عربی میں موجود ہیں اور اس کتاب کے خلاصے تو دنیا کی مختلف زبانوں میں ملتے ہیں۔

فصوص الحکم شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی بڑی معرکۃ الآراء تصنیف ہے اس کتاب کی تصنیف بھی ایک خواب پر مبنی ہے۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے ۶۲۷ھ میں ایک خواب دیکھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور آپ ﷺ نے اس کتاب کا نام "فصوص الحکم" بتایا اور یہ کتاب شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کو عطا کر دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں تک پہنچا دو، چنانچہ اس خواب کی بناء پر شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے فصوص الحکم تصنیف کی۔ فصوص الحکم اس زمانے کی یادگار ہے جب کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد

بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے فکرونظر اور علم ودانش میں بڑی پختگی آچکی تھی یہ حقیقت تو ظاہر ہے کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی بیک وقت صوفی بھی ہیں اور مفکر وفلسفی بھی۔ اور وہ ایسے مفکر ہیں جو تحلیلی اور ترکیبی طریق کو چھوڑ کر رموز واشارات اور خیالی اسلوب کی پناہ لیتے ہیں۔

اور وہ ایسے مدرسہ فکر کے بانی ہیں جس میں تصوف اور فلسفہ کا امتزاج ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے فلسفیانہ افکار وخیالات کی تعبیر کے لیے رمز وکنایہ سے کام لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فصوص الحکم کے مطالعہ میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں۔ کہیں تصوف ہے تو کہیں فلسفہ ہے۔ اور حقیقت کو رموز وکنایات کے پردوں میں چھپا دیا ہے اسی لیے فصوص الحکم کے مطالعہ کے بعد کئی لوگ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی سے بدظن ہو گئے تھے۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فصوص الحکم بڑی اہم کتاب ہے اس میں وجدان وکشف بھی موجود ہے جو صوفیاء کا خاصہ ہے شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے حامیوں کی رائے ہے کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کو سمجھنے کے لیے فکرونظر کے ساتھ ذوق سلیم اور صوفیانہ وجدان بھی ضروری ہے۔

اس کتاب میں ستائیس نگینے (فصوص) ہیں اور ہر ایک نگینہ حکمت میں ایک نبی کے بارے میں قرآنی آیات پر اپنے خاص اسلوب میں بحث کی ہے اور نبی موصوف کو ایک خاص زمانے میں انسانیت کا نمائندہ ظاہر کیا ہے جو اصل انسان کامل کی شکل وصورت میں اللہ تعالی کو خوب پہچانتا ہے۔ فصوص الحکم میں فلسفہ الٰہیات اور تصوف کی آمیزش ہے اور شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا مقصد یہ نہیں کہ تصوف کے نظری اور عملی مسائل بیان کریں اور نہ یہ کہ محض فلسفیانہ موشگافیوں کی ترویج کریں اور وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ مسائل فقہ کو صوفیانہ انداز میں ڈھالیں بلکہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا مقصد تو یہ ہے کہ صوفیاء کے فلسفہ کو دین مختصراً بیان کریں اور وہ ذاتی تجربات کی روشنی میں اپنے دقیق صوفیانہ اسلوب و ذوق کے ساتھ اللہ تعالی، کائنات اور انسان سے متعلق مسائل پر اظہار خیال کرتے ہیں۔

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی فصوص الحکم ایک عرصہ تک اہل قلب ونظر کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ شیخ صدر الدین قونوی رحمہ اللہ تعالی، مولانا دواد قیصری رحمہ اللہ تعالی، مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالی اور دیگر لوگوں نے عربی زبان میں شرحیں لکھیں اور نعمت اللہ شاہ ولی رحمہ اللہ تعالی نے فارسی میں شرح لکھی۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے اکثر شارحین پر شیخ الاکبر محی الدین محمد

بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا علمی ورعب اس درجہ چھپایا ہوا ہے کہ وہ قرآنی آیات کی تاویل کر لیں گے، لیکن شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے قول کی تاویل نہیں کریں گے۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے تصوف اور فکر ونظر کا دارومدار اس اصول پر ہے کہ:

(۱) صرف اللہ تعالی وجود بالذات کا مالک ہے۔ اللہ تعالی کے سوا تمام کائنات لا وجود بالعرض ہے مولانا حسرت موہانی رحمہ اللہ تعالی نے یہی خیال اپنے کلام میں یوں ظاہر کیا ہے:

ممکن کا بالعرض وجود

ہستی حق ہی حقیقت ہے

(۲) ذات حق ہی موجودات کا اصل ہے اللہ تعالی سوا کسی چیز کا وجود اصلی اور مستقل نہیں بقول مولانا حسرت موہانی رحمہ اللہ تعالی کے:

خارج میں اصل وجود علم میں ساری حقیقت ہے۔ (1)

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی عادت ہے کہ جب ایک بار ایک مسئلے کو جامع طریق سے قیود وشرائط کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں تو پھر قاری کے فہم پر اعتماد کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اس اصول کو پیش نظر رکھے گا وہ بار بار اس اصول کو دہرانے کی زحمت نہیں اٹھاتے، مثلاً ایک مرتبہ لکھ دیا کہ موجود بالذات خدا کے سوا کوئی نہیں اس کے سوا باقی سب چیزیں موجود بالعرض ہیں۔ پھر یہ کہیں کہہ دیں گے کہ خدا کے سوا موجود بالذات کوئی نہیں۔ یہ کہنے سے شیخ کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ حقائق اشیاء باطل ہیں، یا یہ کہ بندے میں اور خدا میں کوئی فرق نہیں ہے شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا یہ سلوب ہے کہ اصطلاحی اور لغوی معنوں کو ایک ہی عبارت میں جمع کر کے مختلف مفہوم ادا کرنے کے لیے ایک ہی لفظ استعمال کرتے ہیں اس طرح ایک لفظ کا دو مختلف معنوں میں استعمال قارئین کے لیے لغزش فہم کا باعث بن جاتا ہے۔

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے کلام کی بھی ایک امتیازی خاصیت ہے کہ دوسرے شخص کا قول یا شعر اپنے حسب حال معنوں میں ڈھال لیتے ہیں۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے کلام میں یہ بات بھی عام ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کو اپنی عبارت میں نقل کرتے ہیں اور مقصد تفسیر نہیں ہوتا بلکہ اپنے مسلک کی تائید ہوتا ہے۔ ہمارے اس صوفی مفکر کے ہاں مختلف علوم بالخصوص علم کلام، منطق اور ہیئت کے مسائل کی طرف اشارہ موجود ہیں جن کا عام قاری کیلئے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

فصوص الحکم کے ابواب کا ایک تعارف وخلاصہ

فصوص الحکم جیسا کہ سطور سابقہ میں گزرا ہے کہ ۲۷ فصوص پر مشتمل ہے اور ہر فص جس پیغام پر مشتمل ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) فص آدمیہ:

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے مسئلہ خلافت کو بیان فرمایا ہے اور تمام عالم کو بمنزلہ جسد کے فرض کرتے ہیں اور عالم میں جو کچھ بھی موجود ہے وہ مظاہر اسمائے الھیہ ہیں اور تجلی اعظم اور شان الوہیت کو بمنزلہ روح کے شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی تمام عالم کو انسان کبیر سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(2) فص شیثیہ:

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے اس فص میں مختلف اصطلاحات کی تشریح و وضاحت کی ہے جیسے نبی، بروز، ولی، رسول ، خاتم وغیرہ

(3) فص نوحیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے چند بنیادی مسائل کی توضیح کی ہے یعنی حادث وقدیم کی بحث ہے عبد ورب کربط پر بحث موجود ہے اور اسی ضمن میں مختلف کلمات کی توضیح بھی ملتی ہے مثلا تنزیہ وغیرہ۔

(4) فص ادریسیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے واقعات اور مسائل کی تحقیق وتنقید کا مقام واضح کیا ہے اور مقام علو پر سیر حاصل بحث ملتی ہے۔

(5) فص مہمیہ:

اس فص میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مقام عظیم پر بحث ہے اور اللہ تعالی کی ذات کے قرب کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے اور اس کے لیے کیا کیا ذریعے ہو سکتے ہیں اس کی مختصر مگر جامع تفصیل ملتی ہے

(6)فص اسحاقیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے اسلام کے کچھ بینادی مسائل کی تشریح و توضیح کی ہے اور ضمنی طور پر کچھ اصولی مباحث پر بھی بات کی ہے۔

(7)فص اسماعیلیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے لفظ اللہ پر مبسوط بحث کی ہے اور پھر اللہ تعالی کی ربوبیت والوہیت کو بھی موضوع کلام بنایا گیا ہے اور اللہ تعالی کا وجود اور ذات پر خوبصورت انداز بیان کا استعمال نظر آتا ہے

(8)فص یعقوبیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے لفظ دین پر بحث کی ہے اور پھر اس کے مترادفات اور متضادات کی توضیح کی گئی ہے اور پھر اس کے اوامر اور نواہی ولوازمات ومکروہات کا بیان شامل ہے۔

(9)فص یوسفیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے عالم کن وفیکون کی مختلف کیفیات کو واضح کیا ہے اور حقائق اشیاء وماہیات وہویات کائنات کے بارے میں بیان فرمایا ہے اور خواب کی مختلف کیفیات کی وضاحت بھی اس فص میں شامل ہے۔

(10)فص ھودیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے بیان کیا ہے کہ ہر شئے ہر چیز کا عین ثابت جو معلوم الٰہی ہے اور ہر شئے کی حقیقت کا خاصہ ہے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہے ورنہ عالم کی یہ رنگا رنگی و بوقلمونی نہ رہے گی اور تجلی کو رب اور عین ثابتہ کو مربوب کہتے ہیں کلی طور سے ازل سے ابدتک تمام عالم پر تجلی ہے اس کو رب الارباب کہتے ہیں۔

(11)فص صالحیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے بیان فرمایا ہے کہ فرد وہ ہے جو دو پر تقسیم نہ ہو زوج وہ ہے جو دو پر تقسیم ہو جائے واحد کو مبدائے اعداد کہتے ہیں اور فرد نہیں کہتے پہلا فرد تین ہے اور دوسرا پانچ ہے اور عالم ومعلوم میں ارتباط کا نام علم ہے حق تعالیٰ تین ثابتہ کو کن کا حکم دیتا ہے اوراس کے علاوہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے اس فص میں تخلیق کے مسائل پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے منطق کے بھی کچھ مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

(12)فص شعیبیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے قلب پر مبسوط اور مکمل بحث کی ہے کہ قلب مرکز حیات ہے اور قابل اعتبار قلب عارف کا قلب ہے اور قلب تین ہوتے ہیں: قلب منیب ،قلب سلیم ،قلب شہید۔اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمیت پر مختصر مگر جامع بحث کی ہے

(13)فص لوطیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے عالم داخل پر بحث کی ہے کہ انسان میں جہاں جسمانی قوتیں پیدا کی گئی ہیں جسمانی قوت سے پتھر اٹھاتے ہیں روحانی قوتوں میں سے اہم قوت ارادی ہے اس کی تقویت اسمائے الھیہ کو بار بار پڑھنا جو مقصود سے مناسبت رکھتے ہوں ہمت اور توجہ کو بھی قوت بخشتا ہے اوراس کے بعد بیان فرمایا کہ قربِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں: قرب نوافل ،قرب فرائض ۔صاحب قرب نوافل اپنے ارادے سے نیک کام کرتا ہے اور صاحب قرب فرائض تحت امر الٰہی کام کرتا ہے اور صاحب قرب نوافل کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ کام کرنے کے تمام کام اللہ تعالیٰ سے لیتا ہے اور اصحاب قرب فرائض کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ خدائے تعالی کے ہاتھ پاؤں بن جاتا ہے۔

(14)فص عزیزیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے ''اللہ'' پر بحث کی کہ یہ اسم جلیل اسم ذات ہمیشہ ہم سے مستور اور باطن میں رہتے ہیں ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ مظاہر اسماء میں ہیں۔اوراس کے بعد

فرماتے ہیں کہ عین ثابتہ کلی طور تو تجلی بھی کلی ہوگی ثابتہ جزوی ہوتو تجلی بھی جزوی ہوگی۔ مجمل ہوتو مجمل اور مفصل ہوتو مفصل ہوگی۔ اوراس کے علاوہ قضا وقدر پر بحث کی اور ولی کے لوازمات بیان فرمائے اور اور نبی کے بارے میں بتایا اور رسول کی مختصر تعریف بیان فرمائی ولایت ورسالت کے بارے میں مختصر اور جامع کلمات تحریر کیے۔

(15) فص عیسویہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے ''روح'' امر ربی پر سیر حاصل بحث کی ہے اور روح کے متعلقات پر روشنی ڈالی ہے اوراس کے بعد اللہ تعالی کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ اللہ تعالی کی صفات تین اقسام کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں: صفات حقیقیہ، صفات حقیقیہ اضافیہ، صفات اضافیہ محضیہ اور علم الہی بھی تین اقسام پر ہے: علم ذاتی، علم فعلی، علم انفعالی

(16) فص سلمانیہ:

اس فص میں بیان فرماتے ہیں کہ رحمت دو اقسام کی ہوتی ہے رحمت امتنانی، اور رحمت وجوبی۔ پھر رحمت کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں رحمت عام، اور رحمت خاص اور اس فص میں وجود پر بھی بحث ملتی ہے اور پھر عمل انسان پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اوراس کے اسباب، لوازمات، مشتملات کی بھی وضاحت ملتی ہے۔

(17) فص داؤدیہ:

اس فص میں داؤد علیہ السلام کے بارے میں بحث ملتی ہے اور جتنی شافی وکافی بحث داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہاں ملتی ہے وہ بہت کم ملتی ہے اوران کے اعمال اور عطائے ربانی جوان پر انعامات الھیہ کی صورت میں نازل ہوتے رہے ان کا بھی بیان اس میں شامل ہے اوراس ضمن میں لفظ خلافت پر انتہائی خوبصورت اور جامع تحریر فرمائی جو کہ انتہائی مدلل ہے۔

(18) فص یونسیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے بیان فرمایا کہ انسان اپنی ذات کے لحاظ سے قابل مذمت نہیں کہ وہ اللہ کی مخلوق ہے بلکہ وہ اپنے افعال بد کی وجہ سے لائق مذمت ہوتا ہے۔ انسان کا

فعل اوراس کی ذات ایک نہیں ہے۔اور پھر بیان فرماتے ہیں کہ: موت یا اعلام اور نیست کرنا نہیں ہے بلکہ تفریق اجزاء ہے تن خاکی سے جدا کر کے اپنی طرف کر لیتا ہے پس موت کیا ہے روح کو خدا کا لینا ہے اوراس میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بصر انسانی محدود ہے اور ایک شئے مختلف طور سے نظر آتی ہے۔

(19)فص ایوبیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی فرماتے ہیں کہ ہر شئے زندہ ہے اوراس کی تسبیح خاص ہے جو اس کی فطرت کے ساتھ مناسب ہے اور ہر شئے کی حیات پانی ہے اور پانی نمائش ہے فیض اقدس ومقدس کی اور بیان فرماتے ہیں کہ: عتدال حقیقی ناممکن الوجود ہے اس کے تحت لکھتے ہیں کہ کہ تکلیف اور اثر شیطانی کیا ہوتا ہے اوراس پر صبر کی کیا حقیقت ہوتی ہے اور خدا سے تضرع وزاری سے رفع بلا کے لیے دعا کرنا ہے خلاف صبر نہیں بلکہ دعا نہ کرنا قہر الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے۔

(20)فص یحیویہ

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے حضرت یحیی علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا نام ان کا وجود کن باتوں کا متقاضی ہے اور فرماتے ہیں کہ یحیی علیہ السلام کے نام میں دو باتیں ہیں۔ایک یہ پہلا نام ہے جو رکھا گیا ہے ''ولم نجعل لہ من قبل سمیا''۔

اور دوسرا یہ کہ ان کے نام میں حیات کا مادہ ہے۔گویا کہ یہ اپنے باپ کے نام کو زندہ رکھیں گے اور ان کا وجود دعائے نبی ہے کا نتیجہ ہے۔اوراللہ تعالیٰ نے ان پر سلام بھیجا ہے کہ یحیی پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرتا ہے اور جس دن وہ زندہ ہو کر اٹھے گا۔

(21)فص زکرویہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے بیان فرمایا ہے کہ

" کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق "

''میں پوشیدہ خزانہ تھا مجھے شوق ہوا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا''

اور فرماتے ہیں کہ: صفات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ انضمامی اور انتزاعی

انضمامی صفات میں صفت یک گونہ ذاتی وجود رکھتی ہے مگر موصوف سے مربوط اور اس سے قائم انتزاعی صفات میں صفت کا ذاتی وجود یک گونہ بھی مستقل وجود نہیں رہتا بلکہ موصوف کو دوسروں سے نسبت واضافت دی جاتی ہے۔ مختصراً اس فص میں رحمت الٰہی کے وجود پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے

(22) فص الیاسیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے ابتداء کی ہے کہ الیاس علیہ السلام ہی ادریس علیہ السلام ہیں اور ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے قبل تھے اس کے بعد آیت قرآنی ''لیس کمثلہ شئی'' کی تفسیر فرمائی اور اس آیت کی تفسیر کے دوران وحدۃ الوجود پر بھی چند کلمات تحریر کیے اور حیوانیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: جو شخص حیوان مطلق ہو جاتا ہے اس کو وہ سب چیزیں معلوم و منکشف ہو جاتی ہیں جو جن وانس کے سوا دوسرے حیوانات کو معلوم ہو جاتی ہیں اس مرتبے پر پہنچ کر اس کو اپنی حیوانیت کی تحقیق ہو جاتی ہے

(23) فص لقمانیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے بیان فرمایا کہ جو شئے کھائی جاتی ہے وہ فنا ہو جاتی ہے چھپ جاتی ہے جب فنائیت آتی ہے تو ساری دنیا اس میں چھپ جاتی ہے گویا کہ اس کی غذا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حکمت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ '' حکمت کیا ہے حقائق اشیاء کا جاننا ایک کا حق اس کو دنیا کی ہر شئے کو اس کے محل پر رکھنا ہے اور اس کے بعد حکمت کی اقسام اور کیفیات تحریر کی ہیں اور آخر میں لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت پر سیر حاصل بحث ہے جو کہ اپنے مشتملات کے اعتبار سے بے مثل و بے نظیر ہے۔

(24) فص ھارونیہ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الاندلسی الدمشقی نے ہارون علیہ السلام کا وجود رحمت الٰہی کا نتیجہ بتایا اور لکھتے ہیں کہ ھارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑے تھے اور موسیٰ علیہ السلام ھارون علیہ السلام سے نبوت میں بزرگ تر تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام ھارون علیہ السلام سے کہیں زیادہ عارف الامور تھے اور عارف کامل تو وہ ہوتا ہے جو ہر شئے میں حق کو دیکھے بلکہ اس کو ہر شئے کا عین دیکھے۔ اور لفظ مال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ انسان کا دل وہاں رہتا ہے جہاں اس کا مال رہتا ہے تم مال آسمان میں رکھو تو تمہارا دل

بھی آسمان مال کو مال اس لیے کہا جاتا ہے کہ دلوں کا میلان اس کی طرف ہوتا ہے۔اور پھر لفظ تسخیر کی دو اقسام ہوتی ہیں کہ تسخیر مراد، تسخیر حال

(25)فص موسویۃ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے موسی علیہ السلام کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالی ہے کہ ان کی زندگی میں ان امور پر اس میں یہ حکمتیں پنہاں تھیں ان کی پیدائش، پرورش، تبلیغ، دعوت، امور میں اللہ تعالیٰ نے جو حکمتیں رکھی تھی ان کی وضاحت موسی علیہ السلام کا فرعون سے مقابلہ اور خضر علیہ السلام سے ملاقات وغیرہ کے فوائد بھی تحریر کیے ہیں۔

(26)فص خالدیۃ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی خالد بن سنان کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ خالد بن سنان نے نبوت عالم شہادت کا دعوی نہیں کیا تھا بلکہ خالد بن سنان علیہ السلام نے ابلاغ کو طلب کیا تا کہ نیت وعمل دونوں کو کریں اور ان کا ثواب حاصل کریں۔

(27)فص محمدیۃ:

اس فص میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے بیان فرمایا ہے کہ سر ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم فردیت تھے کیونکہ آپ اس نوع انسانی کے کامل ترین فرد ہیں لہٰذا نبوت درحقیقت میں آپ سے ہی شروع ہوئی اور آپ پر ہی ختم ہوئی اللہ رب العزت نے انھیں جوامع الکلم یعنی کلیات واصول عطا فرمائے تھے اور اس ضمن میں معرفت الٰہی پر مبسوط بحث تحریر فرمائی ہے اور پھر مرد کا عورت کی طرف متوجہ ہونا اس میں کیا حکمتیں ہیں یہ تحریر فرمایا ہے اور آخر میں بیان فرماتے ہیں کہ نماز مشاہدہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین مناجات میں سورۃ الفاتحہ اور دوسرے لازمی اذکار کے معانی وحکم بیان فرمائے ہیں۔(2)

مبحث دوم

فصوص الحکم کی اہمیت

عالم تصوف اور علم لدنی کی راہ میں بنیادی اور اساسی کتب میں سے اہم کتاب جو کہ اپنے اندر سمندر کو سموئے ہوئے ہے بلکہ کہنے والوں نے تو یہ تک کہا کہ اپنے فن پر یہ پہلی اور آخری کتاب ہے۔ گو کہ فن تصوف میں متعدد کتب موجود ہیں اور مختلف حضرات نے ایک ہی معنی کو مختلف اصطلاحات اور اسالیب میں ادا کیا جس سے طالب علم کو بسا اوقات مطالعہ کے وقت بہت پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، لہٰذا جو قاری خواہ وہ مبتدی ہو یا منتہی دونوں کے لیے کتاب فصوص الحکم ایک راہ ہدایت کا مقام رکھتی ہے۔ فصوص الحکم مشہور صوفی بزرگ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی تالیف ہے اور اصل کتاب عربی زبان میں تصنیف کی گئی ہے اور اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں جیسے انگلش، اردو، فارسی وغیرہ اور اس کی شروحات تو اردو اور فارسی اور عربی میں موجود ہیں اور اس کتاب کے خلاسے تو دنیا کی مختلف زبانوں میں ملتے ہیں۔

فصوص الحکم شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی بڑی معرکۃ الآراء تصنیف ہے اس کتاب کی تصنیف بھی ایک خواب پر مبنی ہے۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے ۶۲۷ھ میں ایک خواب دیکھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کا نام ''فصوص الحکم'' بتایا(3) اور یہ کتاب شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کو عطا کر دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں تک پہنچا دو، چنانچہ اس خواب کی بناء پر شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے فصوص الحکم تصنیف کی، فصوص الحکم اس زمانے کی یادگار ہے جب کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے فکر و نظر اور علم و دانش میں بڑی پختگی آ چکی تھی یہ حقیقت تو ظاہر ہے کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی بیک وقت صوفی بھی ہیں اور مفکر و فلسفی بھی۔ اور وہ ایسے مفکر ہیں جو تحلیلی اور ترکیبی طریق کو چھوڑ کر رموز و اشارات اور خیالی اسلوب کی پناہ لیتے ہیں۔

اس کتاب میں ستائیس نگینے (فصوص) ہیں اور ہر ایک نگینہ حکمت میں ایک نبی کے بارے میں قرآنی آیات پر اپنے خاص اسلوب میں بحث کی ہے اور نبی موصوف کو ایک خاص زمانے میں انسانیت کا نمائندہ ظاہر کیا ہے جو اصل انسان کامل کی شکل و صورت میں اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتا ہے۔

فصوص الحکم میں فلسفہ الہیات اور تصوف کی آمیزش ہے اور شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا مقصد یہ نہیں کہ تصوف کے نظری اور عملی مسائل بیان کریں اور نہ یہ کہ محض فلسفیانہ موشگافیوں کی ترویج کریں اور وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ مسائل فقہ کو صوفیانہ انداز میں ڈھالیں بلکہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا مقصد تو یہ ہے کہ صوفیاء کے فلسفہ کو مختصراً بیان کریں اور وہ ذاتی تجربات کی روشنی میں اپنے دقیق صوفیانہ اسلوب و ذوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ ، کائنات اور انسان سے متعلق مسائل پر اظہار خیال کرتے ہیں۔اور وہ ایسے مدرسہ فکر کے بانی ہیں جس میں تصوف اور فلسفہ کا متزاج ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے فلسفیانہ افکار وخیالات کی تعبیر کے لیے رمز و کنایہ سے کام لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فصوص الحکم کے مطالعہ میں بڑی دقتیں اور مشکلات پیش آتی ہیں۔کہیں تصوف ہے تو کہیں فلسفہ ہے۔اور حقیقت کو رموز و کنایات کے پردوں میں چھپا دیا ہے اسی لیے فصوص الحکم کے مطالعہ کے بعد کئی لوگ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی سے بدظن ہو گئے تھے۔

مبحث سوم: فصوص الحکم کے تراجم وشروحات

فصوص الحکم کے مختلف تراجم اور شروح موجود ہیں جن میں عربی اور فارسی اور اردو زبان کو اہمیت حاصل ہے گو اس کتاب کے کچھ تراجم یورپی زبانوں میں ہوئے ہے جس میں انگریزی اور فرانسیسی زبانیں شامل ہیں۔ ذیل کی مختصر فہرست سے اندازہ ہوگا کہ برصغیر کی تین معروف زبانوں میں کتنا کام ہوا ہے

عربی:

عربی میں حسب ذیل شروح فصوص الحکم میری نظر سے گزری ہیں

(۱) شیخ موید الدین بن محمود الجندی (۲) شیخ صدر الدین القونوی

(۳) حضرت داود بن محمود الرومی القیصری (۴) نور الدین عبدالرحمٰن جامی

(۵) عبدالغنی النابلسی (۶) الکاشانی

فارسی

فارسی زبان میں درج ذیل تراجم اور شروحات گزری ہیں۔

(۱) نعمت اللہ شاہ ولی اللہ (۲) مولوی احمد حسین کان پوری

اردو

اردو زبان میں جو تراجم اور شروحات ہیں وہ درج ذیل ہیں

(۱) مولوی سید مبارک علی (جو حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی کے ترجمہ قرآن کے ہمرنگ ہے)۔ (4)

فصوص الحکم کا ترجمہ وحواشی پر حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی کی تقریظ

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی کی تقریظ جو کہ انھوں نے فصوص الحکم کا ترجمہ وحواشی کے دوران تحریر کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ فائدہ ومدد قیصری وجامی سے ملی ہے مختلف شروح کے دیکھنے کے سے ایک حد تک کتاب کی تصحیح ہوتی ہے مگر مجھے شرح قیصری ایسی ملی جو کسی ماہر عالم نے اس کو صحیح کیا تھا۔ فصوص الحکم کی جو شیخ کے مصنفات میں اوسط حجم کی کتاب ہے اس لیے اہمیت پیدا ہوگئی ہے کہ شیخ نے مکاشفہ میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کتاب ان کو دی ہے اور اس کے ظاہر کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ (5)

مبحث چہارم: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا تعارف

مختصر خاکہ حیات

نام مع ولدیت، الشیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی بن محمد العربی الطائی الحاتمی الاندلسی الدمشقی

ولادت، سترھویں رمضان المبارک ۵۶۹ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت ''نعمت'' ہے۔

مولد، مریسیہ از متعلقات اندلس یا اسپین یا ہسپانیہ

وفات، بائیس ربیع الثانی ۶۳۸ھ میں جہان دار فانی سے جہان باقی کی طرف توجہ کی آپ کا سال وفات ''صاحب الارشاد'' بنتا ہے۔ آپ کا مزار دمشق شام میں ہے مزار پر نہایت عمدہ گنبد ہے اور ایک بہت عمدہ مسجد اس سے ملحق ہے یہ مزار محلّہ صالحیہ میں ہے اور پاس قاسون پہاڑ ہے جس پر غار اہل کہف ہے اس پہاڑ پر ہابیل کا خون بھی بتاتے ہیں۔ (6)

مفصل احوال حیات

اندلس کے مشہور مفکر شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی المعروف بابن عربی نے اسلامی علوم اور عربی ادب میں نئے انداز فکر کی بنیاد رکھی۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی پہلے صوفی مفکر ہیں جنھوں نے تصوف اور حکمت وفلسفہ کی آمیزش سے نیا ادب پیدا کیا اس نے اسلامی تصوف میں نئی اصطلاحات اور ترکیبوں کا اضافہ کیا۔ وہ ایسے دانائے راز ہیں جنھوں نے خالق ومخلوق کے تصور وتعلق کو نئے الفاظ میں پیش کیا اور قرآن وحدیث پر غور وفکر کی نئی راہیں تلاش کیں۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی بیک وقت صوفی بھی تھے اور مفکر بھی تھے۔ وہ صاحب طرز ادیب بھی ہیں اور شاعر بھی۔ اس سے بڑھ کر فقیہانہ اجتہاد میں پوری مہارت رکھنے کے علاوہ ابن عربی تصوف میں نئے مکتب فکر کے بانی ہیں اور وحدت الوجود کا تصور بھی شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا نمایاں کارنامہ ہے۔

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کو شیخ الاکبر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور اندلسی حلقوں میں ابن سراقہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ ابوبکر محمد بن علی محی الدین ابن عربی ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ (الموافق ۲۸ جولائی ۱۱۶۴م) میں بمقام سرسبد پیدا ہوئے وہ ابن عرب کے مشہور شاعر اور

سخی حاتم طائی کی اولاد میں سے تھے۔(7) ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا خاندان اشبیلیا میں جا بسا۔ اور تیس برس کی عمر تک شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کو اسی شہر میں مقیم رہنے کا موقع مل گیا۔ یہ شہر علوم و فنون کا ایک اہم مرکز تھا۔ چنانچہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے علوم اسلامیہ بالخصوص قرآن مجید و حدیث مبارکہ اور فقہ کے مشہور اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ کیا۔ ابتدائی عہد میں ادبیات کی طرف زیادہ رجحان تھا اور علم و ادب میں اتنا کمال پیدا کیا کہ بعض حکمرانوں کے کاتب یعنی سیکرٹری کی حیثیت میں بڑی خوش اسلوبی سے خدمات انجام دیں۔ ۵۹۰ھ (۱۱۹۴ء) میں تونس کی سیر و سیاحت کی مشرقی ممالک کی سیر کرتے ہوئے ۵۹۸ھ (۱۲۰۱ء) میں مکۃ المکرّمۃ جا پہنچے۔(8)

اور یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی زندگی میں اور انداز فکر میں خوابوں کو بہت عمل دخل رہا ہے۔ انہیں خوابوں پر بڑا اعتقاد تھا۔ ایک مرتبہ سفر کرتے کرتے بجایہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ اس عرصے میں شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کی تعبیر آپ نے اس طرح کی کہ شیخ موصوف علم و حکمت اور تصوف و معرفت کے بحر ذخار ہوں گے، جسے قرار و ساحل سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اس خواب نے شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور اسی خواب کی بناء پر شیخ نے تمام ظاہری و باطنی کمالات حاصل کیے۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی المعروف با بن عربی نے دو مرتبہ بغداد کا سفر کیا۔ ایک مرتبہ ۶۰۱ھ میں اور دوسری مرتبہ ۶۰۸ھ میں۔(9)

بیت اللہ شریف کے شوق زیارت نے ۶۱۱ھ میں پھر مکۃ المکرّمۃ پہنچا دیا۔ ارض مقدسہ میں چند ماہ قیام کے بعد ۶۱۲ھ میں حلب جا نکلے اور دوران سفر موصل اور ایشیائے کوچک کی سیر و سیاحت بھی کی۔(10)

آپ جہاں کہیں پہنچے علم و دانش اور فکر و نظر کی شہرت ساتھ گئی۔ ہر جگہ پر جوش خیر مقدم ہوا۔ اہل نظر و قلب نے نذرانہ عقیدت پیش کیا اور اہل ثروت نے ہدیہ سیم و زر۔ لیکن یہ مردِ درویش علم و حکمت اور دانش و معرفت کی اقلیم کے تاجدار تھے۔ فقر و بے نیازی کا یہ حال تھا کہ دولت و ثروت اور دنیوی عز و جاہ ان کی نظر میں پرکاہ جتنی بھی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ اگر سیم و زر کے ڈھیر بھی پیش کیے جاتے تو شیخ محتاجوں اور ناداروں میں تقسیم کر دیتے۔ ایشیائے کوچک کے ایک عیسائی حکمراں نے شیخ کی رہائش کے لیے اپنا ایک مکاں پیش

کیا تو شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی المعروف بابن عربی نے اسے بھی ایک فقیر وقلاش آدمی کو بخش دیا۔ مختصر یہ کہ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی المعروف بابن عربی نے اپنی شان بے نیازی، خودی، فقر وقلندری، علم وحکمت اور تصوف ومعرفت کا سکہ ہر جگہ بٹھایا۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی المعروف بابن عربی نے دمشق کو اپنا وطن بنایا اور آخر کار اسی شہر سے ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ میں اپنا سفر آخرت اختیار کیا۔ (11)

فصوص الحکم مشہور صوفی بزرگ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی تالیف ہے اور اصل کتاب عربی زبان میں تصنیف کی گئی ہے اور اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں جیسے انگلش، اردو، فارسی وغیرہ اور اس کی شروحات تو اردو اور فارسی اور عربی میں موجود ہیں اور اس کتاب کے خلاصے تو دنیا کی مختلف زبانوں میں ملتے ہیں۔

شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کی عادت ہے کہ جب ایک بار ایک مسئلے کو جامع طریق سے قیود وشرائط کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں تو پھر قاری کے فہم پر اعتماد کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اس اصول کو پیش نظر رکھے گا وہ بار بار اس اصول کو دہرانے کی زحمت نہیں اٹھاتے، مثلاً ایک مرتبہ لکھ دیا کہ موجود بالذات خدا کے سوا کوئی نہیں اس کے سوا باقی سب چیزیں موجود بالعرض ہیں۔ پھر یہ کہیں کہہ دیں گے کہ خدا کے سوا موجود بالذات کوئی نہیں۔ یہ کہنے سے شیخ کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ حقائق اشیاء باطل ہیں، یا یہ کہ بندے میں اور خدا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کا یہ سلوب ہے کہ اصطلاحی اور لغوی معنوں کو ایک ہی عبارت میں جمع کر کے مختلف مفہوم ادا کرنے کیلئے ایک ہی لفظ استعمال کرتے ہیں اس طرح ایک لفظ کا دو مختلف معنوں میں استعمال قارئین کے لیے لغزش فہم کا باعث بن جاتا ہے۔ شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے کلام کی بھی ایک امتیازی خاصیت ہے کہ دوسرے شخص کا قول یا شعر اپنے حسب حال معنوں میں ڈھال لیتے ہیں۔ ہمارے اس صوفی مفکر کے ہاں مختلف علوم بالخصوص علم کلام، منطق اور ہیئت کے مسائل کی طرف اشارہ موجود ہیں جن کا عام قاری کے لیے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

طرق شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی

طرق شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی الھاتمی الاندلسی الدمشقی کے پاس دو طرق تھے ان میں سے ایک طریقہ، طریقہ اکبریہ کہلاتا ہے اور دوسرا طریقہ، طریقہ عصریہ کہلاتا ہے۔

طریقہ اکبریہ

سید المرسلین حبیب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الامام مظہر العجائب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سیدنا الحسن البصری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو محمد الحبیب العجمی رضی اللہ عنہ

سیدنا داؤد الطائی رضی اللہ عنہ

سیدنا معروف الکرخی رضی اللہ عنہ

سیدنا السری سقطی رضی اللہ عنہ

سیدنا سید الطائفہ ابو القاسم جنید البغدادی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوبکر محمد بن خلف الشبلی رضی اللہ عنہ

سیدنا عبدالعزیز بن الحارث التمیمی رضی اللہ عنہ

سیدنا عبدالواحد بن عبدالعزیز التمیمی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوالفرح محمد بن عبداللہ الطرطوسی رضی اللہ عنہ

سیدنا علی ابن احمد الہسکاری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوسعید المبارک بن علی المحرمی المخزومی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو محمد الغوث الاعظم محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الگیلانی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوالسعود ابن الشبلی رضی اللہ عنہ

الشیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد الاندلسی الدمشقی المشہور بالشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ (12)

شیخ کا ایک دوسرا بھی طریقہ ہے، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

طریقہ عصریہ

سیدنا مرآۃ الذات واول التجلیات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الامام الہمام اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
سیدنا الشیخ الحسن البصری رضی اللہ عنہ
سیدنا عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ
سیدنا فضیل بن العیاض رضی اللہ عنہ
سلطان ابراہیم بن ادہم البلخی رضی اللہ عنہ
ابوعلی شقیق بن علی بن ابراہیم رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوتراب عسکر بن الحصین النخشی رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوعمرو الاخطری رضی اللہ عنہ
سیدنا جعفر الحذاء رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوعبداللہ بن الخفیف رضی اللہ عنہ
سیدنا الحسن الاکار رضی اللہ عنہ
سیدنا ابواسحاق بن شہریار المرشد رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوالفتح محمود بن احمد بن علی رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوالحسن علی بن محمد البصری رضی اللہ عنہ
سیدنا ابوالفتح محمد بن قاسم الفاسی العدل رضی اللہ عنہ
الشیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد الاندلسی الدمشقی المشہور بالشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ (13)

شیخ کے معاصرین

الشیخ شہاب الدین عمر الصدیقی السہر وردی رضی اللہ عنہ، الشیخ اوحد الدین الکرمانی رضی اللہ عنہ، الشیخ صدر الدین القونوی رضی اللہ عنہ، الشیخ موئد الدین الجندی رضی اللہ عنہ، الشیخ عمر بن فارش البکری المصری رضی اللہ عنہ، الشیخ فخر الدین العراقی رضی اللہ عنہ اور شیخ کے آخر زمانے میں جلال الدین صدیقی رومی رحمۃ اللہ علیہ۔ (14)

شیخ کی تصانیف

شیخ الاکبر کی تصانیف کی صحیح تعداد کا علم تو اس وقت معلوم کرنا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ ان کی تصانیف اور تالیفات میں سے کچھ کا شمار غیر مطبوعہ میں سے ہوتا ہے یعنی وہ چھپ نہ سکی اور اس طرح اہل علم کو ان کا علم ہی نہ ہوسکا اور یہ علمی دنیا کا بہت بڑا نقصان تھا جس کا مداوا ہی ممکن نہیں ہے لیکن جو کتب چھپ چکی ہیں یا جن کے مخطوطات ہمیں ملتے ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) عقلہ المستوفرۃ (۲) عقیدۃ مختصرۃ (۳) عنقائے معرب
(۴) قصیدہ البلادرات لقعینیہ (۵) القول النفیس (۶) کتاب تاج الرسائل
(۷) کتاب الثمانیۃ والثلاثین وھو کتاب الازل (۸) کتاب الجلالۃ
(۹) کتاب ماأتی بہ الوارد (۱۰) کتاب النقباء (۱۱) کتاب الیاد ھو کتاب الھود
(۱۲) مجموعہ رسائل ابن عربی (۱۳) مراتب الوجود (۱۴) مواقع النجوم
(۱۵) فتوحات مکیہ (۱۶) نقش النصوص
(۱۷) تفسیر صغیر (اس کی شرح مولانا جامی نے کی ہے اور اس کا نام نقد النصوص ہے)
(۱۸) تفسیر کبیر (15)

عقائد شیخ الاکبر

شیخ فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ (۳۶) میں فرماتے ہیں: اے میرے برادران واحباب! اللہ تعالیٰ تم سے راضی رہے۔ تم کو گواہ بناتا ہے عبد ضعیف مسکین جو ہر آن ہر لحظہ فقیر ومحتاج الی اللہ ہے وہ اس کتاب کا مصنف ومنشی ہے وہ تم کو اپنے نفس پر گواہ کرتا ہے، بعد اس کے، کہ وہ گواہ کرتا ہے اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اور تمام حاضر مومنین کو، اور جو سنیں ان کو بھی اپنے قول وعقیدے پر شاہد بناتا ہے کہ: ''اللہ ایک ہے۔ الوہیت میں اس کا ثانی نہیں ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے منزہ ہے وہ سب کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہ ہے۔ اس کا کوئی وزیر نہیں صانع ہے اس کو کوئی تدبیر سکھانے والا کوئی نہیں، وہ بذاتہ خود موجود ہے۔ وہ کسی موجد کا محتاج نہیں۔ اللہ کو سوا جتنی چیزیں ہیں، اپنے وجود میں سب اس کے محتاج ہیں پس تمام عالم اس سے موجود ہے۔ وہ موجود بالذات وبنفسہ سے صرف وہ موصوف ہے۔ وہ عرض نہیں ہے کہ اس کی بقاء مستحیل ہوجائے، وہ

جسم نہیں ہے کہ اس کے لیے جہت اور مقابلہ ہو، وہ کہ جہات واقطار سے مقدس و پاک ہے، اس کا دیدار دل سے بھی ہوسکتا ہے اور آنکھوں سے بھی، جب چاہے اپنے عرش پر مستوی جلوہ گر ہوسکتا ہے۔ اس استواء سے اللہ کی جو مراد ہو میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ عرش وماسوائے عرش حق جل وعلا ہی قائم ہے دنیا بھی اسی کی ہے آخرت بھی اسی کی ہے اول وآخر بھی اسی کا ہے اس کا مثل معقول نہیں اس کی بے نظیری مجہول نہیں زمانہ اس کو محدود نہیں کرسکتا مکاں اس کو بلند کر نہیں سکتا وہ اس دم بھی تھا جب مکان نہ تھا وہ جیسا تھا ویسا ہی رہا اور رہے گا مکان اور متمکن دونوں کو اس نے پیدا فرمایا زمانے کو بھی اس نے پیدا کیا وہ فرماتا ہے میں ایک ہوں۔ زندہ ہوں۔ مجھے حفاظت مخلوقات دشوار نہیں اس کو کوئی صفت ایسی نہیں جو مصنوعات کے پیدا کرنے سے پہلے نہ تھی اللہ تعالیٰ اس سے اعلی ہے، کہ حوادث اس میں حلول کریں یا اس کے صفات اس کے بعد پیدا ہوں یا اللہ اپنے صفات سے پہلے ہو کیونکہ یہ قبل ومابعد زمانے کے لحاظ سے ہیں جو اس کا مخلوق ہے وہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں وہ قیم ہے اس پر سب کا دارومدار ہے وہ کبھی نہیں سوتا وہ قہار ہے اس کی ساحت عزت تک کسی کی رسائی نہیں اس کا کوئی مثل نہیں اس نے عرش پیدا کیا اور استواء کو سلطنت کی حد بنایا اس نے کرسی کو پیدا کیا پست زمین اور بلند آسمانوں سے اس کو وسیع تر پیدا کیا اس نے لوح وقلم کو پیدا کیا اور روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اپنے علم کے مطابق قلم سے لکھوایا اس نے بغیر کسی سابقہ نمونے کے عالم کو پیدا کیا مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کو کہنہ بھی کر دیا ارواح کو اجساد میں بنا کر زمین پر اتارا اور ارواح کو اجساد میں جن میں روح اتری ہے اپنا خلیفہ بنایا آسمان زمین میں جو کچھ بھی ہے اس کو اپنی قدرت سے انسان کو مطیع فرمادیا جو ذرہ حرکت کرتا ہے اس سے اسی کی طرف حرکت کرتا ہے سب کچھ اس نے پیدا کیا اس کو کسی کی حاجت نہ تھی اس پر ان کے پیدا کرنے کو کسی نے واجب نہیں کیا تھا پیدا کرنے سے پہلے اس کو ان سب کا علم تھا لہٰذا وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہ شئے پر قادر ہے سب کو علم سے احاطہ کیا ہوا ہے تمام اشیاء کے عدد سے وہ واقف ہے وہ رازوں کو اور خفی تر چیزوں کو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور سینے جن چیزوں کو چھپاتے ہیں سب کو جانتا ہے بھلا جس کو اس نے پیدا کیا اس کو وہ کیوں نہ جانے گا کیا خود خالق بھی ہوگا اور پھر مخلوق کو نہ جانے گا وہ لطیف وخبیر ہے اشیاء کے پہلے ان کو جانتا ہے پھر اپنے علم کے موافق ان کو پیدا کیا جب علم کے مطابق اشیاء مخلوق ہوئے تو اس کا علم متجدد نہ ہوا۔ تمام چیزوں کو اتفاق وضبط سے پیدا کیا اسی علم کے موافق تمام اشیاء پر حکومت کرتا ہے اور ان پر دوسروں کو حاکم بناتا ہے وہ تمام کلیات کو جانتا ہے جیسے وہ تمام جزئیات کا علم رکھتا ہے اس مسئلے پر

تمام عقل سلیم ورائے رکھنے والوں کا اتفاق ہے پس وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے جن چیزوں سے لوگ شرک کرتے ہیں ان سے وہ اعلیٰ وارفع ہے۔اس کی قدرت کسی شئے سے متعلق ہوہے تو اس سے پہلے اس کا ارادہ متعلق ہوتا ہے اس کا ارادہ کسی شئے سے متعلق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے پہلے علم متعلق رہتا ہے یعنی جان کر ارادہ کرتا ہے ارادہ کر کے کام کرتا ہے۔عقل محال سمجھتی ہے کہ بغیر علم کے ارادہ کرے اور پھر فاعل مختار صاحب قوت واقتدار بھی ہو۔ترک فعل کی بھی طاقت رکھتا ہو اسی طرح محال ہے کہ علم وارادہ وقدرت ایسی چیزیں پائی جائیں جس میں حیات نہ ہو اسی طرح محال ہے کہ صفات بغیر ذات کے قائم رہیں۔پس پہلے ذات کا مرتبہ ہے، پھر صفات کا، صفات میں پہلے حیات ہے پھر علم پھر ارادہ پھر قدرت وکلام۔اس سے معلوم ہو گیا کہ تمام چیزیں ارادہ الٰہی ہی سے ہیں۔خواہ طاعت ہو خواہ عصیاں، خواہ فائدہ ہو خواہ نقصان۔بندہ ہو یا آزاد، حیات ہو یا موت، حصول ہو یا عرض، دن ہو یا رات، اعتدال ہو یا میل بر ہو یا بحر، جفت ہو یا طاق، جوہر ہو یا عرض، صحت ہو یا بیماری، خوشی ہو یا غمی، روح ہو یا جسد، روشنی ہو یا تاریکی، زمین ہو یا آسمان، ترکیب ہو یا تحلیل، کثیر ہو یا قلیل، صبح ہو یا شام، سپیدی ہو یا سیاہی، سونا ہو یا جاگنا، ظاہر ہو یا باطن، متحرک ہو یا ساکن، خشک ہو یا تر، پوست ہو یا مغز، یہ نسبتیں جو متضاد بھی ہیں مختلف بھی، مماثل بھی ہیں سب ارادہ تحت الٰہی ہیں، یہ تحت ارادہ الٰہی کیونکر نہ ہوں گی جب کہ اللہ ان کو ایجاد کرنے والا ہے کیا بے ارادہ کام کرنے والا مختار بھی ہوسکتا ہے کوئی اس کے ارادے کو روک نہیں سکتا کوئی اس کے حکم سے پیٹھ پھیر نہیں سکتا جس کو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت دے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے گم راہ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے جو چاہا ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا بغیر اللہ تعالیٰ کے ارادے کے کوئی ارادہ نہیں کرسکتا بندے کسی کام کا لاکھ ارادہ کریں جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے وہ کام نہ ہوگا نہ اس کے کرنے کی استطاعت وقوت پیدا ہوگی پس کفر و ایمان، اطاعت و عصیاں اس کی مشیت وحکمت وارادت سے ہے، خدائے تعالیٰ کا ارادہ ازل سے ہے عالم بالذات غیر موجود فی الخارج ہے اگرچہ ذات الٰہی میں بالذات معدوم ہے غیر موجود فی الخارج ہے اگرچہ ذات الٰہی میں ثابت موجود ذہنی کے طور پر ہے۔عالم کو خدا نے ایجاد کیا مگر اس نے نہ فکر کی نہ جہل وعدم سے تدبیر کیا اور نہ تفکر وتدبر سے علم مجہول حاصل ہوا۔وہ اس سے ارفع واعلیٰ ہے اللہ نے عالم کو ایجاد کیا تو اپنے علم سابق کے موافق اور ارادہ منزہ ازلی کے فیصلے اور تعیین کے مطابق خواہ مکان ہو یا زمان یا اکوان۔حقیقی وبالذات ارادہ اللہ تعالیٰ ہی کی ہے وہ خود فرماتا ہے ''وما تشاءون الا ان یشاء اللہ'' اللہ تعالیٰ نے علم کے موافق حکم کیا۔ارادے کے موافق

خصوصیتیں عطا کیں انداز ہ وتقدیر کے موافق ایجاد کیا جو متحرک وساکن ہے جو عالم واعلیٰ واسفل میں ناطق وگویا ہے سب کو دیکھتا سنتا ہے، بعد اس کی سماعت کا حجاب نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ قریب ہے، قرب، اس کی بصارت کا حجاب نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ بعید ہے دل ہی دل میں اس سے گفتگو کرو اس کو وہ سنتا ہے ہاتھ کی رگڑ کی خفیف سی خفیف آواز سنتا ہے سیاہ چیز کو اندھیری وظلمت میں، پانی کو پانی میں دیکھتا ہے نہ ریزش وامزاج حجاب ہوتا ہے نہ ظلمات ونور مانع، ھوالسمیع البصیر اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، مگر اس سے پہلے نہ ہو صامت تھا نہ ساکت جیسا اس کا علم ارادہ اور قدرت قدیم ہیں اس طرح اس کا کلام بھی قدیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اپنے کلام کا نام تنزیل وزبور وتورات وانجیل رکھا۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہ شئے پر قادر ہے سب کو علم سے احاطہ کیا ہوا ہے تمام اشیاء کے عدد سے وہ واقف ہے وہ رازوں کو اور خفی تر چیزوں کو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور سینے جن چیزوں کو چھپاتے ہیں سب کو جانتا ہے بھلا جس کو اس نے پیدا کیا اس کو وہ کیوں نہ جانے گا کیا خود خالق بھی ہوگا اور پھر مخلوق کو نہ جانے گا وہ لطیف وخبیر ہے اشیاء کے پہلے ان کو جانتا ہے پھر اپنے علم کے موافق ان کو پیدا کیا جب علم کے مطابق اشیاء مخلوق ہوئے تو اس کا علم متجدد نہ ہوا۔ تمام چیزوں کو اتفاق وضبط سے پیدا کیا اسی علم کے موافق تمام اشیاء پر حکومت کرتا ہے اور ان پر دوسروں کو حاکم بناتا ہے وہ تمام کلیات کو جانتا ہے جیسے وہ تمام جزئیات کا علم رکھتا ہے اس مسئلے پر تمام عقل سلیم ورائے رکھنے والوں کا اتفاق ہے پس وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے جن چیزوں سے لوگ شرک کرتے ہیں ان سے وہ اعلیٰ وارفع ہے اس کی قدرت کسی شئے سے متعلق ہوتی ہے تو اس سے پہلے اس کا ارادہ متعلق ہوتا ہے اس کا ارادہ کسی شئے سے متعلق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے پہلے علم متعلق رہتا ہے یعنی جان کر ارادہ کرتا ہے ارادہ کر کے کام کرتا ہے۔ عقل محال سمجھتی ہے کہ بغیر علم کے ارادہ کرے اور پھر فاعل مختار صاحب قوت واقتدار بھی ہو۔ ترک فعل کی بھی طاقت رکھتا ہو اسی طرح محال ہے کہ علم وارادہ وقدرت ایسی چیزیں پائی جائیں جس میں حیات نہ ہو اسی طرح محال ہے کہ صفات بغیر ذات کے قائم رہیں۔ اب اس نے کلام فرمایا ہے تو اس کا کلام نہ انسان کی طرح حرف ہے نہ صوت نہ لغات نہ نغمہ۔ بلکہ وہ خالق اصوات ہے وحروف ولغات ہے۔ اس کے کلام کے لیے نہ تو زبان کی ضرورت ہے نہ کوے کی حاجت جس طرح کہ اس کی سماعت کے لیے نہ سوراخ گوش کی ضرورت ہے نہ کان کی جس طرح اس کی بصر کے لیے نہ دیدے کی ضرورت ہے نہ پپوٹے کی، جیسے اس کے ارادے کا مقام، نہ دل ہے نہ دماغ اس کا علم نہ اضطرار سے نہ دلیل وبرہاں میں غور وفکر سے نہ اس کی

حیات اس بخار سے ہے جو امزاج ارکان سے تجویف قلب سے نکلتا ہے اس کی ذات نہ قابل زیارت ہے نہ نقصان سبحان اللہ وہ وہ قریب بعید ہے اس کی سلطنت عظیم ہے اس کے احسانات عمیم ہیں اس کا امتنان کثیر ہے ماسوا اللہ کے اس کے جود وسخا سے سب فائض ہیں اس کا فضل وعدل باسط ہے، قابض ہے عالم کی پیدائش کو کامل عجیب وغریب بنایا جب کہ اس کو ایجاد کیا اختراع کیا اس کا اس ملک وسلطنت میں کوئی شریک نہیں نہ اس کے ملک میں میں اس کے ساتھ کوئی مدبر ہے نہ مشیر اگر اس نے انعام عطا کیا اور اچھا انعام کیا تو یہ اس کا فضل ہے اگر عذاب میں مبتلا کیا تو اس کا عدل ہے اپنے غیر کے ملک میں اس نے تصرف نہیں کیا کہ جور وستم کی طرف اس کی نسبت کی جائے کوئی اس پر حکم نہیں لگا سکتا کہ اسے جزع وفزع کرنا پڑے۔ ہر اس کے سلطان قہر کے ماتحت میں ہے وہ اپنے ارادہ وامر سے متصرف ہے وہ نفوس مکلفین میں تقویٰ وفجور ڈالتا ہے لوگوں کے گناہوں سے جس وقت چاہتا ہے تجاوز کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے موخذاہ کرتا ہے یہاں بھی اور روز قیامت میں بھی فضل کے موقع پر عدل نہیں کرتا اور عدل کے موقع پر فضل نہیں کرتا عالم کو اس نے دو مٹھیوں سے نکالا اور ان کے دو درجے کیے پھر فرمایا کہ یہ جنت کے لیے ہے اور یہ دوزخ کے لیے ہے اور مجھے اس کی کچھ پروا نہیں اس وقت اس پر کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا کیوں کہ اس وقت اس کے سوا کوئی اور تھا ہی نہیں سب اس کے اسماء کے زیر تصرف ہیں ایک مٹھی میں تو بلا انگیز اسماء کے ماتحت ہیں اور ایک مٹھی میں کے انعام و اکرام بخش اسماء کے ماتحت ہیں۔ اللہ سب کو خوش بخت کرنا چاہتا تو ہوسکتا۔ بدنصیب کرنا چاہتا تو کرسکتا۔ مگر اس نے ایسا نہ چاہا۔ ہوا وہی جیسا کہ اس نے چاہا۔ لہٰذا ان میں سے بعض شقی ہیں بعض سعید یہاں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے حکم قدیم میں تغیر وتبدل نہیں ہے۔ نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بظاہر یہ پانچ ہیں اور درحقیقت پچاس ہیں۔ میری بات بدل نہیں سکتی۔ میں بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ میرا تصرف میرے ملک میں ہے۔ اور میری مشیت میری ملک میں ہے۔ اس کی ایک حقیقت ہے جہاں تک نہ بصارت کی رسائی ہے نہ بصیرت کی۔ اور نہ فکر وضمیر کو اس سے واقفیت ہے۔ مگر یہ کہ اللہ کی موہبت اور رحمان کی سخاوت ان بندوں سے متعلق ہو۔ جن پر توجہ خاص مبذول ہے۔ اس کے نظام نامے میں مکتوب ہے۔ ان سب سے معلوم ہوگیا کہ شان الوہیت نے یہ تقسیم کی ہے۔ اور اس میں حکمت قدیم ہے۔ سبحان اللہ اس کے سوا کوئی فاعل نہیں۔ وہ سب کا خلاق ہے اس کا کوئی خلاق نہیں خلقکم وما تعملون اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے افعال کو بھی لایسال عما یفعل وھم یسئلون اس کے کام پر کسی کو سوال کرنے کا مقدور نہیں۔ بدنوں سے جواب پرسی کا اس کو حق ہے

اللہ کی حجت تام ہے۔ وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

دوسری شہادت

میں گواہ بناتا ہوں نیز اس کے فرشتوں کو اور تمام خلق کو اور تم کو اپنے نفس پر کہ میں توحید الٰہی کا قائل و معتقد ہوں۔ نیز اللہ سبحانہ کو گواہ بناتا ہوں اور فرشتوں کو اور تم کو اپنے نفس پر کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ مختار و مجتبیٰ برگزیدہ خلائق و موجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں پر بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ سراج منیر ہیں۔ شمع روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جو کچھ اتارا اس کی تبلیغ کی۔ اللہ کی امانت کو آپ ﷺ نے ادا کیا۔ آپ ﷺ نے حجتہ الوداع (آخری حج) میں تمام حاضرین کے سامنے خطبہ پڑھا۔ آپ ﷺ نے نصیحت کی، ڈرایا دھمکایا۔ خوشخبری دی۔ وعدہ وعید فرمایا۔ گویا آپ ﷺ برسے بھی گرجے بھی۔ آپ ﷺ کی نصیحت کسی سے خاص نہ تھی۔ یہ سب بحکم واحد وصمد تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ دیکھوں کیا میں نے تبلیغ نہیں کر دی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تبلیغ کی سب کچھ پہنچا دیا، آپ نے فرمایا، اے اللہ تو گواہ رہ۔

پھر جو کچھ آپ ﷺ عقائد و احکام لائے ہیں میں اس پر ایمان لایا ہوں۔ میں اس کا مومن ہوں۔ احکام نبوی ﷺ میں سے جن کو جانتا ہوں جن کو نہیں جانتا سب پر ایمان ہے میں ایسا ایمان رکھتا ہوں جس میں نہ شک ہے نہ شبہ۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ وقت مقررہ پر موت حق ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے صراط پر سے گزرنا حق ہے جنت بھی حق ہے۔ دوزخ بھی حق ہے بعض لوگوں کا جنت میں جانا اور بعض کا دوزخ میں جانا حق ہے بروز قیامت بعض لوگوں پر کرب و بے قرار بھی حق ہے۔ انبیاء۔ ملائکہ اور مومنین کی شفاعت بھی حق ہے۔ ارحم الراحمین کا سب کی شفاعتوں کے بعد بعض کو دوزخ سے نکالنا بھی ہے۔ بعض کبیرہ گناہ کرنے والے گناہگاروں کو دوزخ میں ڈالنا پھر نکالنا بھی ہے خواہ شفاعت سے خواہ امتنان و احسان سے۔ مومنین و موحدین کا جنت میں دائمی نعمتوں میں ابد تک رہنا بھی حق ہے۔ دوزخیوں کا ابد تک دوزخ میں رہنا بھی حق ہے۔ کتب آسمانی اور انبیاء سے جو کچھ پہنچا ہے حق ہے۔ خواہ ہم کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ یہ میری شہادت ہے میرے نفس پر یہ میری امانت ہے۔ جس کے پاس یہ امانت پہنچے۔ اگر اس سے کوئی سوال کرے تو وہ اس کو ظاہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تم کو اس ایمان سے نفع بخشے۔ جب ہم اس دار فانی سے انتقال کریں اس پر ثابت و قائم رکھے۔ (16)

شیخ کا فلسفہ

شیخ کے فلسفے یا تصوف کا دارومدار ان اصول پر مبنی ہے۔

(۱) وجود بالذات حق تعالی میں منحصر ہے۔ ماسوا اللہ کا وجود بالعرض ہے۔

(۲) وجود بمعنی مابہ الموجود یۃً عین ذات حق ہے۔ حق تعالی کے سوا جتنے ہیں سب انتزاعی ہیں۔ ان کا وجود مستقل تو کجا۔ وجود انضمانی بھی نہیں ہے۔

(۳) اسمائے الٰہیہ نیز ممکنات لاعین ولا غیر ہیں۔ یعنی ان کا منشا ذات حق ہے۔ اور بعد انتزاع ومفہوم ہونے کے غیر ہیں۔

(۴) علم ومعلومات حق یعنی اعیان ثابتہ کا مرتبہ قبل قدرت وارادہ ہے۔ یعنی غیر مخلوق ہیں۔

(۵) اعیان ثابتہ وحقائق اشیاء ظہورات اسماء الٰہی کے امکانات ہیں۔ جن کو وجود خارجی کی بو تک نہیں پہنچی۔

(۶) کن سے پہلے مراتب داخلی والٰہی ہیں۔ اور کن کے بعد مراتب خارجی ومخلوقات ہیں۔

(۷) اعیان ثابتہ مخلوقات وحقائق کونیہ وطباع ممکنات پر اسماء وصفات الٰہی کی تجلی ہوتی ہے۔ یا یوں کہوں کہ علم کے ساتھ قدرت الٰہی ملتی ہے۔ تو ان دونوں کے ملنے سے جو چیز نمایاں ہوتی ہے وہ مخلوقات وممکنات ہیں۔

(۸) اعیان ثابتہ وحقایق ممکنات پر ویسی ہی تجلی ہوتی ہے۔ جیسا ان کا اقتضا ہے

(۹) حقیقت کلی پر تجلی کلی اور حقیقت جزئی پر تجلی جزئی ہوتی ہے۔

(۱۰) اعیان وحقائق کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا۔ کہ وہ ایسے کیوں ہیں

(۱۱) تقدیر کیا ہے۔ عالم میں جو کچھ نمایاں ہونے والا ہے۔ اس کا نظام العمل یا پروگرام ہے۔

(۱۲) اسے ب پیدا ہوا۔ ب کا نتیجہ ج ہے۔ جو دلازم ہے تو یہ استلزام ہے نہ کہ جبر۔ جبر کیا ہے۔ کسی کو اس کے افعال طبعی سے کسی خارجی قوت قوت کا روکنا۔

(۱۳) وجود مطلق خیر مطلق ہے۔ اور عدم محض شر محض ۔ وجود اضافی کے ساتھ عدم اضافی لگا رہتا ہے۔ لہٰذا اس سے کچھ خیر کچھ شر ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۴) مرکبات کو جو اعتباری مگر واقعی ہونے میں مخلوقیت مجعولیت یعنی پیدا ہونا عارض ہوتا ہے نہ کہ بسائط کو۔

(۱۵) مرکب گو اعتباری ہوتا ہے۔ مگر اس کی بھی ایک طبیعت روح ہوتی ہے اور اس کے لوازم وآثار ہوتے ہیں جو اجزا کے آثار کے سوا ہیں۔

(۱۶)علم معلوم کا تابع ہوتا ہے۔یعنی جیسی چیز ہوتی ہے ویسا ہی خدائیت تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ کہ چیز کچھ اور ہے اور جانتا کچھ اور طرح ہے۔

(۱۷)وجود علمی کو ثبوت اور وجود خارجی کو وجود کہتے ہیں۔بعض دفعہ ثبوت و وجود علمی کو عدم بھی کہہ دیتے ہیں۔ لہٰذا اعیان ثابتہ جو معلومات حق ہیں۔غیر موجود فی الخارج اور معدوم ہیں۔

(۱۸)عین ثابتہ کی استعداد کلی کے مطابق عین خارجی کے استعدادات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۹)حق تعالیٰ سے ہر دم و ہر لحظہ امداد وجود ہے اور ممکن ومخلوق ہر لحظہ اس کی طرف محتاج ہے۔حق تعالیٰ قیّم السماوات والارض ہے۔

(۲۰)ظہورات وتعلقات کے حدوث سے اصل شے کا حدوث لازم نہیں آتا۔

(۲۱)شے کے دو تعین ہوتے ہیں۔ایک تعین ذاتی ذات کے لحاظ سے جو کبھی نہیں بدلا۔دوم تعین وصفی جو اوصاف کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے۔اس تعین کے بدلنے سے ذات کی جزئیت وتشخص پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(17)

مبحث پنجم

تعارف تصوف

تعارف تصوف

مسلمانوں کی تاریخ میں بے شمار تحریکیں ابھری اور مٹ گئی۔ تصوف بھی ایک تحریک تھی بڑی شاندار تحریک اس تحریک میں علم وفکر کے پہلو بھی تھے اور عبادات وریاضت کے بھی پہلو تھے۔ یہ تحریک معاشرت و اقتصادیات پر اثر انداز ہوئی اس تحریک نے سیرت وکردار انفرادی واجتماعی اور فلسفہ اخلاق کو بھی متاثر کیا بلکہ انتہائی گہرے اثرات مرتب کیے۔ تصوف کا لفظ اشتقاق کے لحاظ سے صوف سے مشتق ہے اور عام طور پر اونی لباس پہننے کی طرف اشارہ کرتا ہے، لیکن امام القشیری نے اونی لباس کو بھی ضروری نہیں ٹھہرایا، بہر حال اسلامی اصطلاح میں صوفی بن کر متصوفانہ زندگی بسر کرنے کو تصوف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

لفظ صوفی کی مختلف توجیہات پیش کی جاتی ہیں مثلا، لفظ صوفی اہل الصفہ کی طرف نسبت ہے۔ نماز میں صف اول کی طرف منسوب ہے۔ صفا یعنی دل کی پاکیزگی اور طہارت کی طرف منسوب ہے۔ اس قسم کی اور بھی توجیہات بھی پیش کی گئی ہیں لیکن اہل لغت نے ان سب نسبتوں کو رد کر دیا ہے۔ البتہ ایک تاویل قابل غور ہے وہ یہ کہ بندار بن حسین شیرازی رحمہ اللہ المتوفی ۳۵۳ھ کا قول ہے ''کہ صوفی اصل میں صوفی (عوفی اور کوفی کے وزن پر) ہے یعنی جسے ذات حق نے اپنے لیے چن لیا ہو اور اپنا مقرب و برگزیدہ بنالیا ہو۔ من اختارہ اللہ و صفاہ''۔(18)

اب تصوف کا مفہوم اہل تصوف کی زبان سے بھی سن لیں کہ یہ کیا فرماتے ہیں: حضرت بوشنجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تصوف نام ہے حریت اوفتوت (جوانمردی) کا، اور سخاوت واخلاق اور بناوٹ سے کنارہ کشی کا اور الفتوت کا(19) مفہوم بھی صوفیاء کے نزدیک حسن خلق، بذل اور طبیعت ومزاج کے خلاف غیر پسندیدہ لوگوں سے میل جول ہے(20) ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ فضولیات کو ترک کر دینے کا نام ہی تصوف ہے(21) ابوالحسن النوری فرماتے ہیں، حظ نفس کو ترک کر دینا تصوف ہے(22) پھر فرماتے ہیں کہ تصوف رسوم وعلوم کا نام نہیں بلکہ یہ تو اخلاق کا نام ہے(23) ان اخلاق کی تصریح کے لیے کئی اکابر صوفیاء کے اقوال ملاحظہ ہوں،

مثلا اوامر ونواہی کی خاطر صبر وثبات، تصفیہ وتزکیہ قلب، افتاد طبع سے دست کش ہونا، صفات بشریہ کو مٹا دینا، نفسانی خوہشات سے اجتناب، روحانی صفات کا حصول، علوم حقیقت سے وابستگی، امت مسلمہ کی خیر خواہی ،اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور شرعی امور میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (24) بقول جنید بغدادی کہ تصوف اعلیٰ اخلاق کے اپنانے اور اخلاق رذیلہ سے بچنے کا نام ہے۔(25) ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ: ذات حق کے ساتھ استقامت احوال کا نام تصوف ہے(26) ایک صاحب کے نزدیک تصوف ھمہ اضطراب وقلق ہے اور سکون وراحت میں تصوف ناپید ہو جاتا ہے(27) تصوف کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ لوگوں سے میل جول بالکل ترک کر دیا جائے (28) ایک صوفی بزرگ فرماتے ہیں کہ دراصل تصوف نام ہے کتاب وسنت سے تمسک اور وابستگی کا اور ترک بدعت وہوی کا۔(29)

مندرجہ بالا صفات میں سے ساری یا کچھ صفات کے حامل کو صوفی کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے گو کہ شروع میں صوفی کا لفظ محدود مفہوم میں استعمال ہوا لیکن تصوف کا مستقبل بڑا درخشاں اور شاندار تھا اور آنے والے زمانوں میں لفظ صوفی اپنے اندر ہزارہا اوصاف جمیلہ رکھتا تھا اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ دوسری صدی ھجری کے بعد صلحاء، زھاد، عباد اور نساک کے ایک گروہ کے لیے صوفی کا معزز لقب استعمال ہونے لگا اور صوفیاء کے مسلک کو تصوف کا نام دیا جانے لگا۔ تصوف میں زاویہ نشینی، خلوت گزینی اور خانقاہ پناہی ،ترک دنیا، ذکر وفکر، کثرت اوراد نے نمایاں حیثیت اختیار کر لی۔ صبر ورضا، توکل اور اس نوع کے دیگر تصورات نے ایک بلند مقام حاصل کر لیا۔ صوفیاء کرام نے اصلاح قلب کیلئے بڑی کوششیں کی اور مختلف ادوار میں مختلف پیمانے اپنائے۔ اصلاح قلب کے لیے چار چیزوں کو ضروری قرار دیا: التواضع للہ، الفقر الی اللہ، الخوف من اللہ، الرجا فی اللہ۔(30) ایک اور بزرگ نے فرمایا کہ حرام چیزوں سے پرہیز فرض ہے مباح چیزوں سے پرہیز فضیلت ہے اور حلال چیزوں سے پرہیز قرب الٰہی کا موجب ہے(31) ایک اور قول یہ ہے کہ پیٹ میں حلال چیزوں ڈالنے سے اعمال صالح صادر ہوتے ہیں مشتبہ چیزیں کھانے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں مشتبہ ہو جاتی ہیں اور حرام چیزوں کے کھانے سے بندے اور مالک کے درمیان پردے حائل ہو جاتے ہیں(32) ایک قول یہ ہے کہ مومن کی قوت اللہ کے ذکر میں ہے(33) ایک بزرگ نے فرمایا کہ نفس کے مارنے میں حیات قلب ہے۔ (34)

اولیاء اللہ کی تعریف یہ کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تمام سہاروں سے بے نیاز ہوکر

ذات حق کی طرف رجوع کرتے ہیں(35) فقیر وہ ہے جس میں عجز وانکسار ہو(36) اللہ کے حکم پر راضی رہنے والا متوکل ہے(37) اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد قلب کا نام توکل ہے(38) روزی کا اہتمام حق سے دور کر دیتا ہے اور مخلوق کا محتاج بنا دیتا ہے(39) اگر اس تحریک کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو اس کے عناصر ترکیبی کا بآسانی پتہ چلایا جایا سکتا ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ففروا الی اللہ وتبتل الیہ تبتیلا و سبحہ لیلا طویلا

یہ تحریک محض اتفاق نہ تھی بلکہ ایک سوچی سمجھی تحریک تھی بنوامیہ اور بنوعباس کے عہد میں دولت کی ریل پیل اور سیم وزر کی فروانی، زندگی کی آسائشوں اور رفاقتوں کی بہتات مادی دور میں روحانی اقدار کی اہمیت دینے والے لوگوں کا ردعمل معاشرہ میں بے انصافیوں کے خلاف ایک مضبوط ردعمل تھا۔ تیسری صدی کا نصف اول گزرنے کے بعد تصوف کی دعوت کھلم کھلا اعلان بغداد کی مساجد میں ہونے لگا۔ اس دعوت میں تزکیہ نفس، دنیا سے بے رغبتی، مادی اقدار کی بجائے روحانی اقدار کا فروغ، ذکر وفکر، وصال الٰہی ایسے مقاصد پیش نظر تھے آغاز تحریک سے ہی تصوف کی مخالفت و مذمت شروع ہوگئی۔ سب سے پہلے خارجیوں نے امام حسن البصری کی ہر میدان میں مخالفت اور مذمت شروع کی پھر امامیہ فرقوں نے تصوف کی ہر میدان میں مذمت کی۔ اہل سنت کے امام احمد بن حنبل نے تصوف کو اس لیے مورود الزام ٹھہرایا کہ تصوف میں ظاہری عبادات کے مقابلے میں مراقبے پر زور دیا جاتا ہے اور ذاتی قرب الٰہی کے لیے سنت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ معتزلہ اور ظاہری مکاتب فکر کے لوگ بھی خالق سے تعلقات کی استواری کے لیے مسلک عشق کی قدر نہ کر سکے۔ بایں ہمہ تصوف کو اکابر اہل اسلام نے اپنایا اوا پنا اوڑھنا بچھونا بنایا بلکہ ہزاروں متقی اور پاکباز مسلمانوں نے اس تحریک میں اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ اس ضمن میں امام قشیری کا الرسالہ، ابوعبدالرحمن السلمی کی کتاب طبقات الصوفیہ، اور ابوطالب مکی کی قوت القلوب اور امام غزالی کی احیاء العلوم اور المنقذ من الضلال ایک محقق طالب علم کے بہا علمی اور تاریخی خزائن ہیں۔

علم تصوف کے کارنامے:

تصوف نے عبادات میں ذوق وشوق پیدا کیا قلوب کو دولت قناعت سے مالا مال کیا توبہ، صبر وتوکل اور رضا ایسی بے بہا صفات اور خوبیاں پیدا کی۔ تصوف نے ہماری ادبی سرمایہ میں بھی بڑا اضافہ کیا اور علمی زاویوں میں وسعت پیدا کی۔ مروجہ معانی والفاظ میں کچھ تغیر وتبدیلی رونما ہوئی۔ توکل، معرفت، فنا، بقاو

ارادت وغیرہ الفاظ کو جدید معانی پہنائے گئے۔ روح اور نفس کی بحثوں نے ایک نیا فلسفہ پیدا کیا اور مادہ کے حدوث وقدوم پر دلچسپ اور غیر دلچسپ بحثیں شروع ہوئیں پھر ایک اور نہ سمجھ آنے والی بحث الٰہیات کے نام سے چل نکلی اور بڑے بڑے صوفیوں نے خوب سر کھپایا۔ صوفیاء کے نزدیک اولیاء اللہ کا ایک مستور مگر منظم سلسلہ ثقافت ہے جس کی بدولت دنیا کی بلائیں ٹلتی رہتی ہیں۔ اس نظام کے مطابق دنیا میں اولیاء اللہ کی تعداد مقرر ہے جب ایک ولی کا انتقال ہو جاتا ہے تو دوسرا ولی اس کی جگہ لے لیتا ہے اس نظام میں تین سو نقباء، چالیس ابدال، سات امناء، چار عمود اور ان کا قطب شامل ہے۔

تصوف نے ہماری شاعری پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے، عربی، فارسی، ترکی، اردو، پشتو، سندھی، پنجابی زبانوں کا ایک سرسری جائزہ لے لیں تو آپ کو تصوف کا قائل ہونا پڑے گا۔ تصوف کا اپنا ایک انداز اور اسلوب ہے جو ہر جگہ کارفرما نظر آتا ہے۔ حضرت علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں، تصوف ایک نام ہے بغیر حقیقت کے، لیکن زمانہ سابق میں ایک حقیقت تھی بغیر نام کے، یعنی صحابہ کرام سلف صالحین کے زمانے میں یہ نام موجود نہ تھا لیکن اس کی حقیقت ہر شخص میں جلوہ گر تھی۔ (40)

تصوف کے بارے میں غلط فہمیاں

اس پر فتن دور میں منجملہ دوسری غلطیوں کے ایک اہم اور بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے قول وفعل کی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا۔ کسی نے چند ظاہری رسوم کو تصوف کا نام دے دیا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف سمجھ لیا۔ تصوف کے مسائل سمجھنے میں صدہا غلطیاں کی گئی، جن سے ایک طرف تو ان کے عقائد درست نہ رہے بلکہ بعض تو شرک تک میں مبتلا ہو گئے اور دوسری طرف بعض حضرات نے یہاں تک تجاوز کیا کہ اصل تصوف کا انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء کرام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی تک کے خوگر ہو گئے اور تیرہ صدیوں کے مسلمہ مسائل تصوف کو کتاب وسنت سے خارج اور خلاف شریعت سمجھ کر تصوف سے کوسوں دور بھاگنے لگے۔ یہ لوگ نہ صرف بزرگان دین کے برکات وفیوضات سے محروم ہی رہے بلکہ ان کے قلوب میں بھی قساوت پیدا ہو گئی ان کے علاوہ کچھ لوگوں نے اس کا اصلاً تو انکار نہ کیا لیکن اس کی ایسی ایسی توجیہات کیں جن سے تصوف کی اصل شکل وصورت ہی مسخ ہو کر رہ گئی اور وہ علم تصوف کو علم شریعت سے الگ ایک علم سمجھتے ہیں اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالسنۃ سمجھتے ہیں اور ان تمام غلطیوں کا ازالہ کرنے کیلئے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ کی ذات کی جہو د جیسا کہ گذشتہ ابواب میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جب کہ

شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں انتہائی گہرا تعلق ہے کیونکہ شریعت احکام تکلیفیہ کے مجموعہ کا نام ہے اس میں اعمال ظاہری اور باطنی سب آ گئے اور متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس کا مرادف یعنی ہم معنی سمجھا جاتا ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے:

"معرفة النفس ما لها و ما عليها"

یعنی نفس کے نفع اور نقصان کی چیزوں کو پہچاننا۔

پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت جزو متعلق باعمال ظاہرہ کا نام فقہ ہو گیا اور دوسرے جزو متعلق باعمال باطنہ کا نام تصوف ہو گیا اور ان اعمال باطنی کے طریقوں کو "طریقت" کہتے ہیں۔ پھر ان اعمال کی درستی سے قلب میں جو جلاء اور صفاء پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان و اعراض (حقائق لوازمات) بالخصوص اعمال حسنہ و سیئہ، حقائق الٰہیہ صفاتیہ و فعلیہ بالخصوص معاملات بین اللہ اور بین العبد "یعنی جو معاملات اللہ اور اس کے بندے کے مابین ہیں" وہ منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں اور اس صاحب انکشاف کو محقق اور عارف کہتے ہیں۔

پس یہ سب امور متعلق شریعت کے ہی ہیں اور عوام میں جو یہ کچھ شائع ہو گیا ہے کہ شریعت صرف جزو متعلق باحکام ظاہرہ کو کہتے ہیں یہ اصطلاح کسی اہل علم سے منقول نہیں ہے اور عوام کے اس اعتبار سے اس کا منشاء بھی صحیح نہیں کہ وہ ظاہر اور باطن میں اعتقاد تنافی (یعنی ظاہر اور باطن میں اختلاف کا قائل ہونا) ہے۔

تصوف کے اصول صحیحہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں سب موجود ہیں اور یہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوف قرآن مجید اور احادیث میں نہیں ہے بالکل غلط ہے یعنی غالی صوفیوں کا بھی یہی خیال ہے اور خشک علماء کا بھی یہی خیال ہے مگر دونوں غلط سمجھے۔ خشک علماء تو یہ کہتے ہیں کہ تصوف کوئی چیز نہیں ہے یہ سب واہیات ہے بس نماز، روزہ قرآن مجید اور حدیث سے ثابت ہے اسی کو کرنا چاہیے یہ صوفیوں نے کہاں کا جھگڑا نکالا ہے کہ گویا ان کے نزدیک قرآن مجید اور حدیث تصوف سے مکمل خالی ہیں۔ اور غالی صوفیاء یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث میں تو ظاہری احکام ہیں اور تصوف علم باطن ہے ان کے نزدیک نعوذ باللہ قرآن مجید اور حدیث کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ غرض یہ کہ دونوں فرقے ہی قرآن مجید اور حدیث کو تصوف سے خالی سمجھتے ہیں پھر اپنے اپنے خیال کے مطابق ایک نے تو تصوف کو چھوڑ دیا اور ایک نے قرآن مجید اور احادیث کو۔ اے صاحبو! کیا غضب کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو قرآن مجید اور احادیث تصوف کی تعلیمات سے لبریز ہیں اور واقعی وہ تصوف ہی نہیں جو قرآن مجید اور صحیح احادیث میں نہ ہو غرض جتنے صحیح اور مقصود مسائل تصوف کے ہیں وہ سب

کے سب قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ماخوذ ہیں۔

تصوف کی حقیقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علم حدیث واصول فقہ وغیرہ جدا جدا ممتیز نہ تھے بلکہ پچھلے زمانہ میں قرآن مجید اور احادیث سے استنباط کر کے بہت سے علوم نکالے گئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام تجویز ہوا اور ان کے واضعین کو سب نے امام مانا حتی کہ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے حضرات کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے تفقہ فی الدین یعنی دین کی سمجھ کو دیکھ کر ''الناس فی الفقہ عیال ابی حنیفہ'' یعنی لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے محتاج ہیں، کہنا پڑا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں ایسے امام مانے گئے ہیں کہ آج تک ان کے تبحر فی الحدیث یعنی حدیث میں کامل ہونے کا شہرہ ہے۔ اسی طرح تزکیہ باطن کی تعلیم دینے والے ایسے بزرگان دین گزرے ہیں کہ ان کو سب نے پیشوا مانا ہے جیسے کہ پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ، خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان سے پیشتر حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جس طرح پچھلوں کو اگلوں کی تقلید و پیروی سے چارہ نہیں اسی طرح علم تصوف میں بھی بدوں اتباع طریقہ بزرگاں چارہ نہیں۔ گوادنی درجہ کا تزکیہ جو موجب نجات ہے بدوں اتباع مشائخ بھی میسر ہو سکتا ہے مگر وہ امر کہ مطلوب ہے اور کمال کہلاتا ہے اس کا حصول بدوں صحبت کاملین کے ممکن ہی نہیں ہے۔ (41)

جس طرح دیگر علوم متخرجہ ومستنبطہ کا خاص نام ہو گیا ہے جیسے علم فقہ اور علم حدیث اسی طرح مشائخ کے اس متخرجہ طریقہ کا نام تصوف ہو گیا اگر کوئی شرح وقایہ پڑھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فقہ پڑھتا ہے اور اگر تفسیر یا حدیث پڑھتا ہے تو یوں نہیں کہا جاتا کہ فقہ پڑھتا ہے حالانکہ فقہ میں بقول امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بہت سے علوم مثلاً حدیث، تفسیر حتی کہ علم کلام بھی شامل ہے اسی طرح جب کوئی مشائخ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر چلتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ تصوف سیکھتا ہے یا صوفی ہے نماز روزہ ادا کرنے والے کو صوفی نہیں کہا جاتا حالانکہ تصوف تزکیہ باطن بالمعنی الاعم سب شامل ہے لہٰذا جس طرح کنز وہدایہ ضروری ہے ایسے ہی ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قوت القلوب اور امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اربعین اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عوارف کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔

خلاصہ یہ کہ تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانا ہے اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہمت کا مقتضاء تو یہ ہے کہ صاحب ذوق بنو اگر اتنی ہمت نہ ہو تو خدا کے لیے اس کا انکار نہ کرو۔

اصول طریقت وتصوف کا اجمالی خاکہ

اس طریق کے متعلق چند ضروری امور مثل اصول موضوعہ کے ہیں اگر تحقیقا یا تقلیدا ان کا اعتقاد اور ان پر عمل رکھا جائے تو ہمیشہ کی پریشانی وغلط فہمی وکج روی سے بچ جائے۔ اول ہر مطلوب میں کچھ مبادی ہوتے ہیں کچھ مقاصد، کچھ زوائد توابع اصل مقاصد ہوتے ہیں اور مبادی اس سے مقدم مگر مقصود بالعرض اور زوائد اس سے موخر مگر غیر مقصود۔ اس طرح اس طریق میں بھی بعض مبادی ہیں اور وہ چند علوم ومسائل ہیں جو بصیرت فی المقصود کے موقوف فی المقصود کے موقوف علیہ ہیں اور بعض مقاصد ہیں کہ وہی مقصود بالتحصیل ہیں اور ان پر ہی کامیابی اور ناکامی کا انحصار ہے اور بعض زوائد وتوابع ہیں کہ ان کا وجود نہ تو معیار کامیابی ہے، نہ فقدان معیار ناکامی (یعنی غیر مقصود ہیں)۔

ثانی من جملہ مبادی کے امر اول مذکورہ بالا ہے جو غالبا اعظم المبادی واجمع المبادی ہے اور دوسرے مبادی پر اثنائے سلوک میں وقتا فوقتا تنبیہ واطلاع کی جاتی رہتی ہے اور مقاصد اعمال خاصہ ہیں جو افعال اختیاریہ ہیں جن میں ایک حصہ اعمال بجوارح ہیں جن کو سب جانتے ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج ودیگر اطاعات واجبہ ومندوبہ اور دوسرا حصہ اعمال صالحہ متعلق بقلب ونفس ہیں مثل اخلاص وتواضع وحب حق وشکر وصبر ورضا وتفویض وتوکل وخوف اور رجا وامثالہا اور ان کے اضداد کا ازالہ اور ان اعمال اختیاریہ کو مقامات کہتے ہیں اور یہی نصوص میں مامور بالتحصیل ہیں اوان کے اضداد مامور بالازالہ والروع۔ اور ان اعمال کی غایت، تعلق بحق (یعنی نسبت) ورضائے حق کا ہے کہ روح اعظم سلوک کی یہی ہے کہ اور زوائد احوال خاصہ ہیں مثل ذوق وشوق، قبض وبسط، صحو وشکر، غیبت، وجد استغراق واشباھہا اور یہ امور غیر اختیاریہ ہیں۔ اومال مذکورہ پر اکثر ان کا ترتب ہوتا ہے اور گاہ نہیں ہوتا۔ یہ احوال نہ مامور بہا ہیں نہ ان کے اضداد مامور بالازالہ۔ اگر ترتب ہو جائے تو محمود ہے اگر نہ ہو تو مقصود میں کچھ خلل نہیں اسی لیے کہا گیا ہے کہ

المقامات مکاسب والاحوال مواھب

یعنی مقامات اختیار سے حاصل ہوتے ہیں اور کیفیات واحوال عطاء ربی ہیں۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ طریق میں تین امور مجوث عنہ ہیں یعنی تین امور ہیں جن پر بحث کی جاتی ہے۔

(۱) علوم جن سے مقصود میں بصیرت ہوتی ہے۔ (۲) اعمال جو کہ مقصود ہیں اوران کا اہتمام ضروری ہے۔
(۳) احوال جو کہ مقصود نہیں گو محمود ہیں ان کے درپے نہ ہونا چاہیے۔

ثالث یہ قواعد کلیہ ہیں باقی جزئیات کا ان پر انطباق، اس میں شیخ کی ضرورت ہے کہ اس کا درجہ طبیب کا سا ہے اور طالب کا درجہ مریض کا سا ہے، طبیب سے اپنا حال کہا جاتا ہے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے اس کا استعمال کر کے اس کو اطلاع دی جاتی ہے وہ پھر جو رائے دے دیتا ہے اس پر عمل ہوتا ہے اس طرح تا حصول صحت سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح طریق سلوک میں بھی دو امر ہیں اطلاع واتباع تا حصول مقصود یعنی رسوخ نسبت بحق (مطلب یہ کہ کامل نسبت اور وصول نہیں پیدا ہو جاتا) جملہ امراض سے شیخ کو مطلع کرتا رہے اور اس کی طرف سے تجویز کردہ نسخہ شفاء کو استعمال کرتا ہے۔(42)

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کمسنی میں سات سال کی عمر میں جب اپنے والد بزرگوار کے ساتھ بغرض حج وزیارت تشریف لے گئے تھے تو وہاں حضرت الشیخ شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی توجہ فرمائی اور اپنے فیوض سے مستفید فرمایا اور اسی وقت سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو کشف شروع ہو گیا تھا حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے خسر محترم شاہ احسان الحق صاحب رحمہ اللہ نے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو بہت سے سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ اور اس کے علاوہ خود حضرت موصوف کو اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالقادر صاحب صدیقی سے بھی متعدد سلسلے ملے تھے۔ اور حضرت نقیب الاشراف پیر حسام الدین محمود جادہ نشین روضہ بغداد شریف نے بھی سلسلہ قادریہ کی خاص اجازت مرحمت فرمائی تھی لیکن خود حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں ''یہ سب کچھ ہے مگر جو کچھ ملا ہے حضرت خواجہ محمد صدیق کے ہاتھ سے ملا ہے''۔

اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تصنیف مجمع السلاسل کے مطالعہ وملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کن کن سے کیا کیا سلسلے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو پہنچے تھے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پاس جس طرح بے شمار سلاسل پہنچے تھے اسی طرح حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے متعدد سلاسل میں بیعت جاری وساری ہے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے مرید در مرید ہزاروں کی تعداد میں ہر طرف موجود ہیں جملہ خانوادگان کے بزرگان دین سے خلافت اور نسبت خاص تھی۔ ان سلاسل اور بزرگان دین سے اخذ کردہ فیوض کی برکات سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت میں وساوس اور فضول خیالات سب بند ہو

جاتے ہیں اور خیال خدا اور رسول کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے اور ایک قسم کا اطمینان اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو کمالات عالیہ سے سرفراز کیا ہوا تھا۔ زہد ظاہر بھی ہے اور کرم باطن بھی اور حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے خوارق عادات ایسے تواتر سے ظاہر ہوتے تھے کہ قریب رہنے والوں کو خرق عادت معلوم ہوتی تھی اور اہم بات یہ تھی کہ کثرت خوارق نہ ریاضت شاقہ کا نتیجہ تھا اور نہ عدم تنزل اس کا سبب تھا بلکہ یہ تقادیر الٰہیہ اور ارادہ حق کا سریان تھا۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے کتنے لوگوں نے کیا کیا فیوض اخذ کیے اور کتنے سرگشتگان وادی جہالت حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے انوار تعلیم کی بناء پر راہ ہدایت پر آئے۔

عقل کی آنکھوں سے تعصب اور عناد کا پردہ ہٹا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تعلیم کے اثر سے کتنوں کی قوت نظری اور قوت عملی کی تکمیل ہو رہی ہے۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی زندگی کے حالات ہمیں بے شمار دروس عبرت اور سبق دیتے ہیں بشرط یہ کہ ان دروس عبرت اور اسباق کو دیکھنے والی آنکھ، سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ میں علم و معرفت اور اخلاص وعبودیت نہ صرف جمع ہو گئے تھے بلکہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ دوسروں میں بھی جمع فرما دیتے تھے جو حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ اور خلاصۃ القول کسی بھی شخصیت کے حسن کا جائزہ لینا ہو تو اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہونیوالوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہستی کتنے بڑے مقام کی حامل تھی۔

اس حوالے سے حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی شخصیت ان گنت نامعلوم اور غیر معروف لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کا سبب بنی اور علمی حلقہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ ایک خاص اثر موجود تھا بلکہ علم باطنی میں تو مخصوص سلاسل انھی کی ذات سے آگے بڑھے۔ اجازت سلاسل کے موضوع میں اس بات کا بیان گزر چکا ہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا پہلا سفر حج و زیارت کمسنی میں سات سال کی عمر میں ہوا تھا۔ اور اس کے بعد بھی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بغرض حج بیت اللہ و زیارت مقامات مقدسہ عراق، شام، مصر، حجاز کے کئی سفر طے کیے اور انھی سفروں میں سے ایک سفرنامہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قلم بند بھی کیا ہے جو کافی ضخیم اور طویل ہے اور رسالہ جات ''النور'' کی جلد ۴، ۱۳۴۵ھ میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔

مبحث سادس

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی کا ترجمہ وتشریح

لوگوں کو شیخ کی طرز تحریر سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں بعض تو ان کو قطب الاقطاب سمجھتے ہیں اور قرآن مجید کی آیات کی تاویل کرتے ہیں مگر شیخ کے قول کی تاویل نہیں کرتے اور بعض ان کے برعکس شیخ کی تکفیر میں بھی تقصیر نہیں کرتے۔ بعض نادان یورپ زدہ، شیخ کے فلسفے یا حکمت کو افلاطون کا فلسفہ سمجھتے ہیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ تمام کتاب جنید بغدادی، ابویزید بسطامی اور سہل بن عبد اللہ تستری کے اقوال اور آیات قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے بھری پڑی ہے اور اس میں اپنے کشف کا بھی جابجا ذکر کرتے ہیں مگر اس میں افلاطون کا کہیں، ایک جگہ بھی تذکرہ نہیں ہے اول تو یہ ثابت ہی کب ہوا تھا کہ فلسفہ افلاطون کی کتاب شیخ الاکبر تک پہنچی بھی ہے یا نہیں بلکہ کسی دشمن مسلمانان نے لگا دیا کہ شیخ الاکبر نے افلاطون سے لیا ہے اور مقلدوں کے لیے بس آیت اتر آئی۔ ظالم اڑاتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے رومن لاء سے لیا یا تورات انور شیرواں سے لیا۔ ان کو معلوم نہیں کہ عقائد وفقہ کے اصول کیا۔ یہاں قرآن مجید و حدیث کی شرح تو ہو سکتی ہے ان سے احکام استنباط کیے جا سکتے ہیں۔ مگر ان کے خلاف مسئلہ بھی نہیں چل سکتا۔ کمال علم و تحقیق کا ادعا ہے ہم کو دشمنوں کے کہنے کی تکلیف نہیں ہوتی دوستوں کے دشمنوں کا ساتھ دینے سے ایذا ہوتی ہے۔ فقیر کی عادت ہے کہ ہر فص سے پہلے ایک تمہید لکھتا ہے جس میں نفس مسئلہ کی تحقیق کرتا ہے، اگر کسی مسئلے میں دوسرے آئمہ فن کا اختلاف ہو تو وہ بھی لکھ دیتا ہے۔

چونکہ فن تصوف میں مختلف کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور مختلف حضرات نے ایک ہی معنی کو مختلف تعبیرات سے ادا کیا ہے لہٰذا فقیر بھی ایک ہی وقت میں متعدد الفاظ واصطلاحات لکھ دیتا ہے اور ان کے ہم معنی بھی بتا دیتا ہے تاکہ طالب علم کے کان آشنا ہو جائیں اور مختلف کتابوں کے مطالعے کے وقت کسی قسم کی پریشانی واقع نہ ہو۔ اگر کہیں قرآن مجید کی آیت آجاتی ہے تو اول تفاسیر کے مطابق اس کا ترجمہ کرتا ہے پھر شیخ کے اعتباری معنی بیان کرتا ہے اعتباری معنی کیسے ہو سکتے ہیں۔

فقیر کوشش کرتا ہے کہ شیخ کے مختلف اقوال میں تناقض پیدا نہ ہو ہر قول کا محل بیان کر دیتا ہے فتوحات مکیہ سے شیخ کے عقائد کا ترجمہ بھی کر دیا ہے تاکہ دوسرے اقوال کا مرجع ہو سکیں اور ان کے مطابق تاویل ممکن ہو

۔شیخ کے کلام میں بکثرت مشاکلہ ہے۔مشاکلہ عربی زبان میں بھی ہے اور دوسری زبانوں میں بھی اشعار میں بھی ہے اور نثر میں بھی۔کلام اللہ میں بھی ہے اور دوسروں کے کلام میں بھی۔

مشاکلہ کیا ہے۔ایک لفظ پہلے آتا ہے اور اپنے اصلی معنی میں رہتا ہے پھر وہی لفظ دوبارہ آتا ہے اور اس سے دوسرے معنی مراد لیے جاتے ہیں مثلا ایک شخص کہے تم نے مجھ سے خباثت کی اب دیکھو میں کیسی خباثت کرتا ہوں یعنی خباثت کا انتقام لیتا ہوں۔عرب شاعر کہتا ہے:

قالو ا اقترح شیئا نجد لک طبخه

قلت اطبخوا له حبته و قمیصا

لوگوں نے کہا کہ کچھ کھانے کی فرمائش کرو۔ہم اس کو اچھی طرح پکائیں گے۔میں نے کہا ایک جبہ و قمیص پکاؤ یعنی ایک جبہ اور قمیص ہی سہی دو۔قرآن مجید میں:

و مکروا و مکر الله و الله خیر الماکرین

انھوں نے مکر کیا اور اللہ نے اس کی سزا دی اور اللہ تعالیٰ مکاروں کو سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

شیخ کہتے ہیں فیعبدنی وعبدہ ۔حق تعالی کے صفات اضافیہ، مثلا رزاق، معطی رب کو اپنے ظہور میں عبد کی ضرورت ہے اور عبد تو اپنے رب کی طرف وجود میں اور تمام قوتوں میں محتاج ہے ہی۔ایسی صورت میں فقیر لفظی ترجمہ کرنے کو مناسب نہیں سمجھتا بلکہ مرادی معنی بیان کرتا ہے تاکہ سوئے ادبی کی صورت بھی پیدا نہ ہو۔

شیخ جب ایک دفعہ ایک مسئلے کو مانع اور قیود و شرائط لگا کر بیان کر دیتے ہیں تو طالب پر اعتماد کرتے ہیں کہ وہ اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھے گا اور بار بار شرائط و قیود نہیں لگاتے۔مثلاً ایک دفعہ لکھ دیا کہ موجود بالذات خدا کے سوا کوئی نہیں سب ماسوا اللہ موجود بالعرض ہے۔پھر کہیں لکھ دیں گے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں یعنی بالذات کوئی نہیں اس کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ حقائق اشیاء باطل ہیں عبد و رب میں کوئی فرق نہیں۔

ادیبوں کی عادت ہے کہ کمنا قابل لحاظ سے کو بمنزلہ عدم سمجھتے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ آپ کے سوا دینے والا ہے ہی کون۔یعنی آپ کے جود و سخا کے مقابل دوسروں کی داد و دہش نا قابل ذکر ہے۔ہیچ پوچ ہے اسی طرح خدا کے بالذات وجود و قوت کے مقابل، بندوں کا وجود اور قوتیں نا قابل شمار ہیں۔حکم عدم میں ہیں ادبی جملے میں جو لطف ہے وہ منطقی قضیے میں کہاں۔ہر جگہ منطق لطف سخن کو نابود کر دیتی ہے۔بعض الفاظ کے خود لغت میں مختلف معنی ہوتے ہیں مثلاً عین، آفتاب، ذات، لا یعنی سونا، چشمہ، آنکھ، گھٹنا ایسے لفظ کو مشترک کہتے ہیں

بعض لفظ کے معنی لغت اور زبان میں کچھ اور ہوتے ہیں اور عرف ۔شرع یا اصطلاح خاص میں کچھ اور مثلاً پیغامبر۔ پیغام لانے والا۔ اور عرف شرع میں ۔وہ خدا کا معصوم وممتاز بندہ، جو پیغام الٰہی اس کے بندوں کے پاس لاتا ہے۔رسول کی بھی یہی حالت ہے۔وحی۔اشارہ۔الہام۔رسول پر نازل ہونے والے احکام

واوحی الی النحل

شہد کی مکھی کے دل میں ڈالا۔

واوحینا الی ام موسی

ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام کیا۔

نبی، باخبر، واقف، پیغمبر خدا۔ان سب مقامات میں قرائن سے معنی کا تعین ہوتا ہے بعض جگہ شیخ نے نبی کا لفظ واقف وخبردار کے معنی میں استعمال کیا ہے نہ کہ بمعنی پیغمبر وصاحب نبوت کے۔مخالفوں کو موقع مل گیا کہ شیخ خاتم النبیین کے بعد بھی سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کے قائل ہیں۔ایسی صورت میں فقیر مترجم مسئلے کو صاف کر دیتا ہے کہ یہاں شیخ نے اس لفظ کو لغوی معنی میں مستعمل کیا ہے، نہ کہ عرفی شرعی معنی میں۔فصوص میں اس قسم کے متعدد مقامات ہیں۔شیخ کے عقائد نامے میں زیادہ کون سا قرینہ ہوسکتا ہے کہ یہاں لغوی معنی مراد ہیں نہ کہ اصطلاحی شرعی۔بعض دفعہ متضاد الفاظ معاً استعمال کرنے سے لطف کلام بڑھ جاتا ہے، مثلاً

هو الاول و الآخر والظاهر و الباطن

مجبوراً فقیر مترجم کو وجہ اعتبار ولحاظ دکھانی پڑتی ہے، مثلاً وہ اول ہے بلحاظ احدیت وذات کے اور آخر ہے باعتبار واحدیت واسماء صفات کے۔وہ ظاہر ہے بلحاظ آثار کے اور باطن ہے باعتبار حقیقت کے۔غرض کہ فقیر مترجم کو ہر امر کی وجہ بیان کرنا پڑتی ہے۔

شیخ بکثرت اعتبار کو استعمال کرتے ہیں، ایک شخص کے قول کو یا شعر کو اپنے حسب حال معنی پر ڈھال لینا اعتبار ہے۔حضرت سلطان العاشقین شیخ عمر بن فارض بکری کا دیوان مشہور ہے۔ہر مذہب کے لوگ اس سے لطف اٹھاتے ہیں۔ان کا قصیدہ خمریہ اور تالیۃ الکبری معروف ہے۔بڑے بڑے فاضلوں نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ان میں سے مولانا عبدالرحمٰن جامی کی لوامع مطبوع ومتداول ہے۔اس سے ہر شعر کو حقانی معانی پر ڈھال لینے کی طرف راستہ ملتا ہے۔کون سا نادان سمجھے گا کہ سلطان العاشقین شراب خوار تھے اور ام الخبائث کی ثناء خوانی کرتے تھے۔

اور مرزا عبدالقادر بیدل۔ یا خواجہ شمس الدین حافظ کا مقصود شراب سے ام الخبائث تھا۔ اس سے مراد جوش محبت ہے۔ لیلیٰ مجنوں کی ہڈیاں تک باقی نہیں، کون سا شاعر اس خاص مرد، خاص عورت پر شعر کہتا ہے، مجنوں سے مراد عاشق ہے اور لیلیٰ سے مراد محبوب ہے۔

میں نے حکیم عمر بن ابراہیم خیام کے چند مسائل کے ترجمے کئے ہیں۔ بڑا مذہبی، محبت خدا اور رسول شخص ہے۔ اس کو تو لوگوں نے ایسا شرابی کبابی بنا دیا کہ توبہ بھلی۔ ہر رباعی کے متعلق اس کے منظر کی تصویر بنا دی۔ اس پر جھوٹی کہانیاں گھڑ لیں۔ ایک بزرگ ہاتھ میں تسبیح لیے خلوت گاہ میں بعض اسمائے الٰہیہ کی زکوٰۃ دے رہے تھے، ان کی خلوت گاہ کے نزدیک دو عورتیں کھڑی گفتگو کر رہی تھیں۔ ایک نے پوچھا کہ تو نے آج کیا کمایا، دوسری نے بتایا کہ اتنے روپے، پہلی نے مصارف پوچھے تو دوسری نے چند مصارف بتا دیئے، پہلی نے کہا کہ کیوں تو نے اپنے یار کو اتنے روپے نہیں دیئے، دوسری نے کہا حساب دوستاں در دل۔ یہ سنتے ہی اس خلوت نشین صاحب نے تسبیح توڑ دی اور کہنے لگے کہ حساب دوستاں در دل نہ کہ در تسبیح۔

بعض حضرات نے قرآن مجید سے اعتبار لینے اور عبرت حاصل کرنے کے اصول میں رسالے لکھے ہیں۔ شیخ نے بھی آیات قرآنی سے اعتبارات پیدا کیے ہیں۔ وہ تفسیر قرآن مجید نہیں ہیں۔ تفسیر سمجھنا اور شیخ سے لڑنا ظلم ہے ظلم

" سخن شناس نئی دلبراں خطا ایں جاست "

اور شیخ اعتبار لیتے ہیں

" کہ موسی قلب سلیم اور ھارون عقل مستقیم "

فرعون نفس لعین کے پاس تبلیغ حق کرنے کو پہنچے۔ توحید الٰہی کی طرف دعوت دی۔ وہ سرکش بھلا کیا مانتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے چند آثار قدرت الٰہی و معجزات پر متوجہ کرایا اور معجزے دکھائے۔ اس نے بھی چند قوت ارادی کے کرتبوں کے ساحروں کو پیش کر دیا۔ بھلا موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے وہ کیا ٹھہر سکتے تھے۔ قوت ارادی کے کرتب بھی روحانیت کی جنس سے تھے۔ انھوں نے آثار قدرت الٰہی دیکھ کر حق المعبود کے سامنے سر جھکائے۔ فرعون لعین کا نفس چونکہ روحانیت سے نا آشنا تھا، اس نے نہ سمجھا اور نہ مانا۔ موسیٰ علیہ السلام مع متبعین خیالات طیبہ، فرعون لعین کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے دریائے وحدت حق میں سے پرے نکل گئے اور سرزمین بقا باللہ میں پہنچ گئے۔ فرعون لعین نے اپنے خطرات واہیہ کے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب

کیا۔دریائے وحدت میں ڈوبنے لگا تو چلا اٹھا کہ میں بھی موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لایا۔لہٰذا فرعون نفس ایمان کے ساتھ طاہر ومطہر فنا ہو گیا۔آگے بقاباللہ کی سرزمین میں قلب سلیم اور عقل مستقیم تو رہتے ہیں مگر نفس اوراس کے وساوس وخطرات کا بالکل پتہ نہیں۔یہ تفسیر نہیں اعتبار ہے۔

اعتبارات کے مقامات میں،فقیر مترجم،اول تفسیر کرتا ہے۔پھر اعتبار بتاتا ہے۔تاکہ کوئی نادان اعتبار کو تفسیر نہ سمجھے۔یہ بات عجیب ہے کہ اعتبارات بھی جس قدر آیات قرآن مجید سے حاصل ہوتے ہیں کسی اور کلام سے نہیں ہوتے ۔قرآن مجید تو اس حیثیت سے بھی معجزہ ہی ثابت ہوتا ہے۔

شیخ جا بجا مختلف علوم ہیئت،منطق اور کلام کے مسائل کی طرف اشارہ کردیتے ہیں،ترجمے میں ان مسائل کی توضیح کرنی پڑتی ہے(43)

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی خدمات پر ایک طائرانہ نظر اور علم تصوف میں ان کی تصنیفات اور تالیفات پر ایک مختصر جائزہ

تمہید

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اس امر سے بخوبی واقف تھے دین کی تبلیغ ونشر واشاعت صرف تدریس سے ہی ممکن نہیں بلکہ اس کی اشاعت کے لیے تمام ممکنہ طرق اور مناھج کا استعمال بہت ضروری ہے اوران مروجہ اور غیر مروجہ مناھج میں ایک طریقہ جو کہ براہ راست تبلیغ کہلاتا ہے تدریس پر مختصر گفتگو گزر چکی ہے دوسرا طریقہ تالیفات وتصنیفات کا تھا جو کہ غیر ظاہر طور پر ایک وسیع حلقہ کو متاثر کرتا ہے۔
حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی خدمات کا آغاز تو جامعہ عثمانیہ میں تدریس کے ساتھ ہی ہو گیا تھا لیکن حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے رشحات قلمی کا آغاز دارالترجمہ جو کہ جامعہ عثمانیہ میں قائم کیا گیا تھا جس کا نام دائرۃ المعارف رکھا گیا تھا سے ہوا۔اس حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت میں ہمیشہ علمی فیضان جاری رہتا تھا بڑے بڑے دقیق اور معرکۃ الآراء مسائل اس خوبی سے واضح ہوجاتے تھے کہ گویا مٹھی میں آگیا ہو۔

دوچار لفظوں میں گتھی کو سلجھالینا حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا خاص اسلوب تھا

اور حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی تقریر وتحریر عام فہم، جامع و مانع اور عیوب لفظی ومعنوی سے پاک ہوتی تھی۔ الفاظ کا لباس معنی کے تن پر چست، حجت واستدلال سے مملو کہ قبول حق کی صلاحیت کے حامل بس پکار اٹھیں، فماذا بعد الحق الا الضلال۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ عام طور پر مناظرانہ انداز کلام سے احتراز واجتناب کرتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ یہ اسلوب صرف اور صرف تنفر ہی پیدا کرتا ہے لیکن اگر کبھی مناظرہ کیصورت پیدا ہو ہی جائے تو قدر مشترک نکال کر اس کے لوازم اور نتائج کی دعوت دیتے تھے۔ اور اس طرح مخاطب میں سوائے استفادہ کے ضد اور مخالفت جیسے منفی جذبات پیدا ہی نہیں ہونے پاتے اور اگر علماء میں آپس میں بحثیں چھڑ جائیں اور اختلاف ہو جائے تو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ بہت خوبی اور حسن اسلوب سے فریقین کو امور متنازعہ کے محل صحیح کی طرف متوجہ کر دیتے تھے اور اس طرح نزاع ختم ہو جاتی تھی۔ ہوتا یہ تھا کہ بعض مسائل تو ایسے ہوتے ہیں جو بعد تحقیق صرف نزاع لفظی نکلتے ہیں اور ان کا محل صحیح معلوم ہو جاتا ہے اور اکثر مرتبہ ایسا ہوتا کہ دونوں صاحبوں کی نظر میں مختلف محلوں پر پڑتی ہے اور ہر ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ بجز ایک دوسرے کی تکذیب کے دونوں حق پر ہوتے ہیں ایک مقام کا اعتبار دوسرے مقام کے اعتبار سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پاس کبھی متصادم نہیں ہونے پاتا جو علم صحیح اور علم تفصیلی کی برکات کا نتیجہ ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول قانون، ادب، عقائد تصوف، منطق، فلسفہ، کلام غرض جس فن میں بھی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ سے استفادہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہی حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا خاص فن ہے ایسے مسائل میں جو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو حق معلوم ہوتے ہیں جمہور کی مخالفت سے کبھی نہیں رکتے تھے اور تحقیق حقائق فرماتے تھے لیکن یہ سب کچھ آداب کے اندر رہتے ہوئے ہوتا تھا مخالفت ضرور ہوتی تھی لیکن مخالفت برائے حق نہ کہ مخالفت برائے توہین وتذلیل۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اپنے مسلک میں پہاڑ کی طرح اٹل تھے کہ سخت ہوائیں بھی انہیں نہیں ہلا سکتیں تھی نہ زلزلے اس کو جگہ سے ہٹا سکتے تھے لوگ جس قدر پیاس لے کر آتے تھے اس سے کہیں زیادہ سیراب ہو کر جاتے تھے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کے پاس متعارف اور غیر متعارف کی بحثیں نہیں ہر شخص حسب استطاعت وضرورت فیضیاب ہوتا تھا اور اتنا کچھ پالیتا تھا کہ برسہا برس کی محنت شاقہ کے بعد بھی حاصل نہ

ہو سکے۔دین میں جس جتنا زیادہ دخل ہوتا ہے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت سے اسی قدر مستفید ہوتا ہے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ اہل فضل کو اپنی مجلس میں ترجیح دیتے تھے اور جب اپنا کلام فرماتے تھے تو اہل مجلس سمجھ دار خاموشی کے ساتھ سنتے اور ختم کلام پر اپنا معروضہ ملاحظہ پیش کرتے تھے۔اور سب سے اہم امر وہ یہ کہ جوامع الکلم جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدس پر مشتمل ہیں ان کو موجودہ زمانہ پر منطبق کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں بلکہ جہاندیدہ ہی یہ کام کر سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اب تک جو خدمات انجام دی ہیں ان میں تفسیر صدیقی اور دیگر تصنیفات و تالیفات اس امر پر شاہد ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کو صدر اول کے دماغ سے کس قدر وابستہ کر رکھا تھا کہ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کس قدر معتدل مزاج کے مالک تھے۔

حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مختلف اوقات میں جو تصنیفی و تالیفی خدمات انجام دیں ان میں سب سے اہم وہ خدمات ہیں جو انھوں نے دارالترجمہ (دائرۃ المعارف) جامعہ عثمانیہ کے زیر تحت انجام دیں ان خدمات کا تعلق کسی ایک موضوع سے نہیں بلکہ تمام علوم و فنون سے ہے۔

اور ان تالیفات و تصنیفات میں مختصر مضامین اور مطول مضامین بھی شامل ہیں تو مختلف مسائل پر مبنی تحقیق بھی شامل ہیں تو بعض تالیفات ضخیم اور شہرہ آفاق موضوعات پر مشتمل ہیں جیسے شیخ الاکبر ابن عربی کی شہرہ آفاق کتاب فصوص الحکم کا ترجمہ و تشریح ہے جیسا کہ معروف ہے کہ دنیائے تصوف میں اس کتاب کا مقام اساسیات کا حامل ہے ۔(44)

ان تمام کی تفصیل درج ذیل صفحات میں دی گئی ہے:

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کی شروحات اور حضرات نے بھی کی ہیں جو زیادہ تر عربی اور فارسی زبان میں ہیں جن میں تراجم بھی ہیں جو کہ مروجہ معیار پر پورے نہیں اترتے یعنی کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمام جہو دعلماء کے لیے کی گئی ہیں عامۃ الناس کا اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔اس حوالے سے سب سے پہلی کوشش جو ہمیں نظر آتی ہے وہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا فصوص الحکم کا اردو زبان میں ترجمہ اور تشریح ہے جو کہ انتہائی آسان فہم اور سادہ طرز اسلوب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس ترجمہ کے دوران حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ جہاں جہاں شیخ اکبر ابن عربی کی تحریر میں قرآن مجید کی مخالفت نظر آئی وہاں انھوں نے حاشیہ میں اس کی وضاحت اور اصلاح کی ۔ اور اگر شیخ اکبر کی تحریر میں کوئی ذو معنویت یا ابہام نظر آیا تو حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اس ذو معنویت کو دور کیا اور موجود ابہام کو بھی ختم کیا کہ لفظی ترجمہ کے بجائے مرادی معنی بیان کیے ۔ جس کتاب کے سمجھنے میں مخلوق خدا کی ایک بڑی تعداد گمراہ ہوئی اس کتاب کا اس خوبی سے ترجمہ اور تشریح کرنا یہ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کا ہی خاصہ تھا۔

معیار کلام

اس رسالہ میں علم مناظرہ ، اصول حدیث ، علم منطق ، اصول فقہ اور اصول التاویل کا نزاعی معاملات میں استعمال کا بیان ہے اور مبلغ اور داعی کس طرح ان اصولوں کو اپنی دعوت اور گفتگو میں استعمال کر سکتے ہیں اور نزاعی معاملات میں صحیح اور درست اسلوب بیان کی تشریح مع اصطلاحات جدید و قدیم کا بیان ہے۔

المعارف حصہ اول ، دوم ، سوم

المعارف کا تعلق زیادہ تر اسلام کے فکری مضامین سے ہے اور اس میں اسرار احکام الٰہیہ بھی بالتفصیل شامل ہیں ۔ عبدیت ، عبودیت ، الٰہیت ، رسالت ، اخلاقیات ، معاملات غرضیکہ کسی پہلو کو ادھورا نہیں چھوڑا گیا اور اس میں اسلام کی مہیا کردہ رہنمائی خوبصورت فصیح و بلیغ انداز میں بتائی گئی ہے

آمدم برسر مطلب کہ المعارف کا حصہ اول حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ کی علمی و ادبی مقالات پر مشتمل ہے اور یہ سات مقالات ہیں جن کے موضوعات درج ذیل ہیں:
نغمہ محبت ، میں کون ہوں اور کیا ہوں ، ایک میرا خیال ، عینیت و خیریت ، توحید ، فنا و تجلی ، لیس کمثلہ شئی ، لطائف
المعارف حصہ دوم جن چار مقالات پر مشتمل ہے جو کہ درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہے:
وجود ، الاکل شئی ماخلا اللہ باطل ، عالم مثال ، خیر و شر

المعارف حصہ سوم سات مقالات پر مشتمل ہے جس کے موضوعات درج ذیل ہیں:
خیر مقدم ، رسالت خاتم النبیین ، سیرت حبیب ، حضرت ابوبکر الصدیق ، الامام جعفر صادق ، محبان خدا

وصیت ووراثت

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے عصر حاضر کی ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ کرتا ہوئے آداب وصیت وآداب وراثت تفصیل سے بیان کیے کہ عام آدمی تو درکنار پڑھے لکھے لوگ بھی دین اسلام کے اتنے اہم حکم کی طرف سے غافل ہیں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ وصیت کی تعریف کیسے کی جاتی ہے اس کے کیا اسرار ہیں اور وراثت کا تعلق کن لوگوں سے ہوتا ہے اور اس کی تقسیم کیسے کی جاتی ہے۔

حقیقت بیعت

اس مختصر رسالہ میں سلوک راہ خدا میں استاد روحانی یا شیخ کی ضرورت کی اہمیت کو واضح فرمایا اور شیخ کامل کے اثر صحبت کا فائدہ اور اس کی پہچان اور بیعت کے آداب وقیود وغیرہ کا بیان ہے۔ گوکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے لیکن اپنے مشتملات کے اعتبار سے بہت اہم اور جامع ہے۔

ابلیس ازم

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے یہ واضح کیا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود اور خیر کے منافی تمام راستے اور طرق ابلیسی ہیں یا ابلیسی طرق کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں لہٰذا ان سے بچنا از حد ضروری ہے۔

مختلف رسائل کا بیان

(۱) الدین:۔

اصل رسالہ عربی میں تھا اور بعد میں اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا جو کہ رسالہ تقدیر میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔

(۲) عدم نسخ القرآن:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے قرآن مجید میں نسخ کی نفی کی ہے

اور یہ ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں نسخ ممکن ہی نہیں ہے اور جن آیات میں نسخ بیان کیا جاتا ہے وہ ہماری سمجھ کا نقص ہے۔

(۳) اعجاز القرآن:

اس رسالہ میں معجزات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور بعد میں خصوصی طور پر اعجاز القرآن پر مکمل بحث فرمائی ہے۔

(۴) التوحید:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے توحید کی حقیقت بیان فرمائی ہے اور توحید کے حوالے سے اسمائے حسنیٰ کا بھی بیان ہے۔

(۵) قول فصل:

اس رسالہ میں اطاعت الٰہیہ واطاعت رسالت کا بیان شافی وکافی انداز میں ملتا ہے کہ ہدایت صرف ان دو جگہوں سے مل سکتی ہے اور اس حوالے سے قرآن مجید اور حدیث کی حجت اور وضاحت بیان کی گئی ہے۔

(۶) سماع:

علم تصوف کے حوالے سے حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے سماع کے جواز پر یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے اور تفصیل سے یہ موضوع تحریر کیا ہے جن کے سمجھنے کے بعد حلت وحرمت کا فیصلہ کرنا قاری کے لیے آسان ہو جاتا ہے

(۷) دین فطرت:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے اسلام کو دین فطرت قرار دیتے ہوئے اس کی تفصیلات تحریر کی ہیں۔

(۸) آیات بینات:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مسلمانوں کے لیے غور وفکر کی

راہیں کھولیں ہیں کہ مسلمان کن راہوں پر چل کر ہدایت سے فیضیاب ہوسکتے ہیں اور کن طریقوں پر چلیں گے تو ناکام ہوں گے اور غور وفکر کی یہ راہیں قرآن مجید کے ازلی وابدی نور سے مستنبط کی گئی ہیں۔

(۹) اوراق الذھب:

یہ رسالہ عربی اور فارسی ادب کے مختلف شہ پاروں پر مشتمل ہے اور اس رسالہ کے مقالات میں ایسی فصاحت اور بلاغت اور روانی نظر آتی ہے جو کہ بہت کم نصیب ہوئی ہے اور اگر غور وفکر سے پڑھا جائے تو اس کے اشعار کی طرح زبان پر رواں دواں ہو جائیں۔

(۱۰) کلمہ طیبہ:

اس مختصر رسالہ میں کلمہ طیبہ کے معنویات پر خوبصورت اور مدلل بحث فرمائی ہے اور اس کے ساتھ اس کے طریقہ اذکار اور ان کے آثار ونتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۱۱) شجرۃ الکون:

اس مختصر رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مسائل تصوف اور وحدت الوجود پر مختلف شجرے اور دلائل پیش کیے ہیں المختصر فن تصوف کے اثبات پر ایک جامع اور خوبصورت تحریر ہے۔

(۱۲) انتخاب شاہ نامہ:

اس منظوم نامہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ فارسی کے مشہور شاعر فردوسی کے ساٹھ ہزار اشعار میں صرف ۲۰۰۰ ہزار اشعار کا انتخاب اس انداز میں کیا کہ کہیں سے بھی ربط وتسلسل ختم نہیں ہوا

(۱۳) روح الادب:

اس رسالہ میں منظوم اور اشعار پر مشتمل ہے اس میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے مشہور عربی شعراء کے منتخبات اکٹھے کیے گئے ہیں۔یعنی باکمال شعراء کے باکمال اشعار۔

(۱۴) اسلامی تصوف:

تصوف پر خاصی مدلل تحریر ہے جو کہ اردو زبان میں منفرد مقام کی حامل ہے۔

(۱۵)معراج:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت نے معراج سے متعلق تمام تصورات کوقرآن مجید کی روشنی میں پرکھااوران کی اغلاط کی تصحیح کی بالخصوص سورۃ الاسراء کی بہت خوبصورت تفسیر کی گئی ہے۔

(۱۶) گناہ اوراس کی حقیقت:

اس مضمون میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت نے گناہ کے وجوداوراس کی مختلف ممکنہ شکلوں اورصورتوں پرمکمل بحث کی گئی ہے۔ یہ مضمون اتنا خوبصورت لکھا گیا ہے کہ بعد میں کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیالیکن اس سے قبل یہ مضمون رسالہ ''النور'' کی جلدنمبر۲ کے چوتھے شمارہ میں بھی شائع کیا جاچکا ہے۔

(۱۷)عبد:

اس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے بیان کیا گیا کہ عبد کتنی قسم کے ہوتے ہیں اور عبداللہ کون ہوتا ہے اور عبداللہ کے لوازم کیا ہوتے ہیں یعنی امرعبدیت پرخاصی جاندارتحریر ہے۔

(۱۸)طلسم طریقت:

تصوف پرمعرکتہ الآراءتحریر ہےاورسالک راہ حق کن کن صعوبات اورمصائب وشدائد کا سامنا کرتا ہےاورکن کن آزمائشوں سے دوچار ہوتا ہےاورمرشدکس طرح اس کی رہنمائی کرتا ہےاورسالک راہ حق کیلئے قرب حق کے لیے کن کن مراحل کوطےکرنالازم ہے۔

(۱۹)النبی ﷺ:

یہ رسالہ النور'' جلدنمبر۶'' ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر۲ میں شائع ہو چکا ہےاس رسالہ میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے خدائے تعالی کی معرفت اوراس کے احکام کی اطاعت پیغمبر کے جہات، نبی اورولی کا فرق، مصلح اور نبی کا فرق، نبی اورساحر میں فرق، معجزہ اور کرامت میں فرق، ہماری توجہ تخلیق پرروشنی ڈالی گئی ہے۔اس رسالہ کے آخر میں کہ ہمارے پاس علم صحیح معیار کمال ہےتوحید فی الاعتقادو اخلاص ہی ہماراسرمایہ نجات ہے۔المختصراس مضمون کے ملاحظہ سے پیغمبر کے مقام کا بھرپوراندازہ ہوتا ہے

(۲۰) تنزیل وتاویل:

اس رسالہ میں اس مضمون میں حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت نے سورۃ الناس کی تفسیر فرمائی ہے اور الوسواس اور الخناس کی تشریح کے ضمن میں وسوسوں کی اقسام اور ان کے اثرات اور دفع وساوس کے مختلف طریقے بتائے ہیں۔ یہ مضمون ترجمان القرآن ج ۶، شمارہ نمبر ۴، ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ میں شائع ہوا۔

(۲۱) اسلامی حکومت:

یہ رسالہ اسلامی نظام حکومت پر بہت خوبصورت تحریر ہے۔ حضرت علامہ عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمہ اللہ نے درج ذیل مباحث پر قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے استنباط کرتے ہوئے قلم اٹھایا ہے:

☆ کیا اسلامی حکومت شخصی ہے یا جمہوری؟

☆ اسلامی حکومت ہونے کا دارومدار کس چیز پر ہے؟

☆ کیا اسلامی حکومت کے لیے اس کے ارکان کا بے گناہ ہونا ضروری ہے؟

☆ مجتہدین کی کتنی اقسام ہیں؟

☆ کیا اب کوئی مجتہد پیدا نہیں ہوسکتا؟

☆ کیا ہر زمانے میں کسی نہ کسی مجتہد کا ہونا ضروری ہے؟

اور ان موضوعات پر بحث کرنے سے قبل انتہائی بہترین مقدمہ تحریر فرمایا ہے اور یہ مضمون بھی رسالہ القدیر میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔

(۲۲) تصوف کے حوالے سے سلاسل فقراء، تفسیر لطیفی، مکاتیب عرفان

تین رسالے تحریر فرمائے جس میں پہلے رسالہ میں تصوف کے مختلف سلاسل پر مکمل بحث تحریر فرمائی ہے اور دوسرا رسالہ صنف لطیف کے لیے لکھا گیا ہے اور تیسرا رسالہ تصوف کی بحث کو عام الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (۴۸)

ماخذ ومراجع

(1) عبدالقدیر صدیقی، ماخوذ از فصوص الحکم ص۔ ۴۷

(2) ملخص از فصوص الحکم مترجم عبدالقدیر صدیقی (ہر باب کے شروع میں حضرت علامہ صاحب مرحوم نے جو نبذۃ بیان کیا ہے اس کی تلخیص مراد ہے)
(3) محمد اکبر خان، اہل تصوف اور حق کا بیان، ص۔۱۵۷
(4) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۱۲ تا ۱۳
(5) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۱۵
(6) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۸
(7) عبدالقیوم، مقالات، ص۔۱۳۶، ج۔۲
(8) عبدالقیوم، مقالات، ص۔۱۳۹، ج۔۲
(9) عبدالقیوم، مقالات، ص۔۱۴۰، ج۔۲
(10) عبدالقیوم، مقالات، ص۔۱۴۲، ج۔۲
(11) عبدالقیوم، مقالات، ص۔۱۴۸، ج۔۲
(12) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۹ تا ۱۰
(13) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۹ تا ۱۰
(14) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۱۱
(15) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص۔۱۴ تا ۱۵
(16) ابن عربی، فتوحات مکیہ، ص۔۳۶، ج۔۱
(17) عبدالقدیر صدیقی، فصوص الحکم، ص ۲۸ تا ۳۰
(18) طبقات الصوفیہ ص۔۴۶۷
(19) طبقات الصوفیہ ص۔۴۶۰
(20) طبقات الصوفیہ ص۔۵۰۶
(21) طبقات الصوفیہ ص۔(۴۲۸)
(22) طبقات الصوفیہ ص۔(۱۶۶)
(23) طبقات الصوفیہ ص۔(۱۶۷)
(24) طبقات الصوفیہ ص۔(۴۶۴)

(25)طبقات الصوفیہ ص ـ(۴۳۶)

(26)طبقات الصوفیہ ص ـ(۵۱۱)

(27)طبقات الصوفیہ ص ـ(۴۷۴)

(28)طبقات الصوفیہ ص ـ(۵۶۳)

(29)طبقات الصوفیہ ص ـ(۴۸۸)

(30)طبقات الصوفیہ ص ـ(۱۷۲)

(31)طبقات الصوفیہ ص ـ(۱۷۴)

(32)طبقات الصوفیہ ص ـ(۴۴۹)

(33)طبقات الصوفیہ ص ـ(۲۴۰)

(34)طبقات الصوفیہ ص ـ(۴۷۱)

(35)طبقات الصوفیہ ص ـ(۱۱۰)

(36)طبقات الصوفیہ ص ـ(۱۱۰)

(37)طبقات الصوفیہ ص ـ(۴۵۵)

(38)طبقات الصوفیہ ص ـ(۲۳۹)

(39)طبقات الصوفیہ ص ـ(۱۷۸)

(40)علی ہجویری، کشف المحجوب، ص۱۴۹

(41)عبدالقدیر صدیقی ، ماخوذ از فصوص الحکم، مقدمہ من مترجم

(42)عبدالقدیر صدیقی ، ماخوذ از فصوص الحکم، مقدمہ من مترجم

(43)عبدالقدیر صدیقی ، ماخوذ از فصوص الحکم، مقدمہ من مترجم

(44) میاں محمد قادری چشتی ملخص از تصنیفات الشیخ حضرت علامہ رحمہ اللہ

❁ ❁ ❁

❊ ❊ ❊

پانچواں باب

معاصرین اور دیگر مفکرین کی حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی کے بارے میں آراء

❊ ❊ ❊

مبحث اول

معاصرین ومفکرین کی آراء

تمہید

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی اپنے زمانے کے ماہر اقتصادیات ہونے کے علاوہ بہترین سیاسی مبصر بھی تھے۔ دینی بصیرت اور ایمانی حمیت نے سیاسی اور اجتماعی مسائل کو سمجھنے کا صحیح ذوق آپ میں پیدا کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیتے ہوئے اپنی تالیفات میں ہر طبقے کے لوگوں سے خطاب کیا آپ نے حکمرانوں، علماء، صوفیاء اور جمہور سب کو تلقین کی کہ وہ اپنی اقتصادی حالت درست کریں۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ حکمراں طبقہ اور عوام نہ صرف اپنے اخراجات اور آمدنی میں ایک توازن پیدا کریں بلکہ کچھ رقم بچا کر غریبوں اور محتاجوں کو دیں۔

اس کے علاوہ حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی نے ملکی سیاست میں اپنی تحریروں کے ذریعے بھی حصہ لیا حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی بڑے شاہ دماغ اور بلا کے ذہین تھے انھوں نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا اور پہچان لیا کہ ملت کی فلاح و بہبود بلکہ زندگی کا راز تحصیل علم میں مضمر ہے۔ تعلیم کی ترویج میں عوامی مدرسے کو بڑا عمل دخل حاصل ہے۔ ان کے نزدیک تمام معاشرتی اور سماجی ادارے اصلاح اور معالجہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مدارس اور تعلیمی اداروں کی حیثیت واہمیت پیش بندی اور حفظ ماتقدم کے طور پر ہے۔ ان کے خیال میں ملت کی نجات کے لیے تعلیم از حد ضروری ہے۔ زندگی کے فرائض اور معاشرے کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لیے اور ان سے عہدہ برآہ ہونے کے لیے تعلیم ایک اہم امر ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی بڑے بلند پایہ معاشرتی نقاد سیاسی مفکر اور واقف اسرار دین تھے خواص اور عوام کی تمام برائیاں ان کی نظر میں تھی انھوں نے بڑی جسارت اور بڑی دلیری کے ساتھ سماجی برائیوں کو بے نقاب کیا اور معاشرے کے ہر فرد کے عیوب برملا بتائے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پر غور وفکر کرنے کا عام رواج دیا۔ آپ نے قرآن مجید کو جمہور تک پہنچانے میں اس کی

تفسیر اور ترجمہ بھی کیا جیسا کہ سطور سابقہ میں گزر چکا ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی کی دعوت کے مختلف پہلو ہیں وہ لوگوں میں غور وفکر کی عادت پیدا کرنا چاہتے تھے۔مزہب کے بارے میں عوام کو زمہ دار افراد قرار دے کر انہیں براہ راست قرآن مجید کے نور سے مستنیر ہونے کا موقع دینے کی آرزو رکھتے تھے اور معاشرے میں اونچ نیچ اٹھا کر مساوات قائم کرنے کی متمنی تھے اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ وہ تعلیم کو عام کر کے جہالت کے پردوں کو چاک کر دینے کے لیے بے چین نظر آتے تھے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی کی علمی ،تعلیم ،تصنیفی اور دینی خدمات اتنی گراں قدر ہیں کہ علماء کو کہنا پڑا کہ اگر حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی کسی پرانے زمانے میں ہوتے تو امام الآئمہ اور تاج مجتہدین کے ناموں سے یاد کیے جاتے۔

وہ ممتاز علماء اور معاصرین یا آپ کے بعد آنے والے زعماء وعلماء کی آپ کے بارے میں جو آراء رہی ہیں ان کا تذکرہ درج ذیل ہے اور یہ آراء آپ کے بلند مقام اور عظیم مرتبہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے مترادف ہے

جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ

(۲) مولانا ابوظفر ندوی رحمہ اللہ

(۳) مولانا عبدالدائم الجلالی رحمہ اللہ

(۴) مولانا عبداللہ العمادی رحمہ اللہ

(۵) مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ

(۱) پروفیسر عبدالقیوم کے تاثرات

آپ حیدرآباد دکن کے نامور فضلاء میں سے ہیں۔آپ کو تصوف اور فلسفہ سے گہری دلچسپی ہے اور ایک نامور عالم اور مصنف کی حیثیت سے مسلم ہیں اور آپ کا شاندار علمی کارنامہ محی الدین ابن عربی کی کتاب ''فصوص الحکم'' کا اردو ترجمہ اور اس پر مفید حواشی ہیں۔(۱)

(۲) مولانا ابوظفر ندوی کے تاثرات

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی اسلام اور عربی تمدن، حکماء اسلام اور تبع تابعین کے علاوہ کئی بلند پایہ کتابوں کے مصنف ہیں بہت اچھا لکھتے ہیں اور اور عربی و اسلامی علوم پر گہری نظر ہے۔(۲)

(۳) مولانا عبدالدائم الجلالی کے تاثرات

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی ایک بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مترجم بھی تھے اور اس کے علاوہ مفسر اور محدث بھی تھے اور کئی مشہور عربی کتب کا اردو میں ترجمہ کر کے علمی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔(۳)

(۴) مولانا عبداللہ العمادی کے تاثرات

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی رحمہ اللہ تعالی عربی، فارسی اور اردو زبان کے ماہر بیان ادب، لغت، نحو اور عروض کے ماہر تھے۔آپ نے فصوص الحکم کا اردو میں ترجمہ اور اس پر انتہائی شاندار حواشی بھی تحریر فرمائے۔

(۵) مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے تاثرات

ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت عالم دین اور نامور فاضل تھے۔ ہزاروں لوگ آپ کی ذات سے مستفید ہوئے بالخصوص علم تصوف کے ضمن میں لوگوں کی غلط افہام کا ازالہ کیا اور آپ نے قرآن مجید کی ایک شاندار تفسیر بھی لکھی۔(۳)

ماخذ ومراجع

(1) عبدالقیوم، مقالات، ص۸۹، ج۲

(2) عبدالحیٔ، تاریخ تصوف، ص۲۱۸

(3) محمد اکبر، اہل تصوف اور حق کا بیان، ص۱۷۷

(4) حیات احمد خان، برصغیر کے ممتاز صوفیاء، ص۵۶

(5) محمد علی زمان، تاریخ الصوفیاء، ص۔۲۸۹

اختتامیہ

حضرت علامہ بحرالعلوم استاذ العلماء، قدوۃ العرفاء سراج الصوفیاء محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت بن شاہ عبدالقادر صدیقی المعروف حکیم الحکماء قادریار خان محی الدولہ بہادر علیہ الرحمہ کی دینی وعلمی خدمات پر مشتمل یہ مقالہ مرتب کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی جس میں حضرت موصوف کا سوانحی خاکہ، تعلیمی وروحانی سفر، آپ کی علمی خدمات کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ بزرگان دین کا تذکرہ کرنا اوران کی خدمات سے عوام الناس کو روشناس کرانا ایک اہم علمی ودینی خدمت ہے۔ جہاں اللہ کے ولیوں اور بزرگوں کا تذکرہ خیر ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں وبرکتیں نازل ہوتی ہیں اورعوام ان کی خدمات سن کر دین اور اسلام کی طرف راغب ہوتی ہے جو بذات خود ایک نیکی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال (کا سلسلہ) ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع اس کو (مرنے کے بعد بھی) پہنچتا رہتا ہے۔

(۱) صدقہ جاریہ

(۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہوں۔

(۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کا سلسلہ اعمال ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر مرنے والے نے کوئی صدقہ جاریہ کیا ہو مثلاً اس نے کوئی مسجد بنوائی ہو، مدرسہ بنوایا ہو، پانی کی سبیل لگائی یا کوئی کنواں کھدوایا ہو یا کوئی سرائے بنایا ہو تو اس کا ثواب اس کو قیامت تک ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر علم کو عام کیا ہو یعنی اس نے درس وتدریس کی ہو یا کتابیں لکھی ہوں یا کتابیں شائع کروا کر مفت تقسیم کی ہوں، جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہوں تو اس کا ثواب بھی اس کو برابر ملتا رہتا ہے۔ یا اس نے اپنے پیچھے ایسی نیک اولاد

چھوڑی ہو جو اس کیلئے ختم قرآن کر کے یا صدقہ وخیرات کر کے اس کیلئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کرتی ہو تو ان اعمال کا ثواب مرنے کے بعد بھی ماں باپ کو ملتا رہتا ہے۔

حضرت علامہ محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت بن شاہ عبدالقادر صدیقی علیہ الرحمہ کی ذات اس حوالے سے بڑی خوش نصیب ہے کہ آپ کو ہر قسم کے صدقہائے جاریہ کا ثواب تا قیامت ملتا رہے گا چاہے وہ علم کی صورت میں ہو، تلامذہ کی صورت میں ہو، کتابوں کی صورت میں ہو یا مدارس ومساجد کی صورت میں ہو، ان تمام کا ثواب آپ کو تا قیامت ملتا رہے گا اور ان نیکیوں کا شمار آپ کے اعمال میں ہوتا رہے گا۔

حضرت والا تبلیغ اسلام اور ناموس مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) کی حفاظت وحمایت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ آپ نے تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لیے بھرپور طریقے سے اپنا علمی وروحانی کردار ادا کیا اور ہزاروں لوگوں کو اسلام اور روحانی دولت سے سرفراز فرمایا۔

میں آخر میں ایک مرتبہ پھر ان تمام احباب کا، اساتذہ کا اور معاونین کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس مقالہ کی تکمیل میں میرے ساتھ ہمہ قسم تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب کی اعانت ورہنمائی کو قبول فرمائے اور بہترین اجر عطا فرمائے اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

دعا گو

محمد قیوم

شعبہ علومِ اسلامی، جامعہ کراچی

CONCLUSION

An extensive effort was made to record the religions and intellectual services of Allama Abdul Qadeer Siddiqui. In it, the biographical details, spiritual and intellectual success and the above mentioned services have been dealt with. Making the efforts of the Sufis lemon to the public is an important religious service. Where there is menteri of Allah's senates. There is great blessing and people are motivated towards Islam. Which is a great achievement Abu Hurayra reports that the Holy Prophet (peace be upon him) said:

"When a man dies, all his deeds are at an end save three which continue to benefit him. Charity and knowledge which are useful to others, noble children who pray for him".

If a man leaves behind any of these three things, he will continue to be believed after his death.

Allama Abdul Qadeer Siddiqui is fortunate that he will here fir from all three till judgment Day.

He has left behind his students, his books, madresles and mosques- all will be of immeuis reward to him.

Allah busied himself with fore aching (fanlight) and upholding

the respect (nannies) of the Holy Prophet (Peace be upon him) and was responsible for the acceptance of Islam by trousavols.

I again repeat my excoriation of gratitude for all those who aristed me in the completion of this thesis. May Allah reward them all. Ameen!

Researcher
Muhammad Qayyum
Dept. of Islamic learning, U.O.K

کتابیات

01۔ القرآن

02۔ امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری، الصحیح البخاری، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر 1953

03۔ امام مسلم بن حجاج القشیر ی (م ۲۱۶ھ)، الصحیح المسلم، دار احیاء التراث لبنان، بیروت

04۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ)، جامع ترمذی، فرید بک اسٹال لاہور ۱۹۸۴ء

05۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ضیاء احسان پبلشرز لاہور، 1987

06۔ ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، اسلامی اکادمی لاہور 1990

07۔ امام ولی الدین، المشکوٰۃ المصابیح، مطبع مجیدی کانپور انڈیا

08۔ ابن منظور جمال الدین ابوالفضل، لسان العرب، نشر ادب الحوزہ، ایران، 1405ھ

09۔ ابوالخیر البیضاوی قاضی ناصر الدین، تفسیر بیضاوی، مکتبہ الجمہوریہ المصریہ، مصر

10۔ آلوسی ابوالفضل شہاب الدین سید محمد، روح المعانی، دار احیاء التراث العربی بیروت

11۔ ابن کثیر عماد الدین ابوالفداء، تفسیر القرآن العظیم، عیسیٰ البابی الحلبی مصر

12۔ ابن قیم جوزی، زاد المعاد، مکتبہ المنار الاسلامیہ کویت، 1987

13۔ ابن العابدین سید محمد امین شامی، رد المختار علی در مختار، مطبع عثمانیہ، 1324ھ

14۔ ابن کثیر عماد الدین ابوالفداء، السیرۃ النبویہ، دار احیاء التراث العربی بیروت

15۔ اشرف علی تھانوی مولانا، راحۃ العسیر، مکتبہ جامعہ دہلی، انڈیا، 1938

16۔ اسلم جیراج پوری، تاریخ الامت، مکتبہ جامع دہلی، انڈیا، 1987

17۔ اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، تاریخ حدیث، کتب خانہ شاں لاہور، 1972

18۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1966

19۔ ابن الحزم، ابومحمد علی بن احمد بن سعید انصاری، جوامع السیرۃ، اردو، مکتبہ علیہ کراچی، 1983

20۔ ابن نجیم شیخ زین الدین، البحر الرائق، دار المعرفۃ بیروت

21۔ ابن ہشام ابومحمد عبدالملک ،السیرۃ النبویہ، دارالمعرفۃ بیروت،1978

22۔ ابن ہمام کمال الدین فتح القدیر عبدالواحد،المطبع الکبریٰ الامیریہ مصر،1318ھ

23۔ ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری، میرمحمد کتب خانہ، کراچی

24۔ احمد حسین امروہی، جواہر معصومیہ، ملک چنن الدین بن فضل لاہور

25۔ احمد حسین امروہی، جواہر مجددیہ، ملک چنن الدین بن فضل لاہور

26۔ احمد حسین خان، حضرت القدس (اردوترجمہ) ملک چنن الدین بن فضل لاہور

27۔ احمد زکی صفوت، جہرۃ خطب العرب، مکتبہ علمیہ بیروت

28۔ اعجاز الحق قدوسی، تذکرۃ صوفیائے سندھ، کراچی۔1959ء

29۔ آفتاب احمد خان، خاندان نقشبندی کی علمی خدمات، المصطفیٰ اکیڈمی حیدرآباد

30۔ البنوری محمد یوسف بن محمد زکریا، معارف السنن، جامعہ علوم اسلامیہ کراچی۔1973ء

31۔ ابوالحسن زید فاروقی، حضرت مجدداوران کے ناقدین، شاہ ابوالخیر اکادمی دہلی،1977ء

32۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید، اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد، طاہر سنز، کراچی1997ء

33۔ سیدعلی حیدر، دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، 1961

34۔ شبلی نعمانی، سیدسلیمان ندوی، سیرت النبی، ندوۃ المصنفین، 1933ء

35۔ غلام احمد پرویز، شاہکار رسالت، ادارہ طلوع اسلام، لاہور1991ء

36۔ منصور پوری قاضی محمد سلیمان، رحمۃ اللعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور1973ء

37۔ محمد یوسف کوکن عمری، شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ، ذوالنورین اکیڈمی سرگودھا،1982ء

38۔ مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر صدیقی، مطبوعہ شمس اسلام حیدرآباددکن،1958ء

39۔ مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، دارالقرآن، مطبوعہ شمس اسلام حیدرآباددکن،1985ء

40۔ مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر آیات قرآن، مطبوعہ شمس اسلام حیدرآباددکن،1980ء

41۔ مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر سورۂ فتح، مطبوعہ شمس اسلام حیدرآباددکن،1975ء

42۔ مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر سورۂ کہف، مطبوعہ شمس اسلام حیدرآباددکن،1990ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر سورۂ یٰسین، مطبوعہ اعجاز مشین پریس حیدرآباد دکن، 1989ء

[illegible]لانا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر سورۂ فاتحہ، مطبوعہ اعجاز مشین پریس حیدرآباد دکن، 1970ء

[illegible] محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر سورۃ اشارہ، مطبوعہ اعجاز مشین پریس حیدرآباد دکن، 1969ء

[illegible]نا محمد عبدالقدیر صدیقی، تفسیر لطیفی، مطبوعہ اعجاز مشین پریس حیدرآباد دکن، 1966ء

[illegible]لانا محمد عبدالقدیر صدیقی، مسئلہ آدم نسق القرآن، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1988ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، اعجاز القرآن، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1988ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، اصول اسلام، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1938ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، ارشاداتِ صدیقی، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1984ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، قولِ فصل، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1976ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، المعارف، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1978ء

مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، العرفان، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1979ء

54- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، التوحید، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1992ء

55- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، حکمت اسلامیہ، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1993ء

56- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، مکاتب عرفان، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1990ء

57- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، حقیقت بیعت، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1994ء

58- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، حقیقت معراج، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1968ء

59- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، میراث الصدق، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1979ء

60- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، سماع، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1971ء

61- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، نظام العمل فقراء، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1977ء

62- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، سود کا مسئلہ، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1988ء

63- مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی، کلیاتِ حسرت، ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی، حیدرآباد دکن، 1995ء

❋ ❋ ❋ ❋ ❋